الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم

ندائے یارسول اللہ

یارسول اللہ تیرے در کی فضاؤں کو سلام
گنبدِ خضرا کی ٹھنڈی چھاؤں کو سلام



حضرت فیض ملت محدّث وقت شیخ القرآن علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم
مفسر قرآن مناظر اسلام استاذ العلماء علامہ محمد فیض احمد صاحب اویسی مدظلہ

باہتمام
عطاء الرسول اویسی

ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ
بہاولپور

فہرست مضامین کتاب ندائے رسول اللہ

خطبہ و تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین خالق السمٰوٰت والارضین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ من کان نبیاً وآدم بین الماء والطین وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین

امابعد! دورِ حاضرہ میں یہ نزاع زوروں پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اولیاء اللہ کو پکارنا مثلاً "یارسول اللہ" "یاعلی مدد" "یاشیخ عبدالقادر جیلانی" "یامعین الدین اجمیری" "یاشاہ نقشبند" وغیرہ وغیرہ کہنا شرعاً کفر ہے شرک ہے یا جائز ہے یا کیونکر۔ فقیر اویسی غفرلہ نے دوسرے مسائل کی طرح اس کی توضیح کے لئے چند سطور لکھ کر "نعم الحامی شرح شرح جامی" کی بحث ندا میں داخل کردیئے۔ اب احباب کے اصرار پر اضافات عدیدہ وافادات جدیدہ کے ساتھ علیحدہ لکھ کر اس کا نام "تبرید الاکباد فی نداء لحب العباد" عرف "ندائے یارسول اللہ" رکھا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ رسولہ الکریم

مقدمہ

یہ مسئلہ درحقیقت چند مسائل کا مجموعہ ہے جو علیحدہ علیحدہ ابحاث سمجھنے کے بعد سمجھ آئیگا اور چونکہ مخالفین اور ہم انہیں مسائل میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اسی لئے اس ضمنی بحث میں جھگڑنا لازمی امر ہے۔ عوام کے ذہن نشین کرانے کے لئے مندرج ذیل نقشہ پیش ہے تاکہ "یارسول اللہ" وغیرہ کے جواز وعدم جواز کی اصل وجہ معلوم ہوسکے

نقشہ

نمبر شمار	نام مسئلہ	عقیدہ دیوبندی وہابی	عقیدہ اہلسنت مع توضیح
۱	حضور علیہ السلام کی طرح دوسرے انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں جیسے موت سے پہلے ایسے ہی اولیاء و شہداء کو حیات برزخی سے	انبیاء و اولیاء مر کر مٹی میں مل گئے تقویۃ الایمان	ہم انبیاء علیہم السلام کو حقیقی حیات کے ساتھ زندہ مانتے ہیں اسی لئے انہیں دور و نزدیک اور موت و حیات کی قید سے پاک سمجھ کر وسیلہ کے طور پکارتے ہیں وہابیوں دیوبندیوں کے نزدیک جب وہ مر گئے تو پھر پکارنا کیسا
۲	نبوت و ولایت و ملکیت ایک عہدہ ہے جسے ملتا ہے اس کے لئے قرب و بعد کی قید اٹھ جاتی ہے۔	دُور سے سننے کی صفت اللہ تعالیٰ کی ہے غیر اللہ کو ماننا شرک ہے	اللہ تعالیٰ شہ رگ سے قریب ہے اسے دور سا ننا کفر ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بندوں کو عطا کی جیسے سلیمان علیہ السلام نے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی آواز ساریہ نے بہت دور سے ہر حج پڑھنے والے نے ابراہیم علیہ السلام کی آواز دُور سے ماؤں کے پیٹ اور باپوں کی پشتوں میں سنی
۳	اللہ والے (انبیاء و اولیاء) موت و حیات دونوں حالتوں میں وسیلہ ہیں	وسیلہ کی کیا ضرورت ہے جب وہ ہر ایک کی سنتا ہے	یہ دنیا عالم اسباب ہے اس میں مادیات میں ہر شے وسیلہ سے مربوط ہے تو روحانیت کو بھی یونہی سمجھئے۔
۴	اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ نے	جب وہ مر گئے تو پھر دوسرا	اللہ تعالیٰ کا عطیہ و اذن کا نہ ماننا یہودیوں کا

نمبر شمار	نام مسئلہ	عقیدہ دیوبندی وہابی	عقیدہ اہلسنت بریلوی مع توضیح
	توفیق بخشی کہ دور و نزدیک سے ہر ایک کی مدد کریں وہ دنیا میں ہوں یا قبور میں	کی مدد کا کیا معنیٰ اور جب وہ قریب ہو کر نفع و نقصان کے مالک نہیں تو دور سے کیا کرسکیں گے	کام ہے ہزاروں شواہد موجود ہیں جن سے ثابت ہے کہ اللہ والے حیات و ممات قریب و بعد ہر طرح سے مدد کرتے ہیں باذنہٖ تعالیٰ وعطائہٖ
۵	یا رسول اللہ کو مدد کے واسطے دور سے پکارنا	ہم نہیں مانتے کیونکہ یہ روایات ضعیفہ ہیں	جن روایات و احادیث کو ہم نے لکھا ہے بحمدہٖ تعالیٰ صحیح ہیں اور صحاح ستہ کے پایہ کی ہیں ہاں جو انہیں ضعیف کہتا ہے اس کا اپنا ایمان ضعیف ہے۔
۶	یہ طریقہ یا رسول اللہ پکارنا صحابہ و اسلاف صالحین سے ثابت ہے	یہ طریقہ بدعت ہے	یہ طریقہ بدعت نہیں بلکہ سنت ہے جو بدعت کہتا ہے وہ گمراہ ہے۔

نوٹ

ان جملہ امور کو فقیر نے علیحدہ علیحدہ رسائل میں لکھا ہے اب بھی فقیر اس مسئلہ کے لئے علیحدہ ابحاث مختصر لکھ کر اصل مسئلہ کے حوالہ جات پیش کریگا۔ انشاء اللہ

۱؎ علیحدہ رسائل کا مجموعہ "فیصلہ حق و باطل" "امداد صحابہ فی عقائد الصحابہ" ہر دونوں تصانیف اویسی غفرلہٗ کا مطالعہ کیجئے!

نجدی وہابی اور اسکے چیلے دیوبندی اور غیر مقلدین مودودی بابا کی وغیرہ

سنی سن ہوش سے سن : ہر مسئلہ اختلافی میں اپنی طرف سے عقیدہ گھڑ کر مخالفین عوام کو اہلسنت سے بدظن کر رہے ہیں۔ فلہذا فقیر اُویسی کی دردمندانہ اپیل ہے کہ ہر مسئلہ اختلافی میں پہلے اپنا عقیدہ اپنے محققین علماء سے یاد کریں کیونکہ ہمارا عقیدہ اپنی دلیل خود ہے پھر مخالفین کا یقین کریں کہ وہ بہتان تراشی کر کے کس طرح دھوکہ بازی کرتے ہیں۔

عقیدہ ۵ : ہم اہلسنت بریلوی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ عظام اور اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ندا کرتے ہیں۔ ہم قریب و بعد اور موت و حیات کا کوئی فرق نہیں کرتے کیونکہ جیسے ان کے لئے قریب و بعد کی قیدیں ختم ہوتی ہیں ایسے ہی ان کے لئے موت و حیات کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔ وہ کسی سے بعید ہیں تو قریب ہیں اور قریب ہیں تو قریب ہیں۔ اگر عالم دنیا میں موجود ہیں اگر وہ عالم برزخ میں آرام فرما ہیں تو زندہ ہیں لیکن ہمارے مخالفین اسی قسم کی ندا کو حرام اور کفر و شرک سے تعبیر کرتے ہیں اسی لئے یہاں پر ضروری ہے کہ ہم اس مسئلہ کو دلائل اور وضاحت سے عرض کر تاکہ مسئلہ صاف ہو جائے۔ ماننا نہ ماننا

ندا اور اس کی اقسام

کسی کو پکارنا چار طرح پر ہوتا ہے (۱) زندہ کو قریب سے پکارنا (۲) زندہ کو دور سے پکارنا (۳) مردہ کو قبر پر پکارنا (۴) مردہ کو دور سے پکارنا۔

ہمارا اور مخالفین کا مؤخر الذکر تین صورتوں میں اختلاف ہے۔ قریب دو طرح پر ہوتا ہے ایک مرئی دوسرا غیر مرئی۔ فلہذا زندہ کو قریب سے پکارنا دو طرح پر ہوا ایک تو مرئی کو بالمواجہہ بچشم خود دیکھ کر پکارنا ۲ غیر مرئی کو بغیر دیکھے پکارنا

ندا کی جتنی قسمیں بیان کی گئی ہیں ان سب کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ بمقتضائے ادعائے مجرد جس کو اہلِ معنی و بیان میں التفات کہتے ہیں کہ پکارنیوالا غائب کو حاضر قرار دے کر پکارتا ہے اور اپنے کلام میں مخاطب ہوکر گردانتا ہے

۲۔ یا صراحتہً کلام غائبانہ سے انتقال بسوئے خطاب حاضرانہ کرکے ندا کرتا ہے۔

۳۔ بمقتضائے غم و الم مغموم حالت میں اموات کو پکارتا ہے۔

۴۔ بمقتضائے جوش محبت اور فرط مودت محب عاشق غلبہ شوق اور ولولہ ذوق میں آ کر اپنے محبوب غائب کو پکارتا ہے کہ اس سے اس کے دلِ مضطر کو کچھ تسکین ہوجاتی ہے۔

۵۔ حالت خوف و مرض میں جیسے بیمار یا خائف سخت بیماری یا مصیبت میں اپنے ماں باپ اور دیگر غم خواروں اور عزیزوں کو بے اختیار پکار اٹھتا ہے اور ان کے حاضر و ناظر ہونے اور سننے یا سلنے کا اس کے دل میں وہم بھی نہیں آتا۔

۶۔ بقصد تبرک باسم گرامی منادی ۔ ندا کرتا ہے

بطریق حکایت اور عبادت جیسے یاایہا المزمل اور یاایہا المدثر کہ اس کا پڑھنے والا کلام سبحانہ کو حکایۃً عبادت کے واسطے تلاوت کرتا ہے۔

۷۔ واسطے امتثال ارشاد شرع کے جیسے تشہد میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہ اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام پہنچانا ندا کے ساتھ حکم شرع ہے اس طرح پر اپنے قلب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کو حاضر کرکے ندا کرے اور سلام پہنچائے پھر یقین کرے کہ میرا سلام پہنچ گیا اور آپ نے میرے سلام کا جواب دے دیا۔

۸ بطریق توسل اور استمداد شرعی ندا کرنا اگرچہ اموات ہوں۔

۹ بعد از وفات مرئی (دیکھے ہوئے) کو پکارنا

غیر مرئی کو بغیر دیکھے غائبانہ پکارنا۔

۱۔ زندہ مرئی کو قریب سے پکارنا زندہ کو بالمواجہہ اور قریب سے پکارنا یہ ہمارا روزمرہ کا معمول ہے مثلاً اے فلاں فلاں وغیرہ وغیرہ۔

۱۱۔ زندہ غیر مرئی کو قریب سے پکارنا

بعض اوقات غیر مرئی کو اعتقاداً پکارا جاتا ۔ مثلاً رجال الغیب یعنی ملائکہ جنات، انبیاء و اولیاء وغیرہ کو۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے:۔

عن زید بن علی عن عتبۃ بن غزوان قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا ضل احدکم شیئاً وان ارا دعونا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللّٰہ اعینونی یا عباد اللّٰہ اعینونی یا عباد اللّٰہ اعینونی فان للّٰہ عباداً لا ترٰھم وقد جرب ذالک رواہ الطبرانی

(ترجمہ) زید بن علی نے عتبہ بن غزوان رضی اللّٰہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہوا اور وہ مدد چاہے اور وہ ایسی زمین میں ہو جہاں اس کا کوئی ہمدرد نہ ہو تو چاہیئے کہ پکارے اے اللّٰہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اے اللّٰہ کے بندو! میری مدد کرو۔ اے اللّٰہ کے بندو! میری مدد کرو۔ بے شک اللّٰہ کے ایسے بندے ہیں جو تمہیں نظر نہیں آتے اور یہ عمل تجربہ کیا ہوا ہے۔

۱۲۔ زندہ کو دور سے پکارنا

زندہ کو دور سے پکارنا دو طرح پر ہے ایک تو اتنی دور سے پکارنا کہ وہ نظر آتا ہے۔ دوسرا اتنی دور سے پکارنا کہ وہ نظر سے بہت دور ہے جس کا بظاہر آواز کا پہنچنا ناممکن ہے۔

مثلاً وہ شخص جو بہت دور فاصلہ پر کھڑا ہے یا جا رہا ہے اس کو باآواز بلند "پکارنا یہ ہمارا روزمرہ کا معمول ہے۔

۱۳۔ وہ شخص جو آنکھوں سے اتنا دور ہے کہ بظاہر آواز کا پہنچنا ناممکن ہے یہ بھی جائز ہے۔ جیسے اللّٰہ تعالٰے ارشاد فرماتا ہے:۔

وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ اَصْحٰبَ النَّارِ اَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَہَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا قَالُوْا نَعَمْ ۔ (اعراف)

(ترجمہ) اور جنتی لوگ دوزخیوں کو پکاریں گے کہ ہم نے تو اپنے پروردگار کے وعدہ کو حق پایا پس کیا تم نے بھی اس وعدہ کو جو تمہارے پروردگار نے کیا تھا حق پایا۔ وہ کہیں گے ہاں ۔

فاروق اعظم نے دور سے پکارا

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عمر نے آنکھوں سے اوجھل ساریہ کو دور سے پکارا۔ امام جلال الدین سیوطیؒ تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں۔

ان عمر رضی اللہ بعث جیشًا وامر علیھم رجلا یدعی ساریۃ فبینما عمر رضی اللہ عنہ یخطب فجعل یصیح یا ساریۃ الجبل فقدم رسول من الجیش فقال یا امیر المومنین لقینا عدوا فھزمونا فاذا بصائح یا ساریۃ الجبل فاسندنا ظھورنا الی الجبل فھزمھم اللہ تعالیٰ (رواہ البیہقی)

(ترجمہ) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر جہاد پر روانہ فرمایا اور اس پر ایک شخص کو جسے کہتے تھے ساریہ افسر مقرر کیا اس اثنا میں کہ حضرت عمر خطبہ دے رہے تھے۔ پکارنے لگے اے ساریہ پہاڑ کا خیال کرو۔ پھر لشکر سے قاصد آیا تو اس نے بتایا اے امیر المومنین! ہم نے دشمن سے مقابلہ کیا تو اس نے ہم کو شکست دی اچانک ایک آواز آئی کہ اے ساریہ پہاڑ کا خیال رکھ تو ہم نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی طرف کر کے سہارا لیا تو اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست دی (تاریخ الخلفاء)

ابو قرصافہ نے دُور سے پکارا

ابو قرصافہ صحابی نے اپنے بیٹے آنکھوں سے اوجھل کو پکارا۔ چنانچہ مروی ہے کہ:۔

بلغني ان ابنا لابي قرصافة اسرته الروم فكان ابو قرصافه يناديه من سور عسقلان في وقت كل صلوٰة يا فلان الصلوٰة فيسمعه فيجيبه وبينهما عرض البحر

(رواه الطبراني)

(ترجمہ) ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا تھا جس کو رومیوں نے قید کر لیا۔ ابو قرصافہؓ عسقلان میں تھے وہ ہر نماز کے وقت اسے یوں پکارتے کہ اے قرصافہ نماز کا وقت ہے وہ سن لیتا اور اپنے باپ کو جواب دیتا اور ان دونوں کے درمیان سمندر کا عرض فاصلہ تھا۔

ابو قرصافہ کا تفصیلی قصہ

حضرت مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ شواہد النبوت میں اس روایت کو ذرا تفصیل سے تحریر فرماتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:۔

"ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ را رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گلیمے پوشانیدہ بود۔ مردم بوسے مے آمدند ایشاں را دعائے خیرے کرد و برکت مے خواست اثر آں را در خورے یافتند وے در عسقلان بود پسر وے قرصافہ در روم بغز ارفتہ بود ہر گاہ کہ صبح شدے ابو قرصافہ از عسقلان آواز دادمے با آواز بلند کہ یا قرصافہ یا قرصافہ! الصلوٰۃ الصلوٰۃ از بلدۂ روم جواب دادے کہ لبیک یا ابتاہ صحابہ وے گفتند ویحک کرا جواب می دہی۔ قرصافہ گفتے کہ پدر خود را

سوگند برب الکعبہ کہ مرا از برائے نماز بیدار میکند"

(ترجمہ) ابو قرصافہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کمبل پہنایا تھا۔ لوگ ان کے پاس آتے اور وہ لوگوں کے حق میں دعائے خیر کرتے اور برکت چاہتے لوگ اس کا اثر اپنے دل میں پاتے وہ خود عسقلان میں تھے ان کا ایک بیٹا قرصافہ نام ملک روم میں جہاد کے لئے گیا ہوا تھا۔ اچانک جب صبح ہوتی تو ابو قرصافہ عسقلان سے اونچی آواز کے ساتھ پکارتے کہ اے قرصافہ! اے قرصافہ! نماز پڑھو! نماز پڑھو! قرصافہ روم کے شہر سے جواب دیتے کہ حاضر ہوں میں اے پیارے باپ صحابہ ان کو کہتے ارے تم کس کو جواب دیتے ہو۔ قرصافہ کہتے اپنے باپ کو۔ قسم پروردگار کعبہ کی وہ مجھ کو نماز کیلئے جگاتے ہیں۔

حور کا بہشت سے اپنی دنیوی سوکن کو پکارنا

عن معاذ بن جبل

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تؤذی امرأۃ زوجھا فی الدنیا الا قالت زوجتہ من الحور العین لا تؤذیہ قاتلک اللہ فانما ھو عندک دخیل یوشک ان یفارقک الینا

(رواہ ابن ماجہ والترمذی)۔ (مشکوٰۃ)

ترجمہ: معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں کوئی عورت اپنے خاوند کو ایذا نہیں دیتی مگر اس کی بیوی حور عین جنت میں اس کو کہتی ہے کہ اس کو تکلیف نہ دے۔ اللہ تجھ کو ہلاک کرے یہ شخص تو تیرے پاس چند روزہ مہمان ہے۔ بہت جلدی تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائیگا۔

۱۳۔ زندہ غائب کو پکارنے کے متعدد انواع

زندہ غائب کو پکارنے والے کے جذبات و ہیجانات پر قیاس کیا جائے تو اس قسم کی پکار کئی انواع پر منقسم ہو جاتی ہے اور وہ انواع بھی سب کی سب معمول ہیں چنانچہ

۱۴۔ ندائے عاشقانہ

جس شخص کو کسی چیز کا عشق ہوتا ہے اس کا نقشہ آنکھوں میں ہمیشہ پھرا کرتا ہے اس لحاظ سے بھی غائب کو حاضر کا خطاب کیا جاتا ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جذب القلوب میں عبدالسلام بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے کئی اشعار اس کی شہادت میں تحریر کئے ہیں منجملہ ان کے دو شعر یہ ہیں:

علی ساکن البطن العقیق سلام
وان اسھرونی بالفراق و ناموا
حظرتم علی النوم وھو محللٌ
حللتم التعذیب وھو حرام

ترجمہ: رہنے والے بطن عقیق پر سلام ہو اگرچہ انہوں نے مجھ کو جدائی کے ساتھ جگایا اور سو گئے تم نے مجھ پر نیند حرام کر دی حالانکہ وہ حلال تھی اور حلال کر دیا تعذیب کو حالانکہ وہ حرام ہے۔

ف: دیکھئے عاشق اپنے محبوب ساکن بطن عقیق کو پہلے تو اس طرح سلام کرتا ہے جس طرح کسی حاضر الوقت کو بالمواجہہ سلام کیا کرتے ہیں۔ پھر حظَرتُم اور حَلَلتُم کے صیغۂ مخاطب سے اس کو یوں خطاب کر رہا ہے جس طرح کسی روبرو بیٹھے گفتگو کرنے والے کو کیا جاتا ہے حالانکہ وہ اس کے پاس موجود نہیں پھر یہ ندائے عاشقانہ ہے کہ عاشق اپنے معشوق غائب کو غلبۂ شوق اور شدت تصور سے مثل حاضر سمجھ رہا ہے۔

زلیخا کی پکار

زلیخا ابتدائے عشق میں خود بخود طرح طرح کے تصورات اور خیالات میں باتیں کیا کرتی تھی چنانچہ مولنا جامی رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ اس سانحہ کو کتاب زلیخا میں یوں تحریر فرماتے ہیں ؂

خیال یار پیش دیدہ بنشاند
ہم از دیدہ ہم از لب گوہر افشاند
کہ اے پاکیزہ گوہر از چہ کانی
کہ از تو دارم ایں گوہر فشانی
دلم بردی و نام خود نہ گفتی
نشانی از مقام خود نہ گفتی

ترجمہ: یار کے خیال کو اپنے سامنے بٹھایا آنکھوں سے نیز لبوں سے موتی برسانے لگی کہ اے پاکیزہ تو کس کان سے ہے کہ تیرے سبب سے میں رونا روتی ہوں۔ تو میرا دل تو لے گیا اور اپنا نام نہ بتایا اور نہ ہی اپنے مقام اور جگہ کا پتہ تبلایا۔

ف: دیکھئے زلیخا غائب ہونے کی حالت میں یوسف علیہ السلام سے حاضر کر رہی ہے

یوسف علیہم السلام کی پکار

یوسف علیہ السلام جب اپنے بھائیوں کے ساتھ جا رہے تھے تو ان کی سختی اور درشتی سے تنگ آکر اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کو پکار پکار کر فریاد کرتے تھے اس سانحہ کو مولنا جامی رحمتہ اللہ علیہ یوں تحریر فرماتے ہیں ؂

گہے درخون گہ درخاک مے خفت
زاندوہ دل صدچاک مے سفت

کجائی اے اے پدر آخر کجائی
زحال من چنیں غافل چرائی
بیا بنگر مرا تا در چہ عالم
بدست ایں حسوداں پائمالم

ترجمہ:۔ کبھی خون میں اور کبھی خاک میں لیٹتا تھا غم سے اور ٹکڑے ٹکڑے دل کے ساتھ کہتا تھا۔ کہاں ہے اے میرے باپ تو آخر کہاں ہے تو۔ میرے حال سے تو کیوں بے خبر و غافل ہے۔ آ کر دیکھ کہ میں کس حال میں ہوں۔ ان حاسدوں کے ہاتھوں پائمال ہو رہا ہوں۔

امام ابو حنیفہ کی پکار

امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے ایک قصیدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھا ہے جس کے دو شعر یہ ہیں ؎

یا سید السادات جئتک قاصدًا
ارجو رضاک واحتمی بحماک
واللہ یاخیر الخلائق ان لی
قلبا مشوقا لا یروم سواک

ترجمہ:۔ اے سیدوں کے سید پیشواؤں کے پیشوا میں دلی قصد سے آپ کے حضور میں آیا ہوں۔ آپ کی مہربانی اور خوشنودی کی امید رکھتا ہوں اور اپنے آپ کو سب برائیوں سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ اللہ کی قسم اے بہترین مخلوقات، تحقیق میرا دل آپ کی زیارت کا بہت ہی شوق رکھتا ہے۔ سوائے آپ کے اور کسی شئے سے اس کو الفت نہیں ہے۔

ف دیکھئے امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد وصال علیہ

علیہ بعقیدہ حاضر و ناظر و استمداد غائب اور دُور ہو کر پکار رہے ہیں۔

59801

عاشق زار کا دُور سے پکارنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کتاب المیزان میں لکھتے ہیں کہ:-

"محمد بن زرین رحمۃ اللہ علیہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور مداح تھے۔ عین بیداری کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے لیکن ایک غلطی کے سبب سے وہ اس نعمت سے محروم ہوگئے۔ پھر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرصہ دراز تک غائبانہ درخواست کرتے رہے کہ یا رسول اللہ مجھ گنہگار کو اپنا روئے انور دکھلائیے ایک دفعہ نہایت اشتیاق اور محبت سے بھرا ہوا ایک شعر پڑھا جس کا اثر یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو دور سے نظر آئے آپ نے وہیں سے ارشاد فرمایا کہ اب تو حضوری کے لائق نہیں ہے"۔

انتباہ:- یہ پکارنے والا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالآخر دور سے دیکھ ہی لیتا ہے اب سوال یہ ہے کہ دُور سے پکارنا شرک ہے تو مشرک کو زیارت کیسی مشرک تو دُنیا میں بھی رسول خدا نہ دیکھ سکے، برزخ سے ان کی زیارت مشرک کو کب نصیب لیکن بد قسمتی سے مسلمانوں کو مشرک قرار دے دیا جائے تو اس کا کیا علاج

ان روایات سے معلوم ہوا کہ غلبۂ عشق و محبت میں غائب کو خطاب حاضر کرنا جائز اور صحیح ہے۔ نوٹ:- انہیں عشق کے غلبہ کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حالات جاننے سننے والا مان کر پکارنا بھی شامل ہے۔

ندائے دعائیہ

دعا کے وقت بعض اوقات غائب کو حاضر سے خطاب کیا جاتا ہے

حضرت علی کا حضرت عمر کو غائبانہ خطاب:

سیرتِ حلبی میں ہے کہ ایک دفعہ ایک رات حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایام خلافت میں مسجد نبوی کی طرف آئے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ مسجد شریف میں چراغ کثرت سے روشن ہیں اس پر آپ نے خوش ہو کر حضرت عمر کو یوں دعا دی:-

نورت مساجدنا نور اللہ قبرک یا ابن الخطاب	اے عمر ابن خطاب تو نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا۔ اللہ تعالیٰ تیری قبر کو روشن کرے۔

اذان پر غور و خوض کرو کہ اذان سننے والے دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں ایک تو وہ جو مؤذن کو دیکھتے ہیں اور دوسرے وہ جو مؤذن کو نہیں دیکھتے لیکن اذان کے کلمات کا جواب دیتے ہیں دونوں یکساں ہوتے ہیں چنانچہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت مؤذن صبح کی اذان میں کہے "الصلوٰۃ خیر من النوم یعنی نماز پڑھنا سونے سے بہتر ہے تو اس وقت اس کلمہ کے سننے والے کو اس کے جواب میں یہ کہنا چاہیئے صَدَقْتَ و بررت یعنی تو نے سچ کہا اور اچھی بات کہی۔"

ف: در مختار میں ہے کہ اذان کا جواب دینے والا اس امر کا پابند نہیں ہے کہ وہ مؤذن کے پاس آ کر جواب دے اور دور سے نہ دے بلکہ اس کو حکم ہے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہو خواہ گھر پر ہو یا بستر پر۔ بازار میں ہو یا سڑک پر۔ کھیت میں ہو یا میدان میں۔ غائب ہو یا حاضر جواب کے کلمات کہہ دے۔

شرک کے مفتی: کیا ندائے غائب مثل حاضر کو شرک بتانے والے بتائیں گے کہ مؤذن تو بعض سننے والوں کو نظر نہیں آتا اور نہ ہی مؤذن ان کو دیکھتا ہے۔ علاوہ اس کے مؤذن بعض

ایسے سامعین کے جواب اور خطاب کو سن بھی نہیں سکتا تو یہ بھی داخل شرک ہوگا۔ اگر یہ داخل شرک ہے تو پھر یہ حدیث کا مقابلہ ہوا۔ اگر نہیں تو پھر خاصانِ حق کو جن کا باعلام حق سننا ممکن ہے۔ پکارنا شرک کیونکر ہوا!۔

۱۶۔ **ندائے مراسلات** خط و کتابت میں عام دستور ہے کہ ندائے غیبیہ کو حاضر کا خطاب دیا جاتا ہے چنانچہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نامہ مبارک ہرقل بادشاہِ روم کو لکھا اس کے الفاظ صحیح بخاری میں یوں مروی ہیں۔

اما بعد فانی ادعوک بدعایة الاسلام اسلم تسلم	بے شک میں تجھ کو بلاتا ہوں ساتھ دعوت اسلام کے تو اسلام لے آ تاکہ تو سلامت رہے۔

فائدہ اس روایت میں ہرقل بادشاہ روم کو حاضر کا خطاب کیا گیا ہے حالانکہ اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں مقیم تھے اور ہرقل روم میں تھا۔

خط و کتابت دراصل بات یہ ہے کہ چونکہ قاصد اس خط کو لے جاکر مکتوب الیہ کے ہاتھ میں دے دیگا اور وہ اس کو کھول کر پڑھے گا تو خطاب صحیح ہو جائے گا۔

ف پس جب قاصدوں کے اعتماد پر یہ خطاب حاضر غائب میں صحیح ہو سکتا ہے تو پھر حسب مضمون حدیث و ملائکہ مبلغین کے اعتماد پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو غائب حاضر کا خطاب کرنا کیونکر جائز نہ ہوگا یعنے یا رسول اللہ کہنا

ندائے تفجّع و تحسّر

غم و فکر کے وقت غائب کو خطاب حاضر کیا جاتا ہے۔ چنانچہ احادیث میں ہے

بی بی صفیہ نے کہا یا رسول اللہ

(۱) بی بی صفیہ رضی اللہ عنہ نے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں حضور

پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کے غم میں بکثرت اشعار پڑھے منجملہ ان کے دو شعر یہ ہیں:

الا یا رسول اللہ کنت رجاءنا

وکنت بنا برًّا ولم تک جافیا

فلو ان رب الناس ابقی محمدًا

سعدنا ولکن امرہ کان قاضیا

ہاں یا رسول اللہ آپ ہماری امید گاہ تھے اور ہم پر احسان کرنے والے تھے نہ جفا کرنے والے اگر پروردگار عالم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم میں زندہ رکھتا تو ہم خوش ہوتے۔ لیکن کیا کیا جائے اللہ تعالیٰ کا حکم سب پر جاری ہونے والا ہے۔

بی بی عائشہ نے کہا یا رسول اللہ

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے وصال پر یہ مرثیہ پڑھا ؎

یا من لم یلبس الحریر ولم ینم علی الفراش الوثیر

یا من خرج من الدنیا ولم یشبع من خبز الشعیر

یا من اختار الحصیر علی السریر ویا من لم ینم باللیل من خوف السعیر

اے نبی تم نے نہ پہنا ریشمی فرش نازک پر نہ سوئے تم کبھی

تخت چھوڑا بوریا تم نے لیا راہ حق میں جو ہوا سب دے دیا

تم گئے دنیا سے اے سرتاج من

پیٹ بھر روٹی نہ کھائی تا دفن

اپنے مولا کا تمہیں بھایا نہیں

واسطے غم کے یہاں چھوڑا ہمیں

، حسّان نے کہا یارسول اللہ

حسان رضی اللہ عنہ نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور مداح صحابی تھے آپ کے وصال کے رنج وغم میں بکثرت اشعار کہے چنانچہ من جملہ ان کے دو شعر یہ ہیں۔

کنت السواد لناظری فعمی علیک الناظر
من شاء بعدک فلیمت فعلیک کنت احاذر

آپ میری آنکھ کی پتلی تھے۔ آپ کے ماتم میں اب بے نور ہوگئی۔ آپ کے بعد جو چاہے مر جائے (کوئی پرواہ نہیں) مجھے تو آپ کا ہی ڈر تھا۔

صدیق اکبر نے کہا یارسول اللہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر مرثیہ

ودعنا الوحی اذ ولیت عنا
فودعنا من اللہ الکلام
سوی ما قد ترکت لنا رھینا
تضمنہ القراطیس العظام

ہم نے وحی کو رخصت کیا جب آپ ہم سے چلے گئے۔ پس اللہ تعالیٰ کا کلام ہم سے رخصت ہوا سوائے اس کے جو آپ نے ہمارے لئے محفوظ چھوڑا جو اوراق میں مرتسم ہے۔

فائدہ | غرض اس قسم کے اشعار جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں غائبانہ بطور خطاب پڑھے جاسکتے ہیں جائز ہیں کیونکہ آپ کا تصور دل میں بندھا ہوا ہوتا ہے اس لئے غلبۂ عشق میں حاضرانہ خطاب حضورِ فی الذہن کے باعث کیا جاتا ہے مگر جن لوگوں کے دلوں

یں کجی ہے وہ کبھی ماننے کے نہیں خواہ کتنے ہی دلائل پیش کئے جائیں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ (یونس)	کفار نے اس چیز کو جھٹلایا جس کا انہیں علم نہیں۔

مطلب یہ ہے کہ ان کو چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ اپنی عقل کی کمی اور فہم کا تصور جانتے الٹا ان کو جھٹلانے لگے۔

۱۸۔ ندائے خبریہ

بعض اوقات غائب کو مجازاً حاضر کا خطاب کیا جاتا ہے مثلاً کلمہ یا حسرت کی خبر دینے کے لئے آتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یا حسرۃ علی العباد (یٰسین)	اے حسرت یعنی افسوس ہے بندوں پر

فائدہ یا حرف ندا ہے جس سے مخاطب (حاضر) کو پکارا کرتے ہیں لیکن اس آیت میں یا حسرت پر داخل ہے اور حسرت ایسی چیز ہے جو بے ادراک اور بے شعور ہے اگر اس کو پکارا جائے تو اسے کبھی بھی محسوس نہیں ہو سکتا کہ مجھ کو کوئی پکار رہا ہے۔

امام فخرالدین رازی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں تحریر فرماتے ہیں۔

المقصود ان ذٰلک وقت الحسرۃ فان النداء مجاز المراد الاخبار (تفسیر کبیر)

اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ یہ حسرت کا وقت ہے (نہ یہ کہ حسرت کو پکارتے اور بلاتے ہیں) بلکہ اس مقام پر ندا مجازاً ہے جس کا مطلب اور مراد خبر دینا ہوتا ہے۔

ف اس سے یہ امر ثابت ہوا کہ ندا کبھی مجازاً بمعنے خبر بھی ہوتی ہے۔

۱۹۔ ندائے حکائی

بعض نداء بطریق حکایت اور عبادت کی جاتی ہے چنانچہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر یہ نداء پائی جاتی ہے۔ مثلاً

۱۔ یاایھا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ او انقص منہ قلیلا

۲۔ سورہ مدثر میں ہے۔ یاایھا المدثر۔ قم فانذر وربک فکبر

۳۔ سورہ مائدہ میں ہے۔ یاعیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیک و علیٰ والدتک اذ ایدتک بروح القدس

۴۔ سورہ نمل میں ہے یاموسیٰ انہ انا اللہ العزیز الحکیم

۵۔ سورہ مریم میں ہے یازکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیٰی لم نجعل لہ من قبل سمیا۔

۶۔ سورہ آل عمران میں ہے یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الرٰکعین

فائدہ گویا اس کا پڑھنے والا کلام اللہ کو حکایۃً عبادت کے واسطے تلاوت کرتا ہے۔ یہ تمام صورتیں بلکہ ان کے علاوہ سب کو ہمارے مخالفین مانتے ہیں چنانچہ رئیس المحرفین سرفراز گکھڑوی نے اپنی تصانیف میں لکھا ہے اور فقیر اویسی غفرلہ نے تفصیل کے ساتھ ان پر رفع الحجاب کتاب میں تبصرہ کیا ہے اگر مزید دیکھنا ہو تو فقیر کی کتاب مذکور پڑھیے۔

۲۰۔ ندائے غائب زندہ یا بعد از وصال کی صورتیں

چونکہ مخالفین کا ہمارے ساتھ اختلاف ندائے غائبانہ میں ہے اسی لئے ہم ندائے غیب پر کچھ گفتگو کرتے ہیں۔

ندائے یارسول اللہ میں تین طرح کا احتمال پیدا ہو سکتا ہے۔

۲۱ر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ خود بنفسِ نفیس اپنے اپنے مقامات سے اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی قدرت اور قوت شنوائی سے سنتے ہیں۔

۲۲ر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کو فرشتوں کے ذریعے اس نداء کو پہنچایا جاتا ہے۔

۲۳ر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام خود ہر ایک کی پکار پر ہر جگہ حاضر اور موجود ہوجاتے ہیں۔

۲۴ر فرشتوں کے ذریعہ ندا پہنچایا جانا

بعض احکام شرعیہ وغیر شرعیہ بذریعہ ملائکہ بدرگاہِ رسالت پہنچائے جاتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس ندائے یا رسول اللہ بھی بذریعہ ملائکہ پہنچایا جاتا ہے۔ چنانچہ درود و سلام کا پہنچایا جانا حدیث شریف میں ہے۔

(۱) عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ سیاحین یبلغونی عن امتی السلام (نسائی)

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی طرف سے بہت سے فرشتے زمین میں سیاحت کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں

حدیث التحیات میں سلام کرنے کا طریقہ اس طرح پر سکھلایا گیا ہے

التحیات للہ والصلوٰت والطیبات السلام علیک ایھا النبی الخ

مزید تفصیل فقیر کے کتابچہ "رفع الحجاب" میں ہے۔

(۲) حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

حیثما کنتم فصلوا علیّ فان | تم جہاں ہو مجھ پر درود بھیجا کرو کہ

صلوتکم تبلغنی (طبرانی) | تمہارا درود مجھ پر پہنچتا ہے۔

(۳) اعمال امت کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کیا جانا وغیرہ۔

فائدہ ان روایات سے معلوم ہوا کہ ہمارے اقوال و افعال ہر روز بلا ناغہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی میں بذریعہ ملائکہ پہنچائے جاتے ہیں تو پھر منکر کو ندائے یا رسول اللہ کے پہنچنے اور پکارنے میں کیا تنک و شبہ ہو سکتا ہے۔

قاعدہ نحویہ نحو کی کتابوں میں تصریح ہے کہ یا کا کلمہ قائم مقام ادعو کے ہے اور ادعو کے معنے یہ ہیں کہ میں پکارتا ہوں یا عرض کرتا ہوں جیسے شرح جامی اور کافیہ و دیگر کتب میں مصرح ہے اس کی بحث فقیر کے رسالہ برکات الرضا میں پڑھیے۔

پس جو شخص یا رسول اللہ وغیرہ کہتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ میں رحمتہ للعلمین کو اپنی عاجزانہ حالت کی طرف متوجہ کرتا ہوں یا یاد کرتا ہوں تو پھر اس میں شرک کی کون سی وجہ ہے؟

قرآن مجید میں وارد ہے یاحسرۃً۔ یالیت۔ یاجبال۔ یاارض۔ یاسماء وغیرہ۔ یہاں یا حرف ندا کا استعمال غیر ذی روح اشیاء کے لئے ہوا ہے منکرین ذرا غور کریں کہ پھر وہ کس طرح کلمۂ یا کو اللہ تعالےٰ کے سوا کسی دوسری چیز کے لئے استعمال کرنے سے منع کرتے ہیں۔

جب حرف یا قریب و بعید دونوں کے لئے یکساں مستعمل ہوتا ہے تو پھر قریب کے لئے ہی مختص کرنا کس دلیل سے ہے حالانکہ شرح جامی میں ہے۔

یا اعمہا الانہا مستعمل لنداء القریب والبعید

یا سب سے عام ہے قریب اور بعید ہر دو کے لئے آتا ہے۔

ازالۂ وہم وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حرف یاء صرف قریب کے لئے آتا ہے اس لئے یا رسول اللّٰہ کہنا جائز نہیں ہے ان کا یہ دعویٰ اصول نحو سے باطل و غلط ہو گیا کیونکہ یا لو بعید کے

لئے بھی آتا ہے لہٰذا یارسول اللہ کہنا جائز ہے اور اس میں کسی طرح کا شرک نہیں پایا جاتا۔

قوت شنوائی سے سننا

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء دور سے نہیں سُن سکتے۔ دور سے سننا خدا تعالےٰ کی صفت ہے۔ غیر خدا میں یہ طاقت ماننا شرک ہے۔

جواب: دور سے سننا اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے کیونکہ دور سے آواز تو وہ سُنے جو کہ پکارنے والے سے دور ہو اللہ تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

ونحن اقرب الیہ من حبل الورید	ہم تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

اور فرماتا ہے۔

وھو معکم اینما کنتم	جہاں تم ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔

اور فرمایا:

وما کنا غائبین	ہم غائب نہیں ہیں

لہٰذا اللہ تعالےٰ تو قریب ہی کی بات سنتا ہے وہ اس سے قریب ہی ہوتی ہے کہ وہ خود قریب ہے۔ قریب کی آواز سننا بھی تو اس کی صفت ہے تو بھلا سے شرک کیوں نہیں کہتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت شنوائی

اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایسی قوت شنوائی عطا فرمائی کہ جس سے آپ قریب اور بعید سے یکساں سنتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن ابی ذر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اریٰ	ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

مالا ترون واسمع مالا تسمعون	نے میں وہ چیز دیکھتا ہوں جو تم نہیں
اطت السماء وحق ان	دیکھتے اور سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے
تئط لیس فیہا موضع ربع	آسمان بوجھ کے سبب سے چرچراتا
الا وضالک واضع جبہتہ ساجلا	ہے اور یہ بات اس کو سزاوار ہے
(ترمذی)	کیونکہ اس میں کوئی چار انگل کی ایسی
	جگہ نہیں ہے جس میں کوئی فرشتہ
	پیشانی رکھے سجدہ میں نہ ہو۔

ملائکہ درود کی شنوائی

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلاموں کو حیرت انگیز قوت شنوائی عطا فرمائی ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن عمار بن یاسر قال قال	عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
ان ملکا اعطی سماع الخلائق	وسلم نے ایک فرشتہ میری قبر
کلہا قائم علی قبری الی یوم	پر متعین ہے جس کو اللہ تعالےٰ نے
القیامۃ فما من احد یصلی	اس قدر قوت سماعت عطا فرمائی
علی صلوٰۃ الا بلغنیہا	ہے کہ وہ تمام مخلوق کا درود مجھے قیامت
(رواہ الطبرانی)	تک پہنچاتا رہیگا۔ (زرقانی)

رسول اللہ کے ادنیٰ خادم کا دور سے سننا

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے ادنیٰ خادم فرشتے کی تو یہ قدرت اور طاقت شنوائی ہے کہ وہ روئے زمین کے تمام درود خوانوں کا درود روضہ

مقدسہ پر ہی کھڑا کھڑا سنتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر ایک درود خواں کا درود بھی پہنچاتا ہے پس جب آپ کے ایک ادنیٰ خادم میں یہ طاقت پائی جاتی ہے کہ وہ جہاں بھر کے درود شریف خود سن لیتا ہے تو کیا آپ اپنے اس خادم اور غلام سے بھی کم تر ہیں کہ وہ خود سن نہیں سکتے بلکہ وہ دوسروں کے محتاج ہیں۔

ف حقیقت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف بغیر ایمان کے نظر نہیں آتے اور یہ نور ایمان بغیر فضل ایزدی کے ہر ایک کو میسر نہیں ہوتا چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذوالفضل العظیم

کسی نے خوب فرمایا ہے۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجہک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(ترجمہ) اے صاحب جمال کے اور اے سید انسانوں کے۔ آپ کے روشن چہرے سے تحقیق چاند نے روشنی پائی۔ آپ کی تعریف نہیں ہو سکتی جیسی کہ اس کا حق ہے

خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں قصہ مختصر

فائدہ غرض اگر دور و نزدیک سے سننا خاصۂ خدا ہوتا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ شرک فرشتے کے حق میں کیوں جائز رکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ دور و نزدیک سے کسی نبی یا ولی کا کسی کی آواز کو سن لینا شرک نہیں ہے بلکہ یہ صفت عطائی ہے۔ مستقل بالذات نہیں۔

مزید تحقیق کے لئے رسالہ " دور سے سننا " میں پڑھیئے۔

ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا

علماء محققین اور صوفیائے کرام کا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں چنانچہ اس دعویٰ کے ثبوت میں چند دلائل لکھے جاتے ہیں۔ مزید فقیر کی کتاب "دلوں کا چین" "تسکین الخواطر" میں دیکھئے۔

اس بحث کے دو جزو ہیں ایک تعدد ارواح دوسرا تعدد اجسام۔ ان ہر دو امر پر بحث کرنے سے پہلے حاضر و ناظر پر روشنی ڈالی جاتی ہے کہ آیا اسمائے حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہیں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات سے۔

لغوی معنی پر اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا

صاحب درمختار رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

فائدہ یا حاضر و ناظر لیس بکفر ٭ یا حاضر اور یا ناظر کہنا کفر نہیں ہے
ظاہر ہے کہ نفی کفر مستلزم جواز نہیں ہوسکتا اس لئے کہ ممکن ہے کہ حرام ہو یا مکروہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اس کی شرح ردالمحتار میں یوں تحریر فرماتے ہیں۔

فان الحضور بمعنی العلم شائع ما یکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم والنظر بمعنی الرؤیۃ الم یعلم بان اللہ یری بالمعنی عالم یا من یری (ردالمحتار)	حاضر یا ناظر کہنے والے کی تکفیر اس وجہ سے نہیں کی جائے گی کیونکہ حضور بمعنے علم شائع ہے جہاں تین آدمیوں کا مشورہ ہو وہ حضور ان کا چوتھا ہوتا ہے اور نظر بمعنے رؤیۃ بھی مستعمل ہے بے شک اللہ تعالیٰ بالمعنی دیکھتا ہے

فائدہ دیکھئے فقہاء کرام حاضر و ناظر کے لفظ اللہ تعالیٰ کی شان میں اطلاق کرنیوالے کو تکفیر سے بچانے کے لئے تاویل کر رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ بلا تاویل اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ کی ذات پر جائز نہیں چہ جائیکہ یہ وصف خاصہ پروردگار عالم بتلائی جائے۔

حاضر کا مطلب

وجہ یہ ہے کہ حاضر وہ ہے جو مکان میں ہو اور ناظر وہ ہے جو آنکھ کی تپلی سے دیکھے

اس معنے پر اللہ تعالیٰ کے لئے ماننا یہ کفر صریح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مکانیت اور جسمانیت سے پاک ہے علاوہ اس کے یہ اسماء توقیفی ہیں یعنی جن اسماء کا اطلاق قرآن وحدیث میں کیا گیا ہے انہیں اسماء کے ساتھ پکاریں گے یا اس لفظ کے ساتھ پکاریں گے جس میں بجز خوبی کے کوئی معنے منافی ذات و صفات نہ پائے جائیں جیسے لفظ یزدان، ایزد، خدا۔ چنانچہ خود اللہ تعالے سورہ اعراف میں ارشاد فرماتا ہے۔

وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا	اور اللہ تعالے کے لئے اچھے نام ہیں پس ان ناموں سے ان کو پکارو۔

نبراس مع التعلیقات القسطاس کے صہ ۲۷۲ میں جسم وجوہر کے اطلاق کو ذات باری پر منع فرمایا ہے اس کی دلیل میں ارشاد فرماتے ہیں۔

لوجہین احدھما انہ لم یوجد ھذا الاطلاق فی القرآن والحدیث ومذہب اہل السنۃ ان لا یسمی اللہ سبحانہ الا بما ورد فیہما لقولہ تعالیٰ وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا وذروا الذین یلحدون فی اسمائہ (نبراس)	یہ منع دو وجہ سے ہے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ ان لفظوں کا اطلاق قرآن وحدیث میں نہیں پایا گیا اور مذہب اہل سنت یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں جو اسماء مذکور ہیں ان کے سوا دوسرے نام سے اللہ تعالیٰ کو نہیں پکاریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور اللہ تعالے کے لئے اچھے نام ہیں پس اس کو ان کے ساتھ پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں نئی راہ نکالتے ہیں۔
قال القاضی ابو بکر کل لفظ	قاضی ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو

دل علی معنی ثابت للہ تعالیٰ	لفظ ایسے معنی پر دلالت کرے جو اللہ تعالیٰ
ولم یکن موھماً بنقصٍ جاز	کے لئے ثابت ہے اور اس میں نقص
اطلاقہ۔ و شرط آخرون مع	کا وہم بھی نہ ہو تو ایسے لفظ کا اطلاق
ذالک ان یکون مشعراً باجلال	جائز ہے اور دوسرے اماموں نے اس
وتعظیم و توقف امام	کے ساتھ اضافہ کی ہے کہ وہ لفظ تعظیم
الحرمین و فصل الامام الغزالی	وتکریم ظاہر کرتا ہو اور امام الحرمین نے
وقال یجوز ما یدل علی الصفۃ	اس میں توقف کیا ہے اور امام غزالی نے
لا ما یدل علی الذات وقال	اس میں تفصیل کی ہے اور کہا ہے کہ جو
الاشعری لابد من اذن الشارع	اسم کسی صفت پر دال ہو۔ وہ جائز ہے
وفی شرح المواقف ھو المختار	نہ کہ وہ جو ذات پر دلالت کرے اور اشعری
	نے کہا ہے کہ شارع کی اجازت ضروری
	ہے اور شرح مواقف میں ہے کہ یہی
	مختار ہے۔

امام رازی کی تحقیق

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں زیر آیت وللہ الاسماء الحسنیٰ تحریر فرماتے ہیں۔

دلت ھذہ الآیۃ علیٰ ان اسماء	آیت کریمہ اس بات پر دلالت کرتی ہے
اللہ تعالیٰ لیست الا للہ تعالیٰ	کہ اسماء باری تعالیٰ اس کے ساتھ خاص
فیجب کونہا موصوفۃ بالحسن	ہیں اور صفات حسنیٰ اس کے لئے ہیں
والکمال فہذا یفید ان	تو اسماء کا متصف بالحسن والکمال ہونا
کل اسم لا یفید فی المسمی	واجب ہوا اور اس نے یہ فائدہ دیا ہے
صفۃ کمالٍ و جلالٍ فانہ لا	کہ جو اسم مسمیٰ میں صفت کمال و جلال کا

یجوز اطلاقہ علی اللّٰہ	فائدہ نہ دے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر جائز نہیں ۔

ناظر کا معنی

بنا بریں لفظ ناظر جبکہ آنکھ کی پتلی کے لئے از روئے لغت موضوع ہے تو اس کا اطلاق اللہ تعالےٰ پر بلا تاویل ہرگز جائز نہیں ۔

اس کے بعد امام موصوف فرماتے ہیں یجب علی الانسان ان یدعوا اللّٰہ بہا و ھذا یدل علی ان اسماء اللّٰہ تعالیٰ توقیفیۃ لا اصطلاحیۃ ویؤکد ھذا انہ یجوز ان یقال یاجواد ولا یجوز ان یقال یاسخی ولا یقال یا عاقل و یا طبیب و یا فقیہ و ذالک یدل علی ان اسماء اللّٰہ تعالیٰ توقیفیہ لا اصطلاحیۃ	انسان پر واجب ہے کہ اللہ تعالےٰ کو اسمائے حسنیٰ کے ساتھ پکارے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ اس کے اسماء توقیفی ہیں ۔ اصطلاحی نہیں یعنی جو اسماء قرآن وحدیث میں ہیں وہی جائز ہیں اور اس سے یہ بات مؤکد ہو جاتی ہے کہ یا جواد کہنا جائز ہے اور یا سخی کہنا ناجائز ۔ اور اسی طرح یا عاقل یا طبیب یا فقیہ وغیرہ کہنا ممنوع ہے اور اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے نام توقیفی ہیں اصطلاحی نہیں ۔

حاضر و ناظر کے لغوی معنے

(اول) حاضر کہتے ہیں جو پہلے غائب ہو پھر کسی جگہ آجائے چنانچہ مصباح المنیر میں ہے ۔

(۱) حضر الغائب حضوراً قدم من غیبۃ	حاضر ہوا غائب حاضر ہونا یعنی آیا اپنی غیبت سے ۔

(۲) اور منتہی الادب میں ہے ۔

حاضر حاضر شوندہ	یعنی حاضر کے معنے حاضر ہونے والا

دوم:۔ ناظر کہتے ہیں جو تپلی سے دیکھے چنانچہ مصباح المنیر میں ہے ۔

والناظر السواد الاصغر من العين الذى يبصر به الانسان شخصه	ناظر آنکھ کی تپلی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ انسان ہر ایک چیز کی صورت کو دیکھتا ہے ۔

اللہ تعالٰے مکان و نظر سے منزہ اور پاک ہے کو سمیع ۔ بصیر ۔ علیم کہیں گے

قاموس اللغات میں ہے ۔

والناظر العين او النقطة السوداء فى العين او البصر نفسه او عرق بالانف وفيه ماء البصر	ناظر سے مراد آنکھ ہے یا وہ سیاہ نقطہ جو آنکھ میں ہے یا خود قوت بینائی مراد ہے یا ناک کی وہ رگ مراد ہے جس میں بینائی کی رطوبت ہے ۔

امام ابوبکر رازی مختار الصحاح میں لکھتے ہیں ۔

نظر بفتحتين تأمل الشئ بالعين والناظر فى المقلة السواد الاصغر الذى فيه النظر	نظر بفتح نون وظاء کے معنے ہیں دیکھنا کسی چیز کو آنکھ سے اور ناظر آنکھ کے ڈیلے میں وہ چھوٹی سی سیاہی ہے جس میں آنکھ کی تپلی ہے ۔

ف غرض اللہ تعالٰے کو حاضر و ناظر کہنا بلا تاویل جائز نہیں کیونکہ حاضر و ناظر مخلوق ہی ہوسکتی ہے اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جاننا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالٰے نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تمام دنیا کو آپ کے روبرو مثل کف دست کے ظاہر اور روشن کر دیا ہے عالم کا ذرہ ذرہ آپ کے پیش نظر ہے اور ساتوں آسمان کا کوئی ٹکڑا ساتوں زمین کا کوئی ذرہ سمندروں کا کوئی قطرہ اشجار کا کوئی پتہ ۔ مخلوقات کے تمام احوال ہر آن ہر ساعت آپ پر ظاہر ہیں حتٰی کہ انسانوں کے تمام اعمال وافعال ۔ نفاق وایمان اور خطرات قلوب پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باذن الٰہی اپنے

نور نبوت سے مطلع ہیں۔ (تفسیر عزیزی)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

یا ایہا النبی انا ارسلنٰک شاھدًا ومبشرًا ونذیرًا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا

اے نبی (غیب کی باتیں بتلانے والے) بے شک ہم نے تم کو بھیجا گواہ (حاضر وناظر) اور خوشخبری دینے والا اور روشن چمکا دینے والا آفتاب۔

شاہد کا معنی

شاہد کے معنے گواہ بھی ہو سکتے ہیں اور حاضر وناظر بھی۔ گواہ کو شاہد اس لئے کہتے ہیں کہ وہ موقعہ پر حاضر ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یا تو شاہد اس لئے فرمایا گیا کہ آپ دنیا میں عالم غیب کو دیکھ کر گواہی دے رہے ہیں ورنہ سارے انبیاء گواہ تھے یا اس لئے فرمایا گیا کہ آپ قیامت میں تمام انبیاء کی عینی گواہی دیں گے یہ گواہی بغیر دیکھے ہو ہی نہیں سکتی۔

اور سورۃ بقرہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

وکذٰلک جعلنٰکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا

اور بات تو یوں ہی ہے کہ ہم نے تم کو سب امتوں میں افضل کیا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ ہیں۔

اور سورہ نساء رکوع ۵ میں ارشاد ہوتا ہے۔

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علٰی ھٰؤلاء شہیدًا

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں اور تم کو (اے حبیب) ان سب پر گواہ بنا کر لائیں۔

حضور علیہ السلام کے گواہ

ان آیتوں میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ قیامت کے روز دیگر انبیاء کی امتیں عرض

کریں گے کہ ہم تک تیرے پیغمبروں نے تیرے احکام نہیں پہنچائے تھے۔ انبیاء کہیں گے کہ ہم نے سب احکام پہنچا دیئے تھے اور اپنی گواہی کے لیے امت محمدی کو پیش کریں گے ان کی گواہی پر اعتراض ہوگا کہ تم نے ان پیغمبروں کا زمانہ نہ پایا تم بغیر دیکھے کیسے گواہی دے رہے ہو یہ عرض کریں گے کہ ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تب آپ کی گواہی لی جائے گی۔ آپ دو گواہیاں دیں گے ایک تو یہ کہ نبیوں نے تبلیغ کی دوسری یہ کہ میری امت والے قابل گواہی ہیں۔ اب اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گذشتہ انبیاء کی تبلیغ کی اور آئندہ اپنی امت کے حالات کو خود چشم حق بین سے ملاحظہ نہ فرمایا تھا تو آپ پر جرح کیوں نہ ہوئی جیسا کہ امت کی گواہی پر جرح ہوئی تھی معلوم ہوا کہ یہ گواہی دیکھی ہوئی اور پہلے سنی ہوئی تھی اس سے آپ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوا۔

شاہ عبدالحق کا عقیدہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ جامع البرکات میں تحریر فرماتے ہیں۔

وے صلے اللہ علیہ وسلم بر احوال و افعال امت خود مطلع است و بر مقربان و خاصان خود مدد و مفیض و حاضر و ناظر است۔

(ترجمہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی تمام امت کے احوال اور افعال کی خبر اور اطلاع ہے اور اپنے مقربوں اور خواصوں کو مدد دینے اور فیض پہنچانے والے اور حاضر و ناظر ہیں۔

ف دیکھئے شیخ صاحب باوجود محدث اور فقیہ ہونے کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جانتے اور مدد دینے والے بھی مانتے ہیں۔

شیخ سہروردی کا عقیدہ

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ عوارف المعارف (اردو ترجمہ) میں ارشاد فرماتے ہیں

"پس چاہیئے کہ بندہ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کو برابر اپنے تمام حالات پر ظاہر و باطن میں واقف اور خبردار جانتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی ظاہر و باطن میں خبردار اور حاضر و ناظر جانے تاکہ اس کی تعظیم اور وقار کی صورت کا دھیان حضرت کے دربار کے آداب کی محافظت پر دلیل ہو اور ظاہر اور پوشیدہ اس کی محافظت میں شرمائے اور کوئی باریکی حضرت کے آداب سے ترک نہ کرے"۔

فائدہ | دیکھئے شیخ صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جانتے ہیں۔ اگر یہ شرک ہوتا تو آپ کبھی بھی ایسے کلمات زبان پر نہ لاتے۔ کیونکہ آپ بڑے متبحر فاضل اور ولی اللہ بھی تھے۔ لکھوکھا اشخاص آپ کے سلسلہ سہروردیہ میں منسلک ہو کر فیضیاب ہو چکے ہیں۔ ہو رہے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ

حاضر و ناظر ہونے کے عقلی دلائل

ا۔ دنیا میں ایک آفتاب اور ایک مہتاب ہے جو زمین سے ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہیں لیکن لطف یہ ہے کہ باوجود اتنے دور ہونے کے ہر ملک اور گھر میں حاضر و ناظر ہیں۔ مشرق سے مغرب تک ایک آفتاب اور ایک مہتاب ہی ہے جن کو تمام عالم دیکھتا اور وہ تمام عالم کو دیکھتے ہیں۔ باوجودیکہ وہ ایک ذرہ ہیں نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کیونکہ آپ کا نور تمام مخلوقات کی اصل ہے اور تمام مخلوقات اس کی فرع۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ تمام مخلوق سے پہلے اللہ تعالےٰ نے کس چیز کو پیدا کیا؟ آپ نے فرمایا ان اللہ خلق نور نبیک محمد صلے اللہ علیہ وسلم قبل الاشیاء یعنی اللہ تعالےٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا (مسند عبدالرزاق)

فائدہ پس جب آفتاب جو ایک ذرہ ہے نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا۔ وہ تو تمام عالم میں حاضر و ناظر ہے تو کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جن کے نور مبارک کا یہ آفتاب ایک ذرہ ہے حاضر و ناظر ہیں شک و شبہ ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

عقیدہ اللہ تعالیٰ بالذات حاضر و ناظر ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالعطاء

پس جب اللہ تعالیٰ ہر وقت ہر لحظہ حاضر و ناظر بالذات ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو مظہر صفات الٰہی ہیں کیونکر حاضر و ناظر بالعطاء نہ ہوں گے۔

چاند میں نور بالذات نہیں جو کچھ ہے وہ سورج کا عطیہ ہے پس جس طرح آفتاب کے مقابل چاند آتا ہے تو روشن و منور ہو جاتا ہے اسی طرح آفتاب الوہیت کے مقابل ماہتاب رسالت مآب منور ہو گیا خود بالذات کچھ نہ تھا۔

جب آئینہ کو آفتاب کے مقابل کریں تو وہ عکس آفتاب سے آفتاب کے جلوے ظاہر کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح آئینہ رسالت مآب جب آفتاب الوہیت کے مقابل آیا تو جلوۂ الوہیت کا مظہر بن گیا۔ پھر بوساطت قمر نبوت تمام عالم انوار آفتاب الوہیت سے مستنیر ہو گیا یہی سبب ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اللّٰہ معطی وانا القاسم | یعنی اللہ تعالےٰ عطا فرماتا ہے اور
(صحیح البخاری) | ہم دیتے ہیں۔

یعنی آفتاب احدیت مہتاب رسالت کے اندر جلوہ ڈال کر عالم کو مستنیر کرتا ہے

تعجب اور سخت تعجب ہے کہ آفتاب تو عالم میں روشن و جلوہ افروز ہو اور منبع انوار احمد مختار صلے اللہ علیہ وسلم جن کے نور کا آفتاب ایک پرتو اور ایک ذریعہ ہے عالم میں جلوہ افروز ہو کر حاضر و ناظر نہ ہو۔

حدیث نور حدیث شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انا من نور اللہ والخلق

کلهم من نوری یعنی میں اللہ کے نور سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ مائدہ میں ارشاد فرماتا ہے۔

قد جاء کم من اللہ نور وکتاب مبین	یعنی اللہ کی طرف سے تمہارے پاس نور مجسم یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور کتاب روشن یعنی قرآن مجید آ گیا۔

پس جب قرآن مجید سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نور مجسم ہونا ثابت ہوا تو پھر کون سی چیز نور کو حاجب ہو سکتی ہے۔

۲، تعدد ارواح کے اثبات میں نقلی دلائل

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح، ہر ایک مومن کے گھر میں موجود اور حاضر ہے

چنانچہ ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ شرح شفاء جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں

قال عمرو بن دینار قولہ تعالیٰ فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم فان لم یکن فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اھل الاسلام وقال علقمۃ اذا دخلت المسجد اقول السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ الخ

(ترجمہ) عمرو بن دینار تابعی مکی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب تم گھروں میں داخل ہونے لگو تو اپنے آپ پر سلام کرو پس اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو کہو السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک تمام مسلمانوں کے گھروں میں موجود اور حاضر ہے اور علقمہ تابعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے

ہیں کہ جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ الخ

ایسا ہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں لکھا ہے۔

۳- تعدد اجسام کے اثبات میں نقلی دلائل

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر ایک شخص کے پاس خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ جسم (مثالی) کے ساتھ حاضر ہو جاتے ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ وذھب اصحابہ انہ یسمع قرع نعالھم اتاہ ملکان فیقعدانہ فیقولان لہ ما کنت تقول فی ھذا الرجل لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فیقول اشھد انہ عبد اللہ ورسولہ فیقال انظر الی مقعدک من النار ابدلک اللہ بہٖ مقعداً من الجنۃ فیراھما جمیعاً واما الکافر والمنافق فیقال لہ ما کنت تقول فی ھذا الرجل فیقول لا ادری کنت اقول ما یقول الناس فیقال لا دریت ولا تلیت ثم یضرب بمطارق من حدید ضربۃ بین اذنیہ فیصیح صیحۃ یسمعھا من یلیہ غیر الثقلین

(رواہ البخاری)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے دوست اس

سے چلے جاتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آہٹ سنتا ہے پھر دو فرشتے
اس کے پاس آتے ہیں اس کو بٹھا لیتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے اس سے کہتے ہیں کہ تو اس شخص کے بارے
میں کیا کہتا ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق یہ اللہ تعالیٰ
کے خاص بندے اور اس کے رسول ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ دیکھ اپنی جگہ
دوزخ میں جس کو اللہ تعالیٰ نے بہشت سے بدل دیا ہے پس وہ دیکھتا
ہے ان دونوں جگہوں کو اور کافر یا منافق سے جب پوچھا جاتا ہے تو اس
شخص کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ وہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا وہی
کہا کرتا تھا جو عوام کہتے تھے۔ پس اس کو کہا جاتا ہے کہ کیا تو عقل نہ رکھتا
تھا؟ پھر اس کو فرشتے لوہے کے گرزوں سے اس کے کانوں کے مابین
چوٹ لگاتے ہیں تب وہ چلاتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اس کے چلانے کی
آواز سب سن سکتے ہیں جو اس کے پاس ہیں سوائے انسانوں اور جنوں کے

(مشکوٰۃ)

فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مردے کو قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو اس سے دو فرشتے (منکر اور نکیر) یہ سوال کرتے ہیں کہ تو اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ مطلب یہ ہوا کہ جتنے لوگ اس دن اس ساعت میں مرتے ہیں خواہ مسلمان یا کافر سب سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بابت سوال ہوتا ہے کہ یہ کون صاحب ہیں؟ فرض کرو کہ اگر ایک ساعت میں دس لاکھ آدمی مرتے ہیں تو ان سب کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا کر یہ سوال کیا جاتا ہے۔

فائدہ اس حدیث کی شرح میں علماء و صلحاء کا اختلاف ہے چنانچہ بعض تو یہ کہتے ہیں کہ مسلمان مرنے کو نور ایمان سے اس جواب کی توفیق ہوتی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ روضہ مبارک سے اس کی قبر تک تمام حجاب اور پردے اٹھ جاتے ہیں اور وہ مردہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کی شکل دیکھ لیتا ہے گویا جیسے آفتاب روئے زمین سے سب کو یکساں نظر آتا ہے اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم روضۂ مبارک سے سب کو یکساں نظر آجاتے ہیں اور درمیان کا حجاب اُٹھ جاتا ہے اس تاویل سے تعدد اجسام کا اعتراض رفع ہو جاتا ہے (تفسیر عزیزی در روح البیان)

جسم مثالی بعض علماء کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جسم مثالی کے ساتھ ہر ایک مردے کے پاس موجود اور حاضر ہو جاتے ہیں بظاہر حدیث کے لفظوں سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ اگر یہ بات سمجھ میں آجائے تو پھر تاویل کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑتی۔

الغرض مطلب ہر دو تقدیر پر حاصل ہے کیونکہ جب تقدیر پر آپ بنفسِ نفیس ہر جگہ سے آتے ہیں تو یہ امر بالکل ظاہر ہے اور اس تقدیر پر کہ آپ روضۂ اطہر سے ہر مردہ کے سوال و جواب کے وقت تشریف نہیں لاتے بلکہ پردہ اور حجاب اٹھا دیا جاتا ہے۔ اس وجہ سے کہ جب ہر مردہ آپ کے وجود انور کا مشاہدہ کرتا ہے اور درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا تو کیا حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم ہر ایک مردہ کو ایک ہی آن میں نہیں دیکھتے ہوں گے۔ ضرور دیکھتے ہیں کیونکہ قبر شریف میں جب بصارت اور سماعت ہو گئی اور یہ ظاہر ہے کہ دیکھنا تب ہی متصور ہو سکتا ہے کہ ہر دو ایک دوسرے کے بالمقابل واقع ہوں تو یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ایک ہی آن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہزاروں کیا بلکہ کروڑوں مردوں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اس پر فقیر اویسی غفرلہٗ نے کتاب لکھی ہے بنام "القول المؤید" اس مسئلہ کی توضیح اس میں پڑھیئے۔

۴ ارواح انبیاء کا متعدد جسموں میں صورت پذیر ہونا

آوردہ اند کہ شیخ علاؤالدین قونوی میگوید کہ بعید نیست کہ گفتہ شود کہ ارواح مقدسہ انبیاء بعد از مفارقت بمنزلہ ملائکہ است بلکہ افضل ایشان ہم چنانکہ ملائکہ متمثل می شوند در صورت مختلف کذالک جائز باشد کہ ارواح مقدسہ انبیاء نیز متمثل گردند وممکن است کہ ایں تصرف مر بعض خواص عباد را در حالتِ حیات نیز دست دہد و روح واحد در ابدان متعددہ غیر بدن معہود متصرف گردد۔

ترجمہ:۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کتاب جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ علاؤالدین قونوی فرماتے ہیں کہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ یہ کہا جائے کہ انبیاء علیہم السلام کی روحیں مفارقت کے بعد فرشتوں جیسی ہیں بلکہ ان سے افضل ہیں جس طرح فرشتے مختلف صورتوں میں صورت پذیر ہوتے ہیں اسی طرح سے انبیاء علیہم السلام کی پاک روحیں بھی صورت پذیر ہوتی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ خاص خاص بندوں کو زندگی کی حالت میں بھی یہ امر نصیب ہو اور ایک روح بدون مقررہ بدن کے کئی اجسام میں متصرف ہو۔

۵۔ اولیاء اللہ کی ارواح کا مثالی جسموں میں صورت پذیر ہونا

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی

حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ العزیز کی جلد دوم مکتوب نمبر ۵۸ میں ہے۔

" ہرگاہ اجنیاں را بہ تقدیر اللہ سبحانہ ایں قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ بوقوع آرند۔ ارواح اکمل را اگر ایں قدرت عطا فرمایند چہ محل تعجب است وچہ احتیاج بہ بدن دیگر ازیں قبیل است آنچہ بعضے اولیاء اللہ نقل می کنند کہ در یک ساعت در امکنہ متعددہ حاضر می گردند و افعال متبائنہ بوقوع می آرند۔ اینجانیز لطائف انشکال متجسد یا جساد مختلفہ متشکل متبائنہ می گردند و ہمچنیں عزیزیکہ مثلاً در ہندوستان توطن دارد و ازاں دیار نہ برآمدہ است جمعے از حضرت مکہ معظمہ می آیند و میگویند کہ آں عزیز را در حرم کعبہ دیدہ ایم و چناں وچنیں در میان ما داں عزیز گذشت و جمعے دیگر نقل می کنند کہ ما اورا در روم دیدہ ایم وجمعے دیگر در بغداد دیدہ اند ایں ہمہ تشکل لطائف آں عزیز است باشکال مختلف وایں شکل گاہ در عالم شہادت بود وگاہ در عالم مثال چنانچہ در یک شب ہزار کس آں سرور را علیہ الصلوٰۃ والسلام بصور مختلفہ در خواب می بینند واستفادہ ہائے می نمایند ایں ہمہ تشکل صفات و

لطائف اوست علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام بصورت ہائے مثالی دہم چنیں مریداں از صور مثالی پیران استفادہ ہا می نمایند و حل مشکلات می فرمایند۔

ترجمہ :۔ "جب جنوں کو اللہ تعالےٰ کی تقدیر سے اس قسم کی طاقت حاصل ہے کہ مختلف شکلوں میں ظاہر ہوکر عجیب وغریب کام کریں تو اگر کاملین کی ارواح کو یہ طاقت بخش دیں تو کون سی تعجب کی بات ہے اور بدن دیگر کی کیا حاجت اسی قسم کی وہ حکایتیں ہیں جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں اور مختلف کام ان سے وقوع میں آتے ہیں ۔ یہاں بھی ان کے لطائف مختلف جسموں میں متجسم ہوکر مختلف شکلوں میں متشکل ہوجاتے ہیں ۔ اسی طرح اس عزیز کا حال ہے جو ہندوستان میں وطن رکھتا ہے اور کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں نکلا بعض لوگ جو مکہ معظمہ سے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز کو حرم کعبہ میں دیکھا ہے اور فلاں فلاں باتیں ان سے ہوئیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہم نے ان کو روم میں دیکھا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بغداد میں اس کو دیکھا ہے ۔ یہ سب اس عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوئے ہیں یہ شکلیں کبھی عالم شہادت میں ہوتی ہیں اور کبھی عالم مثال میں جس طرح ایک وقت میں ہزاروں آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتے ہیں مختلف صورتوں میں اور فائدے حاصل کرتے ہیں یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لطائف وصفات کی مثالی صورتیں ہیں۔ اور اسی طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورتوں سے فوائد حاصل کرتے اور مشکلات حل کراتے ہیں۔"

اس موضوع پر فقیر اویسی کی کتاب "الانجلاء فی تطور الاولیاء" کا مطالعہ کیجئے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر نیک بخت کے جنازہ کیلئے تشریف لانا

لانا: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر نیک بخت مردے کے جنازے پر ایک ہی وقت میں متعدد مقامات پر حاضر ہوتے ہیں۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "انباہ الاولیاء فی حیات الانبیاء" میں تحریر فرماتے ہیں۔

النظر فی اعمال امته والاستغفار لهم من السیأت والدعاء بکشف البلاء عنهم والتردد فی اقطار الارض بحلول البرکة فیها وحضور جنازة من مات من صالحی امته فان هذه الامور من اشغاله کما وردت بذالك الاحادیث والآثار۔

(ترجمہ) اعمال امت میں آپ کا نظر کرنا اور ان کے گناہوں کے لئے بخشش مانگنا اور دفع بلا کے لئے دعا فرمانا اور اطراف زمین میں پھرنا اس میں برکت پہنچانے کے لئے اور اپنی امت کے نیک آدمیوں کے جنازے پر حاضر ہونا پس یہ تمام باتیں آپ کے اشتغال سے ہیں جیسا کہ احادیث اور آثار میں وارد ہے۔

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ جواہر البحار میں تحریر فرماتے ہیں۔

قال الحافظ السیوطی فی کتاب المسمی بتنویر الملك بامکان رؤیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم والملك بعد استیعابه فنقول العلماء والاحادیث الدالة علی امکان رؤیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی بجسده و روحه وانه یتصرف حیث شاء فی اقطار الارض و فی الملکوت وهو بهیئته الحق کان علیها قبل وفاته

لم يتبدل من شیئ وانه يغيب عن الابصار كما غابت الملائكة مع كونهم احياء باجساد هم فاذا اراد الله تعالیٰ رفع الحجاب عمن اراد كرامة برؤية رأه على هيئته التی هو عليها لامانع من ذالك ولاداعی الی التخصيص برؤية امثال

ترجمہ: امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تنویر الملک بامکان رؤیۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم والملک' میں بکثرت اقوال علماء واحادیث کثیرہ جو بیداری اور خواب میں رؤیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امکان حتیٰ کہ جسم و روح کے ساتھ رؤیت پر دال ہیں۔ نقل فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ آپ اقطار ارض اور طبقات السمٰوٰت میں جہاں چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس ہیئت پر تا ہنوز جلوہ افروز ہیں جس ہیئت پر وفات سے قبل ہماری آنکھوں کے سامنے تھے آپ کی کسی چیز میں کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی اور آپ ہماری آنکھوں سے اوجھل ہیں تو جس وقت اللہ تعالیٰ کسی بندے کو آپ کے جمال جہاں آراء سے مشرف کرنا چاہتا ہے تو حجاب اٹھا دیتا ہے اور وہ خوش نصیب آپ کو آپ کی ہیئت اصلیہ میں دیکھتا ہے جس میں کوئی مانع نہیں نہ کسی نظیر و مثال کے دیکھنے کی تخصیص کا کوئی موجب ہے۔ صرف اس مسئلہ کی تحقیق میں فقیر کی کتاب "تحفۃ الصلحاء فی رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الیقظۃ والرؤیاء" کا مطالعہ کیجئے۔

اس کے بعد امام سیوطی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

ان الذی اراہ ان جسدہ الشریف | میں جو دیکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ رسول اللہ

لا یخلو منہ زمان ولا مکان ولا محل ولا عرش ولا لوح ولا کرسی ولا قلم ولا بر ولا بحر ولا سھل ولا جبل ولا برزخ ولا قبر	صلے اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے نہ زمان خالی ہے نہ مکان نہ محل خالی ہے نہ عرش خالی ہے نہ لوح۔ نہ کرسی خالی ہے نہ قلم۔ نہ زمین خالی ہے نہ سمندر خالی ہے نہ نرم زمین نہ پہاڑ نہ برزخ اور نہ قبر خالی ہے۔

غرضیکہ تمام عالم کے ذرہ ذرہ میں سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام جلوہ افروز ہیں۔

۷ شہداء کا زندوں کی طرح مجالس میں آنا

امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تعالیٰ شرح الصدور میں بحوالہ علامہ ابن جوزی تحریر فرماتے ہیں۔

ملک شام کے تین بھائی بہادر سوار جہاد کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہیں گرفتار کر لیا۔ ان سے بادشاہ نے کہا کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ اپنی بیٹیوں سے نکاح کردوں گا۔ تم عیسائی ہو جاؤ۔ انہوں نے انکار کیا اور پکارا یا محمداہ بادشاہ کے حکم سے تین دیگیں آگ پر رکھ دی گئیں اور ان میں روغن زیتون جوش کیا گیا تین دن تک وہ تیل کھولتا رہا۔ ہر روز ان کو دکھلایا جاتا اور عیسائیت کی دعوت دی جاتی اور وہ انکار کرتے آخر بڑے کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیا گیا۔ پھر دوسرا پھر تیسرا قریب لایا گیا۔ بادشاہ نے ان کو دین سے منحرف کرنے کی ہر طرح کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ آخر ایک درباری نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت! اس کو میں اپنی تدبیر کے ساتھ دین سے منحرف کروں گا بادشاہ نے پوچھا کس طرح؟ اس نے کہا میں جانتا ہوں کہ عرب عورتوں کی طرف جلد

مائل ہوجاتے ہیں اور روم میں میری بیٹی سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں ہے اس کو میرے حوالے کردو تاکہ میں اس کو اس کے ساتھ چھوڑ دوں۔ وہ اس کو بہکالے گی۔ چالیس روز کی میعاد مقرر کرکے بادشاہ نے اس کو اس درباری کے سپرد کیا وہ اس کو اپنے مکان پر لے آیا اور بیٹی کو اس کی اطلاع دی اس نے کہا آپ بے فکر رہیں یہ میرا کام ہے۔ اب یہ شامی جوان دن بھر روزہ دار رہتا اور تمام رات عبادتِ الٰہی میں گذارتا جب میعاد ختم ہوگئی تو اس درباری نے اپنی بیٹی سے پوچھا تو نے کیا کیا؟ اس نے کہا میں نے کچھ نہیں کیا چونکہ اس شخص کے دو بھائی اس شہر میں مارے گئے ہیں اس لئے مجھے خیال ہے کہ یہ شخص ان کی وجہ سے غمگین اور افسردہ ہے لہذا بادشاہ سے میعاد میں توسیع کرائی جائے اور مجھے اور اس شخص کو کسی اور شہر میں بھیجا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا لیکن اس نوجوان شامی کی حالت وہاں بھی یہی رہی۔ وہی دن کا روزہ اور ہر رات کی شب بیداری حتیٰ کہ میعاد ختم ہوگئی۔ اس لڑکی نے اس شامی سے کہا کہ میں تم کو عبادت میں مصروف دیکھتی ہوں اس سے میرے دل پر اثر ہوا ہے کہ میں نے اپنا دین چھوڑ کر تمہارا دین اختیار کرلیا ہے لہذا دونوں صلاح کرکے وہاں سے چل پڑے۔ رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ رہتے ایک رات یہ دونوں جا رہے تھے کہ گھوڑوں کے آنے کی آواز آئی دیکھا تو وہ دونوں شامی کے بھائی تھے اور ان کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت تھی شامی نے اپنے دونوں بھائیوں کو سلام کیا اور ان کا حال دریافت کیا۔ کہنے لگے کہ وہ ایک غوطہ ہی تھا جو تم نے دیکھا کہ ہم کھولتے ہوئے تیل میں مارا اور ہم جنت الفردوس میں جانکلے۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس صالحہ لڑکی کے ساتھ تمہاری شادی میں ہم شرکت کریں چنانچہ شادی کرکے وہ واپس چلے گئے۔

عالم مثال | عالم مثال وہ عالم ہے جس میں انبیاء، صوفیہ اور ملائکہ کو جسم مثالی عطا ہوتا ہے اور اس سے دنیا میں کام لیا جاتا ہے اس کی ضرورت ایسے موقعوں پر ہوتی ہے جب کہ اس جسم فانی دنیاوی میں وہ قوت نہیں ہوتی جو اس کار ضروری کو انجام دے سکے تو اسے جسم مثال عطا ہوتا ہے تاکہ وہ مشکل اور عجلت کا کام سرانجام ہو کیونکہ جسم مثالی کے چند عجیب خواص ایسے ہیں جو جسم عنصری میں نہیں پائے جاتے وہ عنصری جسموں سے زیادہ لطیف اور بہت قوی ہوتا ہے اور وہ عالم ارواح اور عالم شہادت میں برزخ ہے۔

ملائکہ کا متعدد شکلوں میں جابجا آنا

فرشتے کو جب کوئی جسم ملے گا تو وہ مثالی ہوگا اور اولیاء اللہ کو بھی یہی جسم ملتا ہے مثلاً ایک ولی کامل کو ایک ہزار کوس پر اپنے جسم کے ساتھ پہنچنا ضروری ہے تو فوراً درگاہ ایزدی سے جسم مثالی عطا ہوتا ہے جس کو وہ شخص جس کے پاس یہ ولی اللہ پہنچا ہے سمجھ نہیں سکتا کہ یہ جسم بدلا ہوا ہے کیونکہ اس جسم اور اس جسم میں سر مو فرق نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس کا نام مثالی ہے اور آواز بھی وہی۔ چنانچہ اکثر اولیاء اللہ نے دس دس جگہ بیک وقت حج بھی کئے ہیں اور اپنے وطن میں بھی سب کو نظر آئے ہیں۔

بعض اولیاء اللہ اپنے جسم عنصری میں یہ قوت رکھتے ہیں کہ جسم مثالی کی طرح جہاں چاہیں وہاں ایک ہی لمحہ میں پہنچ سکتے ہیں۔

فرشتے جب دنیا میں کسی جسم میں آتے ہیں تو عالم مثال ہی سے ان کو کوئی جسم ملتا ہے کیونکہ کسی کی ملاقات بظاہر جسم کے ہو نہیں سکتی اور جسم عنصری چونکہ کثیف ہوتا ہے لہٰذا ان کی لطیف روح کو جو کسی جسم میں کبھی قید نہیں ہوئی اس کا تحمل نہیں ہو سکتا۔ لامحالہ ان کو جسم مثالی جو تمام جسموں سے زیادہ لطیف اور قوی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے عنایت ہوتا ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق "الانجلاء" میں مفصلاً موجود ہے۔

اولیاء اللہ کا آنحضرت کو بیداری میں دیکھنا

مولانا محمد اسمٰعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ

تفسیر روح البیان میں سورۃ ملک کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ۔

الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام له الخیار فی طواف العالم مع ارواح الصحابۃ رضی اللہ عنھم ولقد راٰہ کثیر من الاولیاء

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ تمام عالم (زمین و آسمان) میں ارواح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ سیر کرتے پھرتے ہیں اکثر اولیاء اللہ نے ان کو بیداری میں دیکھا ہے ۔

فائدہ:۔ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب اور بیداری میں دیکھنا حق اور شرع شریف اصول کے مطابق ہے اس موضوع پر فقیر کی تصانیف "تحفۃ الصلحاء فی رؤیۃ النبی فی الیقظہ والرؤیاء اور زیارت رسولؐ کی حکایات"

باب اوّل

احادیث مُبارکہ

فائدہ: اس باب میں فقیر وہ جملہ روایات درج کرتا ہے جن میں "یا رسول اللہ" کہنا صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین، ائمہ مجتہدین و فقہاء و محدثین اور علماء و مشائخ طریقت سے غائبانہ اور بطور استمداد حضور علیہ وسلم کی زندگی اور بعد وصال ثابت ہے اور پھر اس آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے ندا کرنے والوں میں سے خوش قسمتوں کی مدد بھی فرمائی۔

۱۔ حدیث نابینا صحابی مروی ہے کہ ایک نابینا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر طالبِ دعا ہوئے۔ اُن کو یہ دعا ارشاد ہوئی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ لِیْ (اس حدیث کا اسناد ہم آگے لکھتے ہیں)

(ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف حضور علیہ السلام نبی الرحمۃ کے ساتھ متوجہ ہوتا ہوں یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں آپ کے ذریعے سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کی تاکہ حاجت پوری ہو۔ اے اللہ میرے لئے حضور کی شفاعت قبول فرما

فوائد (۱) اس حدیث پاک کے فوائد تو آگے عرض کروں گا پہلے اس کی صحت کا سنئے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ حدیث ضعیف ہے صحاح ستہ اور دوسری مستند کتب احادیث باسناد صحیح یہ حدیث پاک مروی ہوئی چنانچہ ملاحظہ ہو۔

امام نسائی وامام ترمذی وابن ماجہ وحاکم وبیہقی وامام الائمہ ابن خزیمہ وامام ابوالقاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی وبیہقی نے صحیح اور حاکم نے برشرط بخاری ومسلم صحیح کہا اور امام عبدالعظیم منذری وغیرہ ائمہ نقد وتنقیح نے ان کی تصحیح کو مسلم ومقرر رکھا۔

۲۔ مندرجہ ذیل کتب میں مستند محدثین کرام نے اس روایت کو لیا اور اس کی صحت کو مانا شفاء السقام امام علام بقیۃ المجتہدین الکرام تقی الملۃ والدین ابوالحسن علی سبکی ومواہب لدنیہ امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری وشرح مواہب علامہ زرقانی ومطالع المسرات علامہ فاسی ومرقاۃ شرح مشکوٰۃ علامہ علی قاری ولمعات واشعۃ اللمعات شروح مشکوٰۃ وجذب القلوب الی دیار المحبوب و مدارج النبوۃ تصانیف شیخ محقق مولٰنا عبدالحق محدث دہلوی وافضل القریٰ شرح ام القریٰ امام

ابن حجر مکی وغیرہا کتب و کلام علمائے کرام و فضلائے عظام علیہم رحمۃ العزیز العلام۔

۳۔ حضرت امام طبرانی نے اس حدیث پاک کے کئی طرق لکھ کر آخر میں فرمایا ہے "الحدیث صحیح کذا فی الترغیب للمنذری۔ علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالےٰ نے "شواہد الحق" میں کئی اور سندات لکھی ہیں۔

۴۔ اس حدیث شریف کو صحیح نہ ماننے والا گمراہ ہے کیونکہ اماماں حدیث کا اس حدیث پاک کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔

۵ صحابہ کرام کے عقیدہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالےٰ کے اذن وعطا سے ہماری مشکلیں حل کرتے ہیں تبھی تو نابینا صحابی حضور علیہ السلام کے ہاں اپنی اندھی آنکھوں کی مشکل کشائی کیلئے حاضر ہوئے۔

۶۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی مشکل کشائی فرمائی ورنہ فرماتے تو غیر اللہ کے دروازے پر کیوں آیا۔

۷۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے (اتوجہ الیك بمحمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک روایت میں (انی اتوسل الیك الخ) کی تصریح ہے) بارگاہِ حق میں وسیلہ کا سبق دیا۔ وسیلہ کو شرک کہنا بے دینی ہے کیونکہ حضور علیہ السلام ہمیں دین سکھانے آئے تھے اگر انبیاء واولیاء (علی نبینا وعلیہ السلام) کو وسیلہ بنانا شرک ہے تو پھر اس حدیث شریف کا کیا مطلب؟

۸۔ یا محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) پکارنا بھی حضور علیہ السلام نے سکھایا اگر ندائے یا رسول اللہ، حرام یا شرک ہوتا تو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کا کیا جواب ہوگا کہ (معاذ اللہ) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کفر و شرک کی تاریکیوں کو زکانے نہیں آئے تھے تو پھر ندائے یا رسول اللہ پر شرک و کفر کے فتوے کیسے۔

۹۔ اس خوش بخت نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کی مشکل حل ہوگئی چنانچہ ابو نعیم اور امام بیہقی رحمہم اللہ تعالےٰ کی روایت میں ہے کہ فقام وقد ابصر ببرکۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنے وہ نابینا صحابی اٹھ کھڑا ہوا اور اس کی آنکھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے روشن اور نورانی ہوگئیں اور یہ نہیں صرف بینائی ملی بلکہ اس کے چشم خانہ کا تمام کارخانہ ایسا بہترین بنا گویا وہ کسی زمانہ میں نابینا تھا بھی نہیں چنانچہ طبرانی شریف کی روایت میں ہے کہ کان لم یکن بہ ضرٌّ گویا وہ اندھا نہ تھا۔

۱۰۔ نہ صرف وقتی طور پر یہ کرشمہ دکھایا بلکہ اس نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کو دائمی طور پر مشکلات کے حل میں اجازت بخشی کہ جب بھی تجھے مشکل پڑے تو یہی وظیفہ عمل میں لانا چنانچہ اسی روایت میں بعض محدثین نے یہ بھی روایت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس نابینا صحابی رضی اللہ عنہ کو فرمایا ان کان لک حاجة فمثل ذالک یعنے جب تجھے مشکل و مصیبت پیش آئے تو ایسے کرنا یعنے ہمیں وسیلہ بھی بنانا اور مجھے پکارنا بھی۔

۱۱۔ اس آخری جملہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ندائے یارسول اللہ مخصوص بہ حیات نہیں اور نہ ہی قرب مکانی سے مقید بلکہ اجازت بخشی کہ جہاں، جب اور جسے مشکل ہو تو یہی وظیفہ کرے چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ سے لے کر ہمارے دور تک یہی وظیفہ معمول بہ اور مجرب ہے صحابہ کرام اور تابعین و تبع تابعین کے معمولات بعد کو عرض کروں گا۔ فقیر کا آزمودہ اور مجرب طریقہ متعلقہ بہ روایت ہذا پڑھیے اور پھر اسے عمل میں لاکر اللہ تعالیٰ سے مشکل حل کرائیے۔

وظیفہ برائے ہر مشکل

تازہ وضو کرکے دو نفل پڑھ کر سو بار دعا۔ مذکورہ بالا (حدیثیے) پڑھیں اول و آخر تین بار درود شریف پڑھتے وقت کسی سے نہ بولیں اور مسجد میں جہاں نماز عشاء کا آخری دوگانہ پڑھا ہے اور دوگانہ پڑھ اسی جگہ بیٹھ کر یہی وظیفہ پڑھے جب تک مشکل حل نہ ہو۔

۲۔ معمولات صحابہ و تابعین و تبع تابعین رضی اللہ عنہم

رُوِیَ ان رجلا کان یختلف الی عثمان بن عفان

رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حاجۃ لہ وکان عثمان لا یلتفت
الیہ ولا ینظر فی حاجتہ فلقی عثمان بن حنیف رضی
اللہ تعالیٰ عنہ فشکی ذالک الیہ فقال لہ عثمان بن
حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایت المیضاۃ فتوضأ ثم ائت المسجد
فصل فیہ رکعتین ثم قل اللھم انی اسألک واتوجہ
الیک بنبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی الرحمۃ
یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فیقضی حاجتی وتذکر حاجتک
ورح الی حتی اروح معک فانطلق الرجل فصنع ما قال لہ ثم
اتی باب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجاء البواب حتی اخذہ بیدہ
فادخلہ علی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاجلسہ
معہ علی الطنفسۃ وقال حاجتک فذکر حاجتہ فقضاھا
ثم قال ما ذکرت حاجتک حتی کانت ھذہ الساعۃ وقال ما کان
لک من حاجۃ فأتنا ثم ان الرجل خرج من عندہ فلقی
عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لہ جزاک اللہ خیرا
ما کان ینظر فی حاجتی ولا یلتفت الی حتی کلمتہ فی فقال عثمان بن
حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ ما کلمتہ ولکن شھدت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واتاہ رجل ضریر فشکا الیہ ذھاب
ضرہ فقال لہ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایت المیضاۃ
فتوضأ ثم صل رکعتین ثم ادع بھذہ الدعوات فقال عثمان
بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فواللہ ما تفرقنا وطال بنا الحدیث
حتی دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہ ضر قط (رواہ الطبرانی)

یعنی ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لئے امیرالمومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا امیرالمومنین نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی انہوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں یا رسول اللہ میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روائی فرمایئے اور اپنی حاجت ذکر کر پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں حاجت مند نے (کہ وہ بھی صحابی یا کم از کم کبار تابعین سے تھے) یونہیں کیا پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوئے دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیرالمومنین کے حضور لے گیا امیرالمومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا مطلب پوچھا عرض کیا فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان کیا پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے امیرالمومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے اُن سے میری سفارش کی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تو تمہارے معاملہ میں امیرالمومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمتِ اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یونہی اوس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھے پھر یہ دعا کرے خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا نہ تھا۔" پھر امام طبرانی، امام

منذ یہی فرماتے ہیں۔

فوائد (۱) دیکھئے بعینہٖ وہی طریقہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابی رضی اللہ عنہ کو بتایا اس طرح صحابی نے تابعی کو بتایا۔

(۲) مشکل جو صحابی رضی اللہ عنہ کو تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حل فرمائی اب بھی وہی مشکل ہے اور بعد وصال تابعی صحابی سے وظیفہ پوچھ کر مشکل حل کرا رہا ہے۔ باقی اکثر وہی فوائد ہیں جو ہم نے حدیث اوّل میں عرض کئے۔

اعتراض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اندھے صحابی کا جو واقعہ اس حدیث میں آیا ہے اس پر بعض معترضین کہتے ہیں کہ اس حدیث میں جو خطاب حاضر ہے وہ آنحضرت کی حاضری اور موجودگی میں تھا نہ کہ غائب میں۔

جواب: اس حدیث کے بعض طرق روایت کے الفاظ فرجع اور حتی دخل علینا پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نابینا نے یہ دعا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر آپ کی غیبت میں ہی پڑھی تھی اگر وہ آپ کے روبرو پڑھتا تو یہ الفاظ نہ ہوتے۔

جواب نمبر۲ علاوہ اس کے دعا میں یا محمد بصیغہ خطاب آپ کی طرف التفات وتفرع ہے اور التوجہ بلکہ میں بائے استعانت ہے۔

جواب نمبر۳ نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ میری تعلیم تمام امت کے لئے ہے اور یہ خطاب جو میں نے سکھلایا ہے میرے بعد بھی لوگ اسی طرح پڑھیں گے پھر بھی آپ نے ایسا ہی سکھلایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اس کو جائز رکھا۔ اس لیے صحابہ کرام نے اس خطاب کی آپ کے وصال کے بعد بھی اس طرح تعلیم دی جس سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو غائب میں خطاب حاضر کرنا صحابہ کرام کا معمول تھا۔

جواب نمبر۴ اگر اس دعا میں خطاب حاضر حکایتہً سمجھا جائے تو پھر اللھم انی اتوجہ

ایسی بھی حکایت ہوگی جو صریح غلط ہے۔

روایت اعینونی عباد اللہ

ابن السنی عبداللہ بن مسعود اور بزاز عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے راوی ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

اذا انفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد یا عباد اللہ احبسوا فان للہ تعالیٰ عبادا فی الارض تحبسہ

ترجمہ:۔ جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہیئے یوں ندا کرے اے خدا کے بندو روک لو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اُسے روک لیں گے۔

بزاز کی روایت میں ہے کہ یوں کہے:۔

اعینوا یا عباد اللہ — مدد کرو اے خدا کے بندو

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لفظوں کے بعد رحمکم اللہ اور زیادہ فرماتے۔ (رواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اذکار میں فرماتے ہیں ہمارے بعض اساتذہ نے کہ عالم کبیر تھے ایسا ہی کیا چھوٹا ہوا جانور فوراً رُک گیا۔

اور فرماتے ہیں ایک بار ہمارا جانور چھوٹ گیا لوگ عاجز آئے ہاتھ نہ لگا میں نے یہی کلمہ کہا فوراً رک گیا جس کا اس کہنے کے سوا کوئی سبب نہ تھا

(نقلہ سیدی علی القاری فی الحرز الثمین)

حدیث نمبر ۳ امام طبرانی سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پُر نور سید العٰلمین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اذا ضل احدکم شیئا واراد عونا وھو بارض لیس بہا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عبادا لا یراھم

ترجمہ:۔ جب تم میں کوئی شخص سنسان جگہ میں بہکے بھولے یا کوئی چیز گم کرے اور مدد مانگنی چاہیے تو یوں کہے، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔

عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں:۔

قد جربت ذالک بالیقین یہ بات آزمائی ہوئی ہے۔

(رواہ الطبرانی)

فوائد (۱) فاضل علی قاری علامہ میرک سے وہ بعض علمائے ثقات سے ناقل ھذا حدیث حسن یہ حدیث حسن ہے۔

(۲) فرمایا مسافروں کو اس کی ضرورت ہے۔

(۳) فرمایا مشائخ کرام قدست اسرارہم سے مروی ہوا انہ مجرب قرن بہ النجح یہ مجرب ہے اور مراد ملنی اس کے ساتھ مقرون۔ (ذکرہ فی الحرز الثمین)

۴۔ ان احادیث میں جن بندگان خدا کو وقت حاجت پکارنے اور اُن سے دعا مانگنے کا صاف حکم ہے وہ ابدال ہیں کہ ایک قسم ہے اولیائے کرام سے قدس اللہ تعالےٰ اسرارھم وافاض علینا انوارھم یہی قول اظہر واشہر ہے کما نص علیہ فی الحرز الثمین۔

۵ یہ ممکن ہے کہ ملائکہ یا مسلمان صالح جن مراد ہوں جو بھی ہوا ایسے توسل وندا کو

شرک وحرام اور منافی توکل واخلاص جاننا معاذاللہ شرع شریف کے ساتھ استہزاء کرنا ہے۔

سوال جس حدیث کو تم نے دلیل بنایا ہے وہ ضعیف ہے۔ چنانچہ مولٰنا قطب الدین نے ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین میں لکھا کہ اس حدیث کے راویوں میں سے عتبہ بن غزوان مجہول الحال ہے تقوی اور عدالت اس کی معلوم نہیں جیسا کہ کہا ہے تقریب میں کہ نام ایک کتاب کا ہے اسماء الرجال کی کتابوں میں سے۔

جواب یہ مترجم کی جہالت کی دلیل ہے کیونکہ یہ عتبہ بن غزوان رقاشی طبقۂ ثالثہ سے ہیں جنہیں تقریب میں مجہول الحال اور میزان میں لا یعرف کہا اور اس حدیث کے راوی حضرت عتبہ بن غزوان بن جابر مازنی بدری کہ سید عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے صحابی جلیل القدر مہاجر و مجاہد غزوۂ بدر ہیں جن کی جلالت شان بدر سے روشن مہر سے ابین رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ جہالت کا ثبوت یہ ہے کہ مترجم صاحب دیباچۂ ترجمہ میں معترف کہ حرز ثمین اون کے پیش نظر ہے اسی حرز میں یہ عبارت ہے۔ رواہ الطبرانی عن زید بن علی عن عتبۃ بن غزوان رضی اللہ تعالٰی عنہ عن نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور جس تقریب کا مترجم نے حوالہ دیا اس میں خاص برابر کی سطر میں یہی ہے جو ہم نے اوپر لکھ دیا ہے۔ پھر کون سی دیانت ہے اور کون سے ایمان کا حصہ ہے کہ ایک جلیل القدر اور رفیع الشان صحابی کو بیک جنبش قلم درجۂ صحابیت سے خارج کر کے ثقہ ثالثہ میں ڈالا جائے اور پھر انہیں مردود اکروایت اور مجہول الحالت والدیانت گردانا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

انتباہ افسوس ہے کہ مخالفین ایسے جاہلوں کو اپنے اکابر اور زمانہ کے بڑے علامہ بلکہ امام گردانتے ہیں۔

۶ر خلاصہ یہ کہ یہ حدیث شریف جیسے خیر القرون سے ہمارے اکابر محدثین اور اسلاف

صالحین مجرب چلی آرہی ہے۔ آج بھی اس کا تجربہ کیا جا چکا ہے۔ اگر کوئی صاحب تجربہ کرنا چاہیں تو حدیث پاک کا ارشادِ گرامی موجود ہے آزمائیے۔ لیکن منکر وہ تو مجبور ہے اولاً تو وہ اس خطاب کو شرک سمجھ کر عمل نہیں کریگا۔ اگر کسی کے کہنے پر کرے اور کام بھی ہو جائے تب بھی کہیگا کہ یہ قضیہ اتفاقیہ ہے۔ نہ کہ بوسیلہ اولیاء کام ہوا۔ وغیرہ وغیرہ۔

۷ر ہمیں الحمدللہ قرآن شریف اور حدیث پاک کے ہر حکم پر ایمان ہے۔ اور ہم اپنے مقاصد کا حل اللہ تعالیٰ کی ذات سے بوسیلۂ اولیاء سمجھتے ہیں۔ یہی حکم اسلام کا ہے اور تا قیامت بلکہ قیامت کے بعد جاری رہے گا۔

قاعدہ حدیث مذکور متعدد طرق سے مروی ہوئی ہے جیسا کہ اوپر ہم نے چند حوالے بھی لکھ دیئے ہیں اور فنِ حدیث کا قاعدہ ہے کہ جو حدیث شریف متعدد طرق سے مروی ہو تو اگرچہ وہ طرق سب کے سب ضعیف ہوں تب بھی وہ حدیث حسن معتبرہ ہو جاتی ہے اور یہ حدیث پاک متعدد طرق سے مروی بھی ہے اور باصطلاح محدثین حسن معتبرہ بھی ہے۔ اب بھی اگر کوئی اپنے انکار پہ ڈٹا ہے پھر اسے خدا سمجھے۔

رسول اللہ مشکل کشا ہیں حدیث نمبر۵ طبرانی صغیر صـ۲۰۱ بی بی میمونہ سے مروی ہے کہ۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بات عندھا فی لیلتھا فقام یتوضاء للصلوٰۃ
فسمعتہ یقول فی متوضاءہ لبیک لبیک ثلاثاً نصرت
نصرت ثلاثاً فلما خرج قلت یا رسول اللہ (صلی اللہ
علیہ وسلم) سمعتک تقول فی متوضائک لبیک
لبیک ثلاثاً نصرت نصرت ثلاثاً کانک تکلم انساناً
فھل کان معک احدًا فقال ھذا راجز یستصرخنی

ترجمہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ میمونہ رضی اللہ عنہا بنت

حرث کے پاس ان کی باری کی رات میں ٹھہرے تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کے واسطے اُٹھے نماز کے واسطے وضو کرتے وقت اسی مقام میں بیٹھے ہوئے میں نے سُنا کہ آپ فرماتے ہیں کہ لبیک لبیک تین مرتبہ فرمایا (یعنی میں تیرے پاس پہنچا میں تیرے پاس پہنچا تو امداد کیا گیا تو امداد کیا گیا تین دفعہ فرمایا اور اپنے وضو کرنے کے مقام میں تشریف فرما ہیں کہیں دوسری جگہ بھی نہیں گئے اور نہ غائب ہوئے۔ تو جب آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ سے علیحدہ ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں نے ایسے سُنا ہے کہ آپ وضو کرنے کے مقام پر بیٹھے ہی فرما رہے تھے لبیک لبیک نُصِرْتَ نُصِرْتَ تین دفعہ فرمایا گویا کہ آپ کسی انسان سے کلام فرماتے ہیں کیا حضور کے پاس کوئی تھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ راجز مجھ سے فریاد کرتا ہے۔

مزید توضیح

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت عمرو بن سالم راجز کو قریش قتل کرنا چاہتے تھے تو وہ مکے سے نکلے اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا جبکہ اس کو مصیبت پڑی تو وہ عمرو بن سالم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ پکارتے اور آپ اس کی امداد فرماتے چنانچہ ایک دفعہ راستے میں زبردست دشمن کے گھیرے میں آگئے تو اس عمرو بن سالم اصحابی نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پکارا اور فریاد کی کہ حضور مجھے بچائیے ورنہ دشمن قتل کر دیگا تو آپ اس وقت حضرت میمونہ بنت حرث اپنی بیوی صاحبہ کے گھر وضو فرما رہے تھے تو وہیں مدینہ طیبہ میں مقام وضو میں بیٹھے ہی لبیک فرما کر راجز کے پاس اپنی حاضری کا ثبوت دیا اور نصرت سے اس کی امداد فرما کر اس کو دشمن سے بچا لیا اور اپنی امداد کی راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی چنانچہ راجز اصحابی کے اس واقعہ سے استمداد اور آپ نے اپنی امداد غائبانہ کو اپنی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے بھی بیان

فرمایا اور جب عمرو بن سالم راجز نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی غائبانہ امداد سے مدینہ طیبہ پہنچا تو اُس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی امداد کے متعلق چند اشعار پڑھے اس کا ایک شعر فقیر بھی عرض کرتا ہے جو سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے:

فانصر رسول اللہ اختراعتدا

وادع عباد اللہ یأتوا مددا

ترجمہ:۔ پس تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد بر وقت تیار ہے اور اللہ کے بندوں کو پکارو تیری مدد کو پہنچیں گے۔

فوائد:۔ ا۔ یہ تمام واقعہ اور اشعار اصابہ جلد ۴ ص۲۹۷ اور کتاب الاستیعاب جلد ۲ ص۴۲۶ میں بھی مذکور ہے بیہقی ۹/۲۴۴ پر بھی موجود ہے اس حدیث پاک سے کئی مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا۔

۲ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشکل کے وقت غائبانہ فریاد کرنا۔

۳۔ آپ کا غائبانہ پکارنے والی کی پکار سننا۔

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فریادرسی فرمانا۔

۵۔ صحابہ کرام کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہماری فریاد سنکر ہماری فریادرسی فرماتے ہیں۔

۶۔ خیر القرون میں یہی عقیدہ تھا۔

۷۔ جو لوگ اس عقیدہ کو کفر و شرک سے تعبیر کرتے ہیں وہ سوچیں کہ اس فتویٰ کی رُو سے کس کا رُو سیاہ ہو رہا ہے۔

حدیث نمبر ۶

جنگوں میں نعرۂ رسالت: صحابہ کرام بڑی سے بڑی مشکل کے وقت یعنی جنگ کے دوران

بھی یارسول اللہ کہا کرتے چنانچہ تاریخ طبری لابن جریر میں ہے کہ

اِنَّ الصَّحَابَۃَ بَعْدَ مَوْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ شِعَارُھُمْ فِی الْحُرُوْبِ یَا مُحَمَّدُ (صلی اللہ علیہ وسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد صحابۂ کرام کی عادت تھی کہ جب کسی جنگ میں جاتے تو "یا محمد" کی ندا کیا کرتے تھے۔

اور پھر انہیں اس نعرہ سے فتح و نصرت نصیب ہو جاتی جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

حدیث نمبر ۷

مسیلمۃ الکذاب کی جنگ میں

شواہد الحق ص۱۳۸ میں ہے کہ

وصح ایضاً ان اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لما قاتلوا مسیلمۃ الکذاب کان شعارھم وامحمداہ وامحمداہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ترجمہ:۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جب مسیلمۃ الکذاب سے جنگ لڑتے تو ان کا شعار تھا کہتے "وامحمداہ وامحمداہ" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

نعرۂ رسالت پر کامیابی

حدیث نمبر ۸ :۔ ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے قنسرین سے کعب بن ضمرہ رضی اللہ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر یوقنا سے جنگ و جدل کرنے کے لئے روانہ کیا جس کی فوج کی تعداد دس ہزار کفار سے ہو گیا۔ جب لڑائی بڑی گھمسان سے ہو رہی تھی تو کعب بن ضمرہ رضی اللہ

بے چین ہوکر باآواز بلند یوں پکارتے تھے یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل یعنی اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اے اللہ تعالیٰ کی مدد! نزول فرما۔ پھر مسلمانوں کی طرف مخاطب ہوکر فرماتے تھے۔

یا معشر المسلمین اثبتوا فانما ھی ساعۃ وانتم الاعلون ہ

یعنی اے مسلمانوں کے گروہ! دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہو صرف یہی ایک گھڑی ہے اور تم عنقریب غالب آنے والے ہو۔

غرضیکہ کفار کو شکست فاش ہوئی اور مسلمانوں کو فتح محض یا محمد کے پکارنے کی برکت ہوئی۔ (فتوح الشام صہ ۱۵۱ ج ۲ مطبوع مصر)

۸۔ یا محمد کہنے سے مشکل ٹلی حضرت بلال بن الحارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قحط عام الرمادہ میں کہ بعد خلافت فاروقی ۱۸ھ واقع ہوا ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے اُنھوں نے اصرار کیا آخر ذبح کی کھال کھینچی تو نری سرخ ہڈی نکلی یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی یا محمداہ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی کہ تیری بکریاں صبح کو موٹی تازی ہوجائیں گی اور قحط بھی جاتا رہے گا صبح کو جب بیدار ہوئے تو بکریوں کو دیکھا کہ یہ واقعی موٹی تازی ہو گئی ہیں اور قحط بھی جاتا رہا۔ (ذکرہ ابن الاثیر فی الکامل)

حدیث نمبر ۹

۹۔ صحابۂ کرام نے بعد وصال رسول پاک کو پکارا: صحابۂ کرام نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جنازہ کو روضۂ انور کے سامنے لے جاکر عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول اللہ یہ ابوبکر حاضر ہیں۔ آپ کے پہلو میں دفن ہونے کی اجازت چاہتے

عسہ: اس حدیث پر تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب الوسیلہ میں دیکھئے

ہیں۔ آواز آئی۔ "اَدْخِلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ" دوست کو دوست کے پاس پہنچا دو۔
(تفسیر کبیر ص ج ۲۱، نزہۃ المجالس ص ج ۲، تاریخ الخلفاء و بدایۃ والنہایۃ وغیرہ)

تبصرہ اویسی : یہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق ہوا اس سے ثابت ہوا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ ہیں اور روضۂ انور میں امت کی عرض سنتے ہیں اور سن کر اس کی مقصد باری بھی فرماتے ہیں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اس وصیت کا پورا کرنا ان جملہ مسائل کی تصدیق و تائید کرنا اجماع صحابہ ہے۔ الحمد للہ ہم اہلسنت اسی طریقہ پر ہیں جو فرمایا ما انا علیہ واصحابی جو ان کے طریقے و عقیدے سے خارج ہے وہ خارجی اور بے ایمان ہے۔

حدیث نمبر ۱۰

حدیث ہجرت یارسول کے نعرہ سے

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضور علیہ السلام ہجرت فرما کر مدینہ پاک تشریف لا رہے تھے تو:

فَصَعَدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَامُ فِي الطُّرُقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔

(رواہ مسلم فی باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ترجمہ:۔ تمام عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو گئے، نعرے لگاتے تھے یا محمد رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ

فوائد

۱۔ اس حدیث میں یا رسول اللہ کہنے کا ثبوت ہے۔

۲۔ معلوم ہوا کہ تمام صحابہ کرام یا رسول اللہ کا نعرہ لگایا کرتے تھے۔

۳۔ اسی حدیث سے ہم نعرہ رسالت کا ثبوت پیش کرتے ہیں جس کی تفصیل ہمارے رسالہ "مابہ الکفایۃ" اور "نعرۂ تکبیر بدعت ہے یا نعرۂ رسالت"۔

۴۔ اسی سے ہم بارہ ربیع الاوّل شریف کے دن جلوس کا جواز ثابت کرتے ہیں جس کی تفصیل فقیر کے رسالہ "تنشیط النفوس الزکیہ" میں ہے۔

صحابی کی فریاد بارگاہِ رسول میں: ہثیم بن عدی نے ذکر کیا ہے کہ بنو عامر (قبیلہ نابغہ جعدی) بصرہ میں کھیتوں میں سے شئی چرایا کرتے تھے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو ان کے طلب کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے ابوموسیٰ کو دیکھتے ہی یوں آواز دی۔ یا آل عامر! یہ سن کر نابغہ جعدی بھی اپنی قوم کے ساتھ نکلا۔ ابوموسیٰ نے اس سے پوچھا کہ تم کس واسطے نکلے؟ نابغہ نے جواب دیا کہ میں نے اپنی قوم کی دعوت قبول کی۔ اس پر ابوموسیٰ نے نابغہ کو تازیانے لگائے۔ نابغہ نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں۔

فان تك لابن عفان امينا فلم يبعث بك البو الامينا

فيا قبر النبی وصاحبيه الا يا غوثنا لو تسمعونا

اگر تو ابن عفان کا امین ہے تو اس نے تجھے مہربان امین نہیں بھیجا۔ اے قبر نبی کی اور آپ کے دو صاحب کی دیکھنے والے ہمارے فریاد رس! کاش آپ سنیں۔

حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں۔ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کے تشدد کا استغاثہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کیا ہے اور یا غوثنا کہہ کر پکارا ہے۔

ابن عمر کا عمل: عن ابن عمر خدرت رجله فقيل له اذكر احب الناس اليك يزل عنك فصاح يا محمداه فانتشرت۔

(شفا قاضی عیاض و ادب المفرد امام بخاری مدارج النبوۃ حصن حصین)

ترجمہ: ایک دفعہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں مبارک سوگیا اور بے حس وحرکت ہوگیا۔ کسی نے آپ کو اس کا علاج بتلایا کہ آپ اُس شخص کو یاد کیجیے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو فوراً یہ عارضہ جاتا رہیگا آپ نے اُسی وقت چلا کر کہا یا محمداہ تو وہ تکلیف اور عارضہ جاتا رہا۔ (مدارج النبوۃ)

ابن عباس کا عمل: حضرت امام نووی شارح مسلم شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کتاب الاذکار میں اس کا مثل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نقل فرمایا کہ ان کا بھی پاؤں سویا تو یا محمداہ کہا اچھا ہوگیا اور یہ امر ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔

اہل مدینہ کا عمل: اہل مدینہ میں قدیم سے اس یا محمداہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔ علامہ شہاب خفاجی مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ نسیم الریاض شرح شفاء میں فرماتے ہیں۔ هذا مما تعاهده اهل المدينة : یہی اہل مدینہ کی عادت میں شامل ہے یعنے جب مشکل پڑی یا محمد کا نعرہ لگایا۔ یعنے ہر مشکل نام محمد سے ٹلتی ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

۱۱۔ مسجد کی حاضری پر الصلوٰۃ والسلام

عن علقمة قال اذا دخلت المسجد اقول السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته (شفاء قاضی عیاض ج)

ترجمہ: علقمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو میں کہتا ہوں سلام ہو تم پر اے نبی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکتیں۔

۱۲۔ ہر نبی کی مشکل حل ہوگئی

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفا شریف میں فرماتے ہیں:۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نکتہ۔ حضرت ابو الدرداء صحابی رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ وہ مسجد میں داخل ہوتے وقت السلام علیک یا رسول اللہ (القول البدیع صفحہ ۱۵۸)

فِیْ صَحْرَاءَ فَنَادَتْهُ ظَبْیَةٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَاحَاجَتُکِ قَالَتْ صَادَنِیْ ھٰذَا الْاَعْرَابِیُّ وَلِیْ خَشْفَانِ فِیْ ذٰلِکَ الْجَبَلِ فَاَطْلِقْنِیْ حَتّٰی اَذْھَبَ فَاُرْضِعَھُمَا وَاَرْجِعُ قَالَ اَوَ تَفْعَلِیْنَ قَالَتْ نَعَمْ فَاَطْلَقَھَا فَذَھَبَتْ وَرَجَعَتْ فَاَوْثَقَھَا فَانْتَبَہَ الْاَعْرَابِیُّ وَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لَکَ حَاجَۃٌ قَالَ تُطْلِقُ ھٰذِہٖ الظَّبْیَۃَ فَاَطْلَقَھَا فَخَرَجَتْ تَعْدُوْ فِی الصَّحْرَاءِ وَتَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

(شفاء شریف جلد اوّل ص۲۰۰)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صحراء میں تھے۔ ایک ہرنی نے ندا کی یا رسول اللہ فرمایا کیا حاجت ہے عرض کیا مجھ کو اس اعرابی نے پکڑ لیا اور اس پہاڑ میں میرے دو چھوٹے بچے ہیں۔ مجھے کھول دیجئے تاکہ میں جاکر ان کو دودھ پلا آؤں۔ فرمایا کیا ایسا کرے گی۔ عرض کی ہاں حضور نے اس کو کھول دیا وہ چلی گئی اور واپس آ گئی۔ پس آپ نے اس کو باندھ دیا۔ اعرابی جاگ پڑا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ کچھ حکم ہے۔ فرمایا اس ہرنی کو چھوڑ دے۔ پس اس نے ہرنی کو چھوڑ دیا۔ وہ جنگل میں دوڑتی ہوئی نکل گئی اور پڑھتی تھی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ

اس روایت سے ثابت ہوا کہ جنگل کے حیوان بھی مشکل وقت میں اپنی مشکل کشائی کے لئے یا رسول اللہ کہتے ہیں۔ لیکن ہمارے دور کے مسلمان کہلوانے والے اس عقیدہ کو الٹا کفر و شرک کہتے ہیں۔

۱۳ قیدیوں کا نعرہ مدد کے لئے

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیائے عظام کا عظیم الشان واقعہ بسند مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سواران دلاور ساکنان شام تھے کہ ہمیشہ راہ خدا میں جہاد کرتے فاسرھم الروم مرۃ فقال لھم الملک انی اجعل فیکم الملک وانکحکم بناتی وتدخلون فی النصرانیۃ فابوا وقالوا یا محمداہ یعنی ایک بار نصارائے روم انہیں قید کر کے لے گئے بادشاہ نے کہا میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ انہوں نے نہ مانا اور ندا کی یا محمداہ بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا تیسرے کو اللہ تعالٰی نے ایک سبب پیدا فرما کر بچا لیا وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں اُن کے پاس آئے اور فرمایا اللہ تعالٰی نے ہمیں تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے انہوں نے حال پوچھا فرمایا۔

ما کانت الا الغطسۃ التی رأیت حتی خرجنا فی الفردوس

بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اور اس کے بعد ہم جنت اعلٰی میں تھے۔

فوائد ۱۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ :۔

ھم کانوا مشھورین بذالک معروفین بالشام فی الزمن الاول

یہ حضرات زمانہ سلف میں شام میں مشہور تھے اور ان کا یہ واقعہ معروف تھا۔

پھر فرمایا شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے ازاں جملہ یہ بیت ہے

سیعطی الصادقین بفضل صدق
نجاۃ فی الحیات وفی الممات

قریب ہے کہ اللہ تعالےٰ سچے ایمان والوں کو ان کے سچ کی برکت سے حیات و موت میں نجات بخشے گا۔

۲۔ یہ واقعہ عجیب نفیس و روح پرور ہے۔ میں نے طوالت کی بجائے اختصار سے کام لیا ہے۔ تفصیل امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح الصدور میں ہے۔ یہ واقعہ فقیر نے رسالہ طرق الخیر میں بھی لکھ دیا ہے یہاں مقصود اس قدر ہے کہ مصیبت میں یارسول اللہ کہنا اگر شرک ہے تو مشرک کی شہادت و مغفرت کیسی اور جنت الفردوس میں جگہ ملنے کا کیا معنیٰ اور ان کی شادی میں فرشتوں کو بھیجنا کیوں کر اور ان ائمہ دین نے یہ روایت کیوں کر قبول کی اور ان کی شہادت و ولایت کس وجہ سے مسلم رکھی اور وہ مردانِ خدا خود بھی سلفِ صالحین میں تھے۔

۳۔ یہ واقعہ شہر طرسوس کی آبادی سے پہلے کا ہے اور طرسوس ایک ثغر ہے یعنی دارالاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ نے آباد کیا۔ کما ذکرہ الامام السیوطی فی تاریخ الخلفاء ہارون رشید کا زمانہ زمانہ تابعین و تبع تابعین کا تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے تو کم از کم تبع تابعین سے ضرور تھے۔ اس معنیٰ پر یہ واقعہ خیر القرون میں ہوا جو مخالفین کی تسکین کے لئے کافی ہے لیکن شورشِ قلبی کا علاج مشکل ہے۔

بلال کی آواز بہشت میں سنی : ندائے یا رسول اللہ کا عقدہ بھی شبِ معراج حل ہوا بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس تشریف لائے تو حضرت بلال کو بلایا اور فرمایا :

"بلال! تو وہ عمل بتا دے جو تو کرتا ہے۔ میں نے جنت میں تیرے چلنے کی آواز اپنے آگے اپنے کانوں سے سنی ہے۔"

سوال : حضور کو پتہ ہی نہیں تھا ورنہ کیوں پوچھ رہے ہیں کہ کس عمل سے یہاں پہنچے ہو۔

جواب : حضرت بلال نے کوئی ایسا عمل نہیں کیا جس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہو کیوں کہ جس عمل کا علم رسول کو نہ ہو وہ رسول بتائیں گے ہی نہیں اور جو عمل رسول نہ بتائیں تو کرنے والا جنت میں کیسے جائے گا۔

۲۔ دراصل منشا یہ تھا کہ بلال اپنے منہ سے کہے تا کہ لوگوں کو شوق پیدا ہو۔ یہ ایک نفسیاتی بات ہے۔ حضرت بلال نے کہا میرے آقا میں تو تحیۃ الوضو بھی پڑھتا ہوں اور تحیۃ المسجد بھی پڑھتا ہوں۔

استدلال : جب آپ معراج کو تشریف لے گئے تو حضرت بلال ساتھ گئے تھے ؟ نہیں گئے تھے۔ جب گئے نہیں تو وہاں تھے نہیں اور جب تھے نہیں تو چلے نہیں اور جب چلے نہیں تو آواز پیدا نہیں ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سنا کیا۔ ثابت ہوا کہ یہ ممکن ہے کہ جو بات نہ ہو وہ حضور کا کان سن لے ہو سکتا ہے ؟ جو چیز ہو ہی نہ اس کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ تو اب غور کرو کہ یہ بات کیا ہو سکتی ہے۔

اس حدیث میں شارحین کے دو قول ہیں :

دونوں حق :

۱۔ بلال زمین پر چل رہے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہاں بہشت میں ان کی آواز سن لی۔ اس سے بھی ہمارا دعویٰ روزِ روشن کی طرح ثابت ہوا کہ جو جنت میں ہو کسی یہاں کی آواز سن لے تو وہ یا رسول اللہ کی آواز کیسے نہیں سنیں گے ؟

۲۔ شارحین یہ بھی فرماتے ہیں حضور نے فرمایا کہ اے بلال! جنت میں تو میرے آگے آگے چل رہا ہے اور میں تیرے چلنے کی آواز اپنے کانوں سے سن رہا تھا۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بات تو جنت میں چلنے کی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ معراج پر گئے نہیں۔ اور جب گئے نہیں تو وہاں تھے نہیں

اور جیسے نہیں تو چلے نہیں اور جب چلے نہیں تو آواز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیسے سن لی؟ کیا ہوگیا؟ اس کا ازالہ یوں لگا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جنت میں کوئی نبی داخل نہ ہوگا جب تک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل نہ ہو جائیں۔ اور کسی نبی کی امت داخل نہ ہو جائے۔ سب سے پہلے جنت میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل ہوں گے۔ حدیث کے الفاظ ہیں:

انا اول من یقرع باب الجنۃ — سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے والا میں ہوں۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑی شان سے جنت میں جائیں گے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس شان سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جائیں گے کہ اپنی مبارک اونٹنی پر سوار ہوں گے اور اس کی مہار بلال کے ہاتھ میں ہوگی۔ اب ایمان سے کہنا کہ جس کے ہاتھ میں مہار ہو پہلے وہ آگے ہوگا کہ نہیں ہوگا۔ وہ آگے ہوگا تو اسی کی آواز کو آج سن لیا۔

سوال: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے نبی بھی نہیں جائیں گے۔ یہاں تو بلال پہلے چلے گئے؟

جواب: حضرت بلال نہیں گئے یہ تو مہار کی برکت ہے وہ مہار چھوڑ دیں پھر دیکھیں بلال کیسے جاتے ہیں؟ ثابت ہوا کہ جو آواز لاکھوں برس کے بعد پیدا ہوگی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سن لی۔ کیا خوب فرمایا امام اہلسنت شاہ احمد رضا خان صاحب قدس سرہ نے ؎

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

تحقیق اُویسی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اٹھارہ ہزار عالم یا اس سے کم و بیش سب کے سب برابر ہیں۔ یہ تبدیلیاں

ہمارے سلئے ہیں آپ کے لئے کوئی تبدیلی نہیں اور ان کے قرب و بعد ہمارے لئے ہیں آپ کے لئے کوئی قرب و بعد نہیں۔ اسی لئے اگر عالم ارواح میں تھے تو بھی برابر سنتے اور سناتے تھے (جیسے حیوۃ الحیوان صفحہ ۱۱۵ ج ۱ وغیرہ میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اعلانِ حج کیا تو عالم ارواح میں لبیک کہنے والوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے اور آپ کی آواز کو حضرت الیاس (آپ کے دادا) اپنی پشت میں سنتے تھے۔) یا عالم اجساد میں اور پھر عالم اجساد میں آپ کے لئے عالم برزخ و عالم آخرت کا کوئی فرق نہ تھا ایسے ہی عالم دنیا میں عالم بالا اور عالم بالا میں عالم دنیا دور نہ تھا وغیرہ وغیرہ۔ اگر اس تحقیق کو بکھیرا جائے تو ایک مستقل تصنیف ہوجائے گی لیکن ع۔

دانا را اشارہ کافی

کے مطابق اتنا کافی ہے۔

فیصلہ: دور سے سننا یا دور سے پکارنا شرک کا مسئلہ نجدیوں کا خانہ ساز ہے اور وہ بھی صرف انبیاء و اولیاء کے متعلق ورنہ ہزاروں اشیاء کے لئے ماننا عین اسلام سمجھتے ہیں۔ من جملہ ان کے ملائکہ کرام بھی ہیں۔ چنانچہ احادیثِ مبارکہ میں ان کی قوتِ شنوائی کی بہت سی روایات ہیں۔ من جملہ ان کے حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سورج نکلتا ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں وہ لوگوں کو یَا اَیُّھَا النَّاس کہہ کر رب تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلاتے ہیں اور نصیحت کرتے ہیں کہ مَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى تھوڑا اور کفایت کرنے والا مال بہتر ہے اس سے جو زیادہ ہو اور غافل کرلے۔ (حلیۃ الاولیا صفحہ ۲۲۶ ج ۲)

ف: غور کیجئے کہ جب اتنی دور سے یَا اَیُّھَا النَّاس کہنا شرک نہیں۔

یارسول اللہ کہنا کس طرح شرک ہوسکتا ہے ؟ پھر اگرچہ سب انسان اس پکار کو نہیں سنتے مگر انسانیت کی جان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ضرور سنتے ہیں کیوں کہ پکار ناسنانے کے لئے اور " منادی" کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے ہوتا ہے جیسا شرح جامی ص۹۶ میں مصرح ہے ۔

ملائکہ کی شنوائی : ملائکہ کرام کے متعلق اس طرح کی ان گنت روایات ہیں۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم فرشتہ کی تفصیل آگے آتی ہے ۔

" مسلم شریف میں ہے کہ نمازی کی آمین پر آسمان کے فرشتے آمین کہتے ہیں "

تو بتایئے آسمان کی سینکڑوں سال کی مسافت سے ملائکہ تو سن لیں اور ان کے پیرو مرشد بلکہ انبیاء کے امام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے شرک کا تصور رہا ہے کو سچتا ہے ۔

صدیق کا عمل : حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہوچکا ہے حضرت ابوبکر صدیق چہرہ مبارک سے چادر اٹھا کر یوں پکارتے ہیں :

اذکرنا یا محمد عند ربک اے محمد ! ہمیں اپنے پروردگار کے

ولنکن من بالک پاس یاد کرنا اور ضرور ہمارا خیال رکھنا

اعرابی نے کہا یارسول اللہ ! حضورِ انور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفن شریف کے تیسرے روز ایک اعرابی مزار مقدس پر حاضر ہوکر عرض کرتا ہے :

" یا رسول اللہ ! میں آپ کے پاس آیا ہوں تاکہ آپ میرے حق میں دعائے مغفرت فرمائیں "

قبر شریف سے آواز آئی کہ تجھے بخش دیا گیا ۔ تفصیلی واقعہ ہم نے " تاریخ محبوب مدینہ " میں لکھ دیا ہے ۔

سیدہ زینب میدانِ کربلا میں: ابنِ کثیر نے البدایہ والنہایہ ج ۸ میں لکھا کہ سیدنا امام حسین کی ہمشیرہ سیدہ بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میدانِ کربلا میں عرض کیا:

یا محمداہ یا محمداہ — یارسول اللہ! یا رسول اللہ! ہماری
صلی علیک — فریاد کو پہنچو! اللہ تعالیٰ آپ کو
اللہ — رحمت سے نوازے۔

ف: کربلا کے میدان کی داستان زبان زدِ عوام ہے اس کے سنگین حالات جس طرح گذرے یہ اہلِ بیتِ کرام کو معلوم ہوگا لیکن دکھ درد کے وقت ہر انسان گناہ سے بچتا ہے چہ جائیکہ شرک میں پھنسے لیکن جو بات بھی خانہ ساز ہو اس کا کیا اعتبار۔ کربلا کے میدان میں بی بی رضی اللہ عنہا نے وہی کیا جو ہمیں نصیب ہے "یارسول اللہ"۔ ے

فریاد جو کرے امتی حالِ زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

انتباہ: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے اہلِ بیت کے حالات سے باخبر تھے بلکہ عالمِ رؤیا میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے میدانِ کربلا میں نہ صرف آپ کو بلکہ جملہ اکابرِ اہلِ بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دیکھا لیکن چونکہ یہ امرِ الٰہی تھا اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا ضروری تھا بلکہ یہ عین رضائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ہوا اسی لئے جاہلوں کا سوال کرنا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کربلا میں اپنے کنبے کی مدد کیوں نہ کی؟ وغیرہ وغیرہ

قصیدہ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ: سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا قصیدہ مشہور ہے اور انہوں نے

تمام قصیدہ میں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے استغاثہ کیا اور اس میں وہی بیان فرمایا جیسے ہم اہلِ سنت کو نصیب ہے مثلاً

ان نلت یاریح الصبا یوماً الی ارض الحرم
بلغ سلامی روضۃ فیہا النبی المحترم

آخر میں عرض کیا :

یا رحمۃ اللعالمین ادرک لزین العابدین
محبوس ایدی الظالمین فی الموکب والمزدھم

ترجمہ : اے صبا اگر تو مدینہ پاک میں پہونچے تو میرا سلام اس ذات سے کہنا جو گنبدِ خضریٰ میں آرام فرما ہیں۔ اے رحمۃ اللعالمین ــــ زین العابدین کی خبرگیری فرمایئے وہ ظالمین کی قید میں مقید ہے۔

انتباہ : بادِ صبا کو کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کا عقیدہ تھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دور سے نہیں سنتے یہ تو ایک عربی دستور ہے جو عموماً فصاحت و بلاغت کے طور ہوا کرتا ہے جسے جاہل تو ٹھکرا سکتا ہے اہلِ علم نہیں، ہاں مخالف کو اس سے لازمی طور ماننا ہوگا کہ امام زین العابدین کا عقیدہ تھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زندہ ہیں اور امت کے حالات سنتے اور ان کے مشکلات باذن اللہ تعالیٰ حل فرماتے ہیں۔

ان تصریحات کے علاوہ بے شمار دلائل قائم کئے جا سکتے ہیں کتاب کو طوالت سے بچا کر نمونہ کے طور چند حوالہ جات عرض کر دیئے ہیں۔

تتمہ : رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم و دیگر انبیاء و اولیاء کرام کی ندا مطلق کا انکار جاہل ضدی کر سکتا ہے ورنہ قرآن مجید سے لے کر احادیث مبارکہ کی تصریحات اور اولیائے امت اور علمائے ملت کا ہر دور میں ندا پر عمل رہا۔

۱۔ قرآن مجید میں یا ایہا النبی و دیگر ندائیں بکثرت ہیں۔

۲۔ انبیاء کرام اور امام الانبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی ندائیں قرآن مجید و احادیث میں بے شمار ہیں۔

۳۔ صحابہ کرام کے معمولات اور تابعین و تبع تابعین کی ندائیں ابھی گزریں۔

۴۔ السلام علیک ایہا النبی الخ (اے نبی تم پر سلام) کا التحیات میں پڑھا جانا اجماعِ امت ہے۔

۵۔ اہلِ اسلام نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک پر "قرۃ عینی بک یارسول اللہ" (تیرے سے یا رسول اللہ میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں) پڑھنا قوی دلیل ہے اگرچہ قلبی مریض کے لئے ضعیف۔

۶۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہو کر "الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ" زمانۂ قدیم سے تا حال پڑھا جا رہا ہے۔ ہمارا مؤید ہیں کہ

هٰذا فی حیاتہٖ وکذا بعد وفاتہٖ فی جمیع مخاطباتہٖ — یہ حکم آپ کی حیاۃ ظاہرہ کے ساتھ مختص نہیں بعد وفات بھی ادب کے ساتھ پکارنا ضروری ہے
(شرح الشفاء ج ۴ ص ۲۸۹، تفسیر صاوی ج ۳ ص ۱۲۴)

کیوں کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیاۃ حقیقی کے ساتھ زندہ ہیں اور ہر امتی کی ہر بات سنتے اور اس کی مشکل آسان کرنے پر باذن اللہ تعالیٰ قدرت رکھتے ہیں اور جو لوگ اسے قبر انور کے قریب کے لئے مانتے ہیں لیکن دور سے سننے کے منکر ہیں وہ بھی جاہل ہیں کیوں کہ نبی علیہ السلام کے لئے قرب و بعد کی کوئی قید نہیں علاوہ ازیں علماء فرماتے ہیں۔

لانّ روحه علیه السلام حاضرة فی بیوت اهل الاسلام	سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں ہر وقت موجود رہتی ہے۔

(شرح شفا ص ۴۴۶ ج ۲)

لہذا جہاں سے عرض کیا جائے کوئی فرق نہیں۔

۷۔ غزوات میں صحابہ کرام وتابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنہم کا شعار ہو گیا تھا کہ مشکل وقت میں پکارتے یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) چنانچہ پہلے تفصیل عرض کی گئی ہے۔

دورِ صدیقی: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم سے جب مسیلمہ کذاب سے جنگ ہوئی تو میدانِ جنگ میں صحابہ کرام باآواز بلند بطور شعار بار بار "یا محمداہ" کہتے تھے۔ (البدایة والنہایة ص ۳۲۴ ج ۶)

دورِ فاروقی: سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں یرموک جنگ مسلمانوں کا شعار یہ تھا

یا محمد یا منصور امتك امتك	اے وہ پیغمبر! جنہیں بار بار سراہا جاتا ہے جن کے لئے مدد ہی اترتی رہتی ہیں اپنی امت کی خبر لو، اپنی امت کی مدد کرو

(فتوح الشام للواقدی ص ۱۰۱ ج ۱)

ایضاً، ایک کی جنگ میں ایک رات صحابہ کرام سخت مشکل میں مبتلا ہوئے

کان شعار المسلمین تلك اللیلة ینادون یا محمد یا محمد	اس رات ان حضرات کا شعار یہ تھا کہ "یا محمد"، "یا محمد" کہہ کر پیارے پیغمبر کو پکارتے اور نصر اللہ

یا نصر اللہ انزل — انزل کہہ اللہ تعالیٰ سے مدد کرنے کی دعائیں کرتے۔ (فتوح الشام ص۲۱۸)

یہ صرف نمونہ کے طور پر عرض کیا گیا ہے ورنہ متعدد واقعات اس کے شواہد موجود ہیں۔

یارسول اللہ پکارنا مسلمانی کی علامت:

خلاصہ یہ کہ غزوات میں یارسول اللہ پکار کر نعرہ لگانا صرف اور صرف مسلمانوں کی نشانی تھی ورنہ یہود و نصاریٰ بھی تو اللہ اکبر کے قائل تھے یارسول اللہ کا امتیاز کرتا تھا کہ یارسول اللہ اسلام کا نعرہ ہے اور صرف اللہ اکبر انگریزوں (عیسائیوں وغیرہم) اور عربی میں شعار خصوص عرب کو کہا جاتا ہے۔

چناں چہ (قاموس ص۲۸۱ صراح ص۱۸۱ لغات الحدیث ص۸۵ ش) میں ہے کہ

"شعار اس لفظ کو کہتے ہیں جو ایک فوج والے آپس میں مقرر کریں تاکہ دوست دشمن میں تمیز ہو جائے یعنی صحابہ نے مقرر کر لیا تھا کہ جو "یا محمداہ" کہے اسے مسلمان سمجھا جائے اور جو نہ کہے اسے کافر جانا جائے۔"

ف: اس سے ثابت ہوا کہ یارسول اللہ کا نعرہ صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین بالخصوص خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مقرر کردہ نعرہ ہے اس کا انکار اس وقت مخالفین اسلام کو تھا تو اب بھی جسے انکار ہے تو منکر کو اس زمرے میں شامل کریں۔

۸۔ یارسول اللہ کے وردو وظیفہ سے بہت سے خوش قسمت حضرات رسول اکرم نبی معظم شفیع مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی بلکہ بیداری میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو سے نوازے گئے اور یہ مرتبہ سوائے ولی اللہ کے اور کو نصیب نہیں ہوتا۔

۹۔ سوائے وہابیہ فرقہ کے اس کا کسی کو انکار نہیں چناں چہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جالی مبارک پر یا محمد کے لفظ یا کو نجدیوں کا مٹانا ہمارے مدعا کی بہترین دلیل ہے۔ یاد رہے جالی مبارک پر دو مقام پہ لکھا ہے "یا محمدؐ"۔ نجدیوں نے یا کے لفظ سے صرف "ی" مٹایا ہے۔ باقی الف اور دو نقطے گواہوں کی حیثیت سے تا حال موجود ہیں۔

۱۰۔ مرنے کے بعد یہ راز کھل جائے گا اور قیامت کے تمام پروگرام کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آج واضح الفاظ میں بتا دیا ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم شفیعِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں مختلف لوگ حاضر ہو کر عرض کریں گے اغثنی اغثنی یا رسول اللہ (میری مدد کیجیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) اسی لئے ایک شاعر نے بجا فرمایا:

غلام احمد مختار یوں پہچانے جائیں گے
محشر میں بھی ہوگا ان کا نعرہ یا رسول اللہ

نہ صرف ہم بلکہ انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی نعرہ ہوگا۔ چناں چہ حدیث شریف میں ہے کہ سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بروز محشر پکاریں گے یا احمد یا احمد ھذا رجل منطلق بہ الی النار۔ اے احمد اے احمد اس آدمی کو جہنم کی طرف لیجایا جارہا ہے اسے چھڑاؤ (خصائص کبریٰ للسیوطی القول البدیع ص۱۲۳)

اور خوش قسمت لوگوں کو اسی سلام پر جواب بھی نصیب ہوتا ہے۔

تقریر استدلال } ہمارا استدلال حدیث شریف سے ہے اور وہ حدیث شریف یہ ہے۔

حدیث شریف عن عبد اللہ ابن عباس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمنا التشہد

كما يعلمنا السورة من القرآن فكان يقول التحيات المباركات والصلوات والطيبات لله السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمدا عبده ورسوله۔

(رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ:۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن مجید کی صورت سکھاتے تھے۔ چنانچہ فرمائے التحیات المبارکات والصلوات الخ

سوال بعض منکرین التحیات کے کلمہ ایہا النبی کی بابت کہتے ہیں کہ یہ قصہ معراج کی نقل ہے اس لئے یہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب حاضر کرنا مراد نہیں بلکہ حکایت مراد ہے۔

جواب علماء: التحیات کو معراج کی حکایت سمجھنا مندرجہ ذیل وجوہات سے باطل ہے۔

۱۔ محکی عنہ یعنی معراج کی رات میں ایسا ہونا بسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ کذا قال فی العرف الشذی المولوی انور کشمیری:

جواب ۲: تشہد کی تعلیم کی بابت کسی حدیث میں نہیں آیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ اس وقت مجھے حاضر سمجھ کر سلام عرض نہ کرو۔

التحیات سے ندائے یارسول اللہ کا ثبوت

اس موضوع پر فقیر اویسی غفرلہٗ کی

ایک مشہور کتاب بنام رفع الحجاب عن تشہد اھل الحق واھل الغراب مطبوع ہوئی تفصیل اسی میں ہے۔ یہاں پر مختصراً عرض ہے کہ جن لوگوں نے ندائے یا رسول اللہ کو بایں معنی شرک کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر و مددگار سمجھ کر ندا کرنا ہے حالانکہ "السلام علیک ایہا النبی" پڑھنا واجب بھی ہے اور سنت بھی بصورت وجوب عمداً ترک کرنے سے نماز فاسد "السلام علیک ایہا النبی" کا معنی بھی ہے اے نبی کریم (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر سلام ہوں اور جملہ فقہاء رحمہم اللہ نے اور علمائے شرع نے بالاتفاق لکھا ہے کہ التحیات میں سلام عرض کرتے وقت تصور میں ہو کہ میں بالمشافہ حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کر رہا ہوں اور حضور میرا سلام سن رہے ہیں چنانچہ اس کی تحقیق آئندہ اوراق میں ملاحظہ فرمائیں۔

ازالۂ وہم: مخالفین کا یہ عذر لنگ ہے کہ چونکہ یہ کلمات شب معراج کہے گئے ہم حکایت کے طور پڑھتے ہیں یہ غلط ہے بلکہ اگر کھوج نکالا جائے تو صراط مستقیم میں اسماعیل دہلوی نے لکھا کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا تصور اپنی عورت کے جماع اور گھوڑے گدھا کے تصور سے بدتر ہے (معاذاللہ) مخالفین اپنے امام کے اس بدترین قول کو پختہ کرنے کے لئے التحیات کے "السلام علیک ایہا النبی" کے مضمون میں خاصہ ہاتھ پاؤں مارتے ہیں لیکن عذر گناہ بدتر از گناہ کے مصداق بنتے ہیں۔

دلیل اہلسنت: بہرحال التحیات میں ندا یارسول اللہ بھی ہے اور اس میں حاضر و ناظر کا عقیدہ بھی

۲۔ اگر یہ حکایت حکایتی ہوتا تو محدثین اور فقہاء اس خطاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں کیوں لکھتے۔ حکایت میں کوئی خصوصیت نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید

ہیں آتا ہے ۔ یا عیسیٰ ۔ یا موسیٰ ۔ یا یحییٰ ۔ یا زکریا ۔ یا آدم وغیرہ جو حکایۃً نماز میں پڑھا جاتا ہے اگر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خطاب بھی حکایۃً ہے تو پھر خصوصیت نہ رہی معلوم ہوا کہ یہ خطاب بطور انشاء ہے اسی واسطے حضور علیہ السلام کے خصائص میں سے ہے کہ نماز میں حضور علیہ السلام کے سوا کسی اور کو خطاب بطور انشاء درست نہیں چنانچہ احادیث نبویہ اور روایات صحیحہ اس دعویٰ کی تائید میں ہیں مثلاً ۔

۱ ۔ ان المصلی یخاطبہ بقولہ السلام علیک ایہا النبی والصلوٰۃ صحیحۃ ولا یخاطب غیرہ (المواہب اللدنیہ)

ترجمہ :۔ نمازی عین نماز میں جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب کرتا ہے اور حالت تشہد میں حاضر کا لفظ بولتا ہے اور اس خطاب کرنے میں نماز صحیح ہے لیکن کسی اور کو خطاب کرنا جائز نہیں ہے ۔

۲ ۔ علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ شرح المواہب اللدنیہ میں تحریر فرماتے ہیں ۔

فان قیل کیف شرع ھذا اللفظ وھو خطاب بشر مع انہ منھی عنہ فی الصلوٰۃ فالجواب ان ذالک من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔

ترجمہ :۔ پس اگر کہا جائے کہ یہ لفظ کیونکر شروع ہوا حالانکہ وہ انسان کا خطاب ہے باوجودیکہ وہ نماز میں ممنوع ہے پس جواب یہ ہے کہ یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے ہے ۔

۳ ۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں تحریر فرماتے ہیں :۔

وجواز الخطاب من خصوصیاتہ علیہ السلام ولو قال لغیرہ السلام علیک بطلت صلوتہ ....

(فتح الباری ، الخصائص الکبری ، المواہب اللدنیہ)

ترجمہ :۔ نماز میں خطاب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے اگر آنحضرت کے سوا کسی اور کو (خواہ وہ حاضر ہو یا غائب) کوئی شخص السلام علیک کہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی ۔

۴۔ حدیث تشہد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں :۔

فانه اذا قال ذالك اصاب كل عبد صالح فی السماء والارض (رواه البخاری و مسلم)

(باب مشکوٰۃ التشہد صہ۸۵)

ترجمہ :۔ جب بندہ السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین کہتا ہے تو یہ ہر بندہ جو زمین و آسمان میں ہے سب کو پہنچتا ہے ۔

ف : رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس جملہ نے حکایت کے خیال کو باطل کر دیا کیونکہ اگر تشہد میں انشاء نہ ہوتا تو زمین و آسمان کے صالحین بندوں پر سلام کیسے پہنچتا ۔ سلام تو مقصود ہی نہیں تھا وہ تو حکایت تھی پھر پہنچایا کیا ۔

۵۔ علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

ان فی الصلوٰۃ حقا للعباد مع حق اللہ وان من ترکہا اخل بحق جمیع المؤمنین من مضی ومن یجیٔ الی یوم القیامۃ لوجوب قولہ فیہا السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین (فتح الباری شرح صحیح بخاری)

ترجمہ : نماز میں بندوں کا بھی حق ہے پھر جس نے اس کو ترک کیا اس نے اپنا، اقربار، اور تمام گذشتہ اور آئندہ مومنوں کا جو قیامت تک آنیوالے ہیں سب کا حق تلف کیا ۔ کیونکہ نمازی پر کہنا واجب ہے کہ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلام ہو ۔

۶- وقال قفال ترکه الصلوٰۃ یضر لجمیع المسلمین لان للمصلی ان یقول اللّٰھم اغفرلی والمؤمنین والمؤمنات ولا بدان یقول فی التشہد السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین فیکون مقصرًا بخدمۃ اللّٰہ وفی حق کافۃ المسلمین ولذالک عظمت المعصیۃ بترکھا۔

ترجمہ:- قفال نے کہا ہے کہ نماز کا چھوڑ دینا اپنے اور تمام مسلمانوں کیلئے نقصان رساں ہے کیونکہ یہ کہنا نمازی پر لازم ہے کہ الٰہی! بخش مجھ کو اور مؤمن مردوں اور عورتوں کو اور واجب ہے کہ تشہد میں کہے سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالےٰ کے نیک بندوں پر پس نماز کا تارک اللہ تعالیٰ کی خدمت اور اس کے رسول کے حق اور اپنے آپ کے حق اور تمام مسلمانوں کے حق میں کوتاہی کرنے والا ہوگا اور نماز کے ترک کرنے سے معصیت بڑھ جاتی ہے۔ (فتح الباری)

۷- انما ذکرنا بعض معانی التشہد لما ان المصلی یقصد بھذہ الالفاظ الیھا مرادۃ لہ علی وجہ الانشاء منہ کما صرح بہ فی المجتبیٰ بقولہ ولا بد من ان یقصد بالفاظ التشہد معناھا التی وضعت لھا من عندہ کانہ یحی اللّٰہ ویسلم علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وعلی نفسہ واولیائہ وعلی ھذا فالضمیر فی قولہ السلام علینا عائد الی الحاضرین والامام والمقتدی والملائکۃ کما نقلہ فی الغایۃ عن القرون واستحسنہ وبھذا یضعف ما ذکرہ فی السراج الوھاج ان قولہ السلام

عليك ايها النبی حكاية سلام الله عليه لا ابتداء سلام من المصلی عليه (بحرالرائق ج ۱ ص ۳۲۵)

ترجمہ:- ہم تشہد کے بعض معنے ذکر کر چکے ہیں اس لئے کہ نمازی ان الفاظ سے ان کے مرادی معنے بطور انشاء مقصود رکھتا ہے جیسے کہ مجتبیٰ میں اس قول کے ساتھ تصریح کی ہے کہ یہ نہایت ضروری ہے کہ تشہد کے الفاظ سے وہ معنی جن کے لئے وہ موضوع ہیں۔ اپنی طرف سے مراد رکھے گویا کہ وہ اللہ کو تحیہ کرتا ہے اور اپنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا ہے اور اپنے آپ پر اور اس کے اولیاء وغیرہ پر پس اس بناء پر اس کے قول السلام علینا کی ضمیر جمع متکلم حاضرین اور امام اور مقتدی اور ملائکہ کی طرف فائد ہے جیسا کہ غایت میں نقل کیا گیا ہے اور اس نے اس کو مستحسن قرار دیا ہے اور اس بیان کی رو سے سراج الوہاج کا یہ قول ضعیف ٹھہرتا ہے کہ نمازی کا السلام علیك ایها النبی کہنا کہ اللہ تعالے کی سلام آپ پر بھیجنے کی حکایت ہے کہ نہ ابتداءً نمازی کی طرف سے آپ پر سلام ہے۔

۷۔ ای لا يقصد الاخبار والحكاية عما فی المعراج منه صلی الله عليه وسلم ومن ربه سبحانه ومن الملائكة عليهم السلام (ردالمختار)

ترجمہ:- یعنی معراج میں جو واقعہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پروردگار سبحانہ وتعالےٰ میں اور ملائکہ علیہم السلام میں تھا وہ مراد نہ رکھے۔

۸۔ لا بد ان يقصد بالفاظ التشهد معانيها التی وضعت لها من عنده كانه يحی الله تعالیٰ ويسلم علی النبی صلی الله عليه وسلم وعلیٰ نفسه وعلیٰ اولياء الله

تعالیٰ (فتاویٰ عالمگیری)

ترجمہ: نہایت ضروری ہے کہ تشہد کے الفاظ سے وہ معنے اپنی طرف سے مراد رکھے جن کے لئے وہ الفاظ موضوع ہوئے ہیں گویا کہ وہ اللہ تعالےٰ کو تحیہ پیش کر رہا ہے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اور اپنے آپ پر اور اللہ تعالےٰ کے ولیوں پر سلام بھیج رہا ہے۔

۹۔ امام غزالی رحمتہ اللہ تعالےٰ احیاء العلوم نماز کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں:۔

واحضر فی قلبك النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصه الکریم وقل السلام علیك ایها النبی ورحمته اللہ وبرکاته والتصدیق لك فی انه یبلغه ویرد علیك ماھو اوفی منه

ترجمہ: اور حاضر کر اپنے دل میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے وجود گرامی کو اور عرض کر کہ سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں اور تجھ کو سچا یقین ہو جانا چاہیئے کہ یہ سلام حضرت کو پہنچتا ہے اور حضرت اس کا جواب تجھے اپنی شانِ کرم کے لائق عطا فرماتے ہیں۔

۱۰۔ امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ المیزان باب صفت نماز میں تحریر فرماتے ہیں:۔

سمعت سیدی علی الخواص رحمة اللہ علیه یقول انما امر الشارع المصلی الصلوٰة والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی التشهد لینبه الغافلین فی جلوسهم بین یدی اللہ عزوجل ان نبیهم فی تلك الحضرة فانه لا یفارق حضرة اللہ تعالیٰ ابدا۔

فیخاطبون بالسلام مشافهۃ۔

ترجمہ:- میں نے اپنے سردار علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا کہ شارع علیہ السلام نے نمازی کو تشہد میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام و درود عرض کرنے کا اس واسطے حکم کیا ہے تاکہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں انہیں آگاہ کر دے کہ جس پروردگار کے روبرو تم بیٹھے ہو اس دربار میں تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہیں کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم لفظ سلام کے ساتھ روبرو خطاب کرتے ہیں۔

فائدہ: کیا ہی اچھی توجیہ فرمائی کہ نماز کے وقت جس دربار میں نمازی بیٹھا ہوتا ہے وہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی موجود ہوتے ہیں کیونکہ آپ اللہ تعالےٰ کے دربار سے کبھی بھی جدا نہیں ہوتے اب تو تمام جھگڑے ہی مٹ گئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کی حضوری سے کبھی بھی علیحدہ نہیں ہوتے پس جب اللہ تعالےٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

۱۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں التحیات کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

نیز آنحضرت ہمیشہ نصب العین مومناں وقرۃ العین عابدان است وجمیع احوال واوقات خصوصاً درحالت عبادت کہ نورلیت و انکشاف دریں محل بیشترے دقوی است وبعضے از عرفا قدس سرہم گفتہ اند ایں خطاب سریان حقیقت محمدیہ است علیہ الصلوٰۃ والسلام در ذرات موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذات مصلیان

موجود و حاضر است پس مصلی باید کہ ازیں معنے آگاہ باشد وازیں شہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد آرے ؎

در راہِ عشق مرحلۂ قرب و بُعد نیست

می بنیمت عیاں و دعا میفرستمت

(اشعۃ اللمعات جلد اوّل صہ ۳۱۲)

ترجمہ:۔ نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ ایمانداروں اور عبادت کرنے والوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں اور تمام احوال اور اوقات میں خصوصاً عبادت کی حالت میں کہ اس وقت نورانیت وانکشاف زیادہ اور قوی تر ہوتا ہے اور بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ ایہا النبی کا خطاب اس جہت سے ہے کہ حقیقت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم موجودات کے ذرّوں اور ممکنات کے افراد میں سرایت کیے ہوئے ہے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں پس نمازی کو چاہیئے کہ اس سے باخبر رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو۔ تاکہ قرب کے انوار اور معرفت کے اسرار سے منور اور فائز ہو۔ بے شک ؎

عشق کی راہ میں قرب و بعد کی مسافت نہیں

تجھ کو سامنے دیکھتا ہوں اور دعا بھیجتا ہوں

جوابِ ۲ : رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صحابہ کرام اپنے اپنے گاؤں شہروں اور گھروں میں نمازیں پڑھتے تھے اور سب کے سب التحیات میں بصیغۂ خطاب السلام علیک ایہا النبی ہی پڑھتے تھے حالانکہ سب کے ہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بظاہر موجود نہیں ہوتے تھے اور یہ خطاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود سکھلایا لیکن کسی صحابی نے آپ کے سامنے یہ امر پیش نہیں کیا کہ یارسول اللہ! جب ہم آپ کے ساتھ

جماعت میں شامل ہوتے ہیں توآپ ہمارے سامنے ہوتے ہیں مگر جب ہم سنتیں اور نوافل گھروں میں پڑھتے ہیں یا سفر میں کسی اور شہر یا گاؤں میں نماز پڑھتے ہیں تو اس وقت آپ ہمارے سامنے موجود نہیں ہوتے پھر ہم آپ کو بصیغہ خطاب السلام علیک ایہا النبی کس طرح پڑھیں کیونکہ ان کو یقین تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہمارا سلام پہنچتا ہے قرب و بعد کا شک ان کے اعتقاد میں نہ تھا اسی لئے آپ کے وصال کے بعد صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین غرضیکہ تمام اُمت میں یہ خطاب جاری رہا اور اب تک ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک جاری رہے گا۔

چنانچہ فتح القدیر میں ہے کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے علقمہ کو اسی صیغے کے ساتھ التحیات سکھلایا اور ان سے امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو بصیغۂ خطاب پہنچا۔

تشہد میں صیغۂ خطاب کو غائب میں بدلنے کا اختلاف:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ السلام علیک ایہا النبی کے بجائے السلام علی النبی پڑھنا چاہیے کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک صحابی نے یہی فرمایا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ روایت موجود ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے السلام علیک ایہا النبیؐ کے السلام علی النبی پڑھنے کی رائے دی اس روایت پر مخالفین اہلِ سنت نے بڑا زور لگایا ہے لیکن اہلِ تحقیق نے اس حدیث کے بارے میں چند جواب لکھے ہیں۔ فقیر کے رسالہ "رفع الحجاب عن تعہد اہل الحق، اہل الغراب" میں دیکھیے چند ایک جوابات یہاں بھی پڑھیئے۔

جواب اول: یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ذاتی اجتہاد ہے اور اس پر دیگر صحابہ کرام کا اجماع اور اتفاق ثابت نہیں ہوا۔ ہاں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے

اس اجتہاد سے اتنا تو پتہ چل گیا کہ السلام علیک ایھا النبی حکایتہ نہیں پڑھا جاتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس میں نمازی کی طرف سے خطاب کیا جاتا ہے کیوں کہ اگر ان الفاظ کا حکایتہً پڑھنا صحیح ہوتا تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ کے صیغۂ غائب میں بدلنے کی صورت ہی نہ پڑتی معلوم ہوتا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو وصال فرما گئے اور آپ بظاہر ہمارے سامنے موجود نہیں رہے۔ اس لیئے انہوں نے ان الفاظ کو اپنی ذاتی رائے سے بدل دیا۔ مگر ان کے اس اجتہاد پر باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق نہیں کیا اس لئے یہ قابل حجت نہیں۔

جواب دوم :- جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں موجود نہیں رہتے تھے بلکہ دور دراز مقامات میں سکونت رکھتے تھے تو اس صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بظاہر ان کے سامنے حاضر اور موجود نہیں ہوتے تھے مگر پھر بھی التحیات میں السلام علیک ایھا النبی ہی پڑھا کرتے تھے اگر ایسے لوگوں کیلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی موجودگی میں صیغہ مخاطب کی بجائے صیغہ غائب یعنی السلام علی النبی کی تعلیم کی ہوتی تو البتہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ماننا پڑتا پس جو امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی موجودگی اور زندگی میں شرک نہیں ہے آپ کے وصال کے بعد کسطرح شرک ہوگا۔

جواب سوم یہ اس وقت ہے جب ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح ہو حالانکہ مذکورہ روایت اس قابل نہیں کہ اس پر عمل کیا جائے بلکہ اس کے برعکس یوں ثابت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کو اسی صیغہ کے ساتھ التحیات سکھلائی جیسے آج کل مروی ہے پھر حضرت علقمہ سے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ تک بدین صیغہ التحیات کے الفاظ پہنچے (کذا فی فتح القدیر)

یہ تبدیلی ابن مسعود سے نہیں بلکہ راوی کا اپنا اجتہاد ہے

جواب چہارم جسے کسی نے بھی قبول نہیں کیا یہاں تک کہ ہم سب "السلام علیک ایہا النبی الخ" پڑھتے ہیں ورنہ السلام علی النبی الخ پڑھا جاتا ۔ ثابت ہوا کہ السلام علیک و ایہا النبی پڑھنا "یا رسول اللہ" کہنا عین اسلام ہے جو شرک کہتا ہے وہ خود گمراہ ہے۔

لطیفہ: جب اہل سنت نے یا رسول اللہ کی کثرت کی تو مخالفین نے کہنا شروع کیا کہ ہم نے یا رسول اللہ نہیں کہنا ۔ کسی نے انہیں کہا کہ ادھر تو پہلے خود کہتے ہو یا رسول اللہ پھر کہتے ہو یا رسول اللہ نہیں کہنا یہ اعتراض تمہارے اٹھنے کا نہیں اس سے معلوم ہوا کہ منکر نے سو بار یا رسول اللہ کہنے سے انکار کیا لیکن قدرت نے اسے کہلوا کے چھوڑا ۔ دیگر اوقات میں نہ سہی تو نمازوں میں لازماً ۔

نکتہ : عوام فرائض نمازوں کی ادائیگی سے محروم ہیں یہ ان کی بدقسمتی ہے لیکن یہی کہا جائے گا کہ وہ مجرم ہیں انہیں گستاخ و بے ادب کوئی نہ کہے گا ۔ اس کے باوجود وہ اپنے رسول علیہ السلام کو دکھ درد کے وقت کہتے ہیں یا رسول اللہ لیکن مخالفین انہیں مشرک و کافر گردانتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے انکو بھی یا نبی یا نبی کہلوا دیا اور وہ ایک بار نہیں بلکہ بار بار وہ اس طرح کہ ان کو نماز کا عاشق بنا دیا اور فرائض کے علاوہ نوافل بھی بکثرت پڑھنے لگے تاکہ بہشت اور حوروں کے مزے اڑائیں ۔ اس طرح سے وہ اپنی ہر نماز میں التحیات میں پڑھیں "السلام علیک ایہا النبی" جس کا دوسرا مفہوم وہی ہے جو اہل سنت کا منشور ہے ۔ ع

بیٹھتے اٹھتے یا رسول اللہ کہا پھر تجھ کو کیا

باب دوم

اب ہم اقوال و فتاوی علماء کرام سے اس مسئلہ کی تشریح کرتے ہیں:۔

امام رملی امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فتاوی میں ہے کہ

سئل عما يقع من العامة من قولهم عند الشدائد
یا شیخ یا فلان ونحو ذالك من الاستغاثة بالانبياء
والمرسلين والصالحين وهل المشائخ اغاثوا موتهم ام
لا فاجاب بمانصه ان الاستغاثة بالانبياء والمرسلين
والاولياء والعلماء الصالحين جائزة وللانبياء و
الرسل والاولياء والصالحين اغاثة بعد موتهم

استفتاء

ترجمہ:۔ یعنی ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء والمرسلین اور اولیاء صالحین سے فریاد کرتے ہیں مثلاً یا رسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی ان جیسے کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہ اور بعد انتقال اولیاء مدد فرماتے ہیں یا نہ

الجواب

انہوں نے فرمایا کہ بے شک انبیاء والمرسلین اور اولیاء اور نیک علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی مدد فرماتے ہیں۔

عمر مکی | سیدی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔

وسئلت عمن یقول فی حال الشدائد یا رسول اللہ او یا علی او یا شیخ عبدالقادر مثلاً ھو جائز شرعاً ام لا اجبت نعم الاستغاثۃ بالاولیاء وندائھم والتوسل بھم امر وشئی مرغوب لا ینکرہ الا مکابر او معاند وقد حرم برکۃ الاولیاء الکرام

استفتاء

ترجمہ: مجھ سے سوال ہوا کہ اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت پکارتا ہے۔ یا رسول اللہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر۔ مثلاً کیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

عُمر مکیؓ

الجواب

میں نے کہا ہاں اولیاء سے مدد مانگنی جائز ہے اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسل کرنا شرع میں جائز و پسندیدہ امر ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا عنادی اور یقین کرو کہ ایسا آدمی اللہ والوں کی برکت سے محروم ہے۔

محدث دہلوی

محدث دہلوی | سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار میں شیخ بہاء الحق والدین محمد بن ابراہیم عطاء اللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں رسالہ قشطاریہ سے یوں نقل کرتے ہیں۔

"ذکر کشف ارواح یا احمد یا محمد بر دو طریق است یک طریق آن است کہ یا احمد را در راست بگوید و یا محمد را در چپ بگوید و در دل ضرب کند یا رسول اللہ طریق دوم آن است کہ یا احمد را راست بگوید و یا محمد در چپ و در دل وہم کند یا مصطفےٰ دیگر ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین

یا فاطمہ۔ شخص طرفی ذکر کند کشف جمیع ارواح شود و دیگر اسماء ملائکہ مقرب ہمیں تا خیز دارد نہ یعنی یا جبرائیل یا اسرافیل یا عزرائیل یا میکائیل چہار ضربی دیگر اسم شیخ یعنی یا شیخ یا شیخ ہزار بار بگوید کہ حرف ندا را از دل بکشد طرف راست ہر دو لفظ شیخ را در دل ضرب کند۔"

ترجمہ:۔ یا احمد یا محمد کے ارواح کے کشف کا ذکر دو طریقہ پہ ہے ایک تو یہ ہے کہ یا احمد کو دائیں طرف کہے اور یا محمد کو بائیں طرف اور دل میں یا رسول اللہ کی ضرب لگائے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد کو دائیں طرف کہے اور یا محمد کو بائیں طرف اور دل میں یا مصطفٰی کا خیال رکھے۔ دوسرا ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ کو چھ طرف ذکر کرے تو تمام ارواح کا کشف ہو جائے اور دوسرا ذکر تقرب فرشتوں کے نام مبارک بھی یہی تاثیر رکھتے ہیں یعنی یا جبرائیل یا اسرافیل یا عزرائیل یا میکائیل چاروں طرف ضرب لگائے دوسرا ذکر اسم شیخ یعنی کہے یا شیخ یا شیخ ہزار بار اس طرح کہے کہ حرف نداء کو دل سے دائیں طرف کھینچے۔ شیخ کے دونوں لفظوں پہ دل میں ضرب لگائے۔

فائدہ: ان اوراد میں تو ندائے غیبیہ کی کھلم کھلا اجازت پائی جاتی ہے۔ کیا ایسے جید عالم وصوفی بزرگ اپنے مریدوں کو شرک کی تعلیم دیتے تھے۔ نہیں۔ اگر یہ شرک ہوتا تو یہ بزرگ کبھی بھی ایسے اوراد پڑھنے کی اجازت نہ بخشتے۔

۴۔ یہی محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ اشعۃ اللمعات میں تحریر فرماتے ہیں۔ ایک روز میں صفا ومروہ کے درمیان بازار میں سے گذر رہا تھا میں نے ایک سبزی فروش کو دیکھا کہ سبزی پر پانی چھڑک رہا ہے اور یوں کہہ رہا ہے۔

یا برکۃ النبی تعالی و انزلی ثم لا ترتحلی

ترجمہ: اے نبی علیہ السلام کی برکت ادھر میرے مکان پہ اتر اور واپس نہ جا

"اے نبی علیہ السلام کی برکت آ اور میرے مکان میں اتر بچھر کو پچ نکر"

مختصر تعارف

شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ

موصوف ۹۵۸ھ ۱۵۵۱ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ سرزمین حجاز میں شیخ کا قیام کم وبیش تیس برس رہا اور زیادہ تر وقت شیخ عبدالوہاب متقی کی خدمت میں گذارا۔

مولوی اشرف علی تھانوی نے الافاضات الیومیہ ص ۶ ج ۷ میں شاہ صاحب قدس سرہٗ کا تعارف یوں لکھا کہ

"بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گذرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روزمرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انھیں میں سے ایک حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اسی دولت سے مشرف تھے اور صاحب حضوری تھے۔"

(فوائد جامعہ شرح عجالہ نافعہ ص ۲۲)

ناظرین: مخالفین کے سرگروہ کی شہادت کے بعد ولیٔ کامل حضرت سید غوث علیشاہ تلمیذ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہما کی شہادت بھی لیجیے۔ آپ تذکرہ غوثیہ ص ۲۲۴ ۲۲۵ میں فرماتے ہیں کہ

"ایک روز ارشاد ہوا کہ جب حضرت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں حدیث ختم کر چکے تو حضرت سرور کائنات نے خواب میں ارشاد کیا کہ تم ہندوستان میں جا کر علم حدیث کو شائع

کردتاکہ لوگ فیضیاب ہوں لیکن خاکسارانِ ہند سے بھی ملتے رہنا۔ آپ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ بغیر حضوری آستانہ مبارک میری زندگی کس طرح کٹے گی۔ حکم ہوا کہ تم رات کے وقت مراقب ہوکر بیٹھا کرو ہمارے پاس پہنچ جایا کروگے۔ جب بیدار ہوئے تو بہ تعمیل حکم ہندوستان کی راہ لی۔ جس وقت سورت یا بمبئی سے ہندوستان کو روانہ ہوئے جابجا فقراء سے ملنا شروع کیا۔ ایک جگہ پہنچے تو لوگوں سے پوچھا کہ میاں کوئی فقیر ہے کسی نے نشان دیا کہ فلاں محلہ میں ہے۔ فجر کے وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دیکھتے ہی فقیر بولا کہ مولوی عبدالحق صاحب آپ کا بڑا انتظار تھا۔ آپ چپ بیٹھ گئے۔ بعد مزاج پرسی فقیر نے جام صراحی نکال کر ایک ساغر نوش کیا۔ دوسرا جام لبریز کرکے مولوی صاحب کو دیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ میں تمہارے فعل پر معترض نہیں لیکن ہمارے واسطے حرام ہے تین بار انکار کیا اس نے کہا کہ پی لے ورنہ پچھتائیگا۔ جب رات کو مراقب ہوئے تو دیکھا کہ جہاں خیمۂ دربار رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وسلم ایستادہ ہے اس سے سو قدم آگے وہ فقیر لٹھ لئے کھڑا ہے۔ ہر چند مولوی صاحب نے آگے جانے کا قصد کیا لیکن فقیر نے جانے نہ دیا۔ ناچار واپس آئے۔ صبح کے وقت پھر اس فقیر کے پاس پہنچے۔ اس نے پھر جام پیش کیا آپ نے نہ لیا کہ میرے واسطے حرام ہے۔ تیرے حکم سے خدا اور رسول کا حکم افضل ہے فقیر نے کہا۔ پی لو ورنہ پشیمانی اٹھاؤگے۔ رات کو پھر وہی معاملہ پیش آیا۔ آپ نے انکار کیا۔ چوتھی شب جو مراقب ہوئے تو فقیر کو سدراہ پایا اور لٹھ لے کے ان کی طرف دوڑا کہ خبردار جو اس طرف قدم اٹھایا

اس وقت اضطراب میں آپ کی زبان سے نکلا یا رسول اللہ الغیاث
اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ
عبدالحق چار شب سے حاضر نہیں ہوا۔ دیکھو تو باہر کون پکارتا ہے بلاؤ
انہوں نے دونوں صاحبوں کو حاضر کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ عبدالحق
چار رات سے تو کہاں تھا۔ انہوں نے سارا قصہ بیان کیا۔ حضرت
نے اس فقیر کی نسبت کہا اُخْرُجْ یَا کَلْبُ صبح کے وقت پھر شاہ صاحب
فقیر کے پاس پہنچے۔ اس کا حجرہ بند پایا۔ دو چار مرید بیٹھے ہوئے تھے
پوچھا کیا سبب ہے کہ پیر دن چڑھا اور دروازہ نہیں کھولا دیکھو تو ہیں بھی
یا نہیں۔ دروازہ کھولا تو پیر ندارد۔ حیران ہوئے۔ شاہ عبدالحق نے فرمایا
کہ کوئی جانور یہاں سے نکلا ہے یا نہیں۔ وہ بولے کہ ایک کالا کتا تو ہم
نے یہاں سے جاتا ہوا دیکھا تھا۔ فرمایا کہ بس وہی تمہارا پیر تھا۔ کیونکہ
رات یہ معاملہ پیش آیا۔ اب چاہے تم بیعت رکھو یا فسخ کرد۔ تمہارا پیر
کتا ہو گیا۔"

غرض اس قصہ سے یہ ہے کہ فقیر کو کسی امر میں ضد لازم نہیں کہ ضد میں خود نمائی
ہے خود نمائی خلاف فقر۔ پس فقیر اس مقام میں ضرور خطا کھاتا ہے۔

فوائد: ۱۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ کی قدر و منزلت کا کیا کہنا کہ جنہیں ہمارے خطۂ ہندو پاک میں ہماری رہبری و ہدایت کے لئے بھیجا افسوس ہے کہ آج ان کے شاگرد کہلوا کر بھی ان کے دلائل نہیں مانتے۔

۲۔ فقراء کی زیارت اور ان کی صحبت سرکار مدینہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلوب ہے۔

۳۔ شریعت پر استقامت کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو باوجودیکہ صاحب کرامت فقیر نے دھمکیاں بھی دیں لیکن شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈٹے رہے۔

۴۔ "یارسول اللہ الغیاث" پکارنا ہمارے اسلاف کا طریقہ ہے جو اس سے منہ موڑے
(من شذّ شذّ فی النار : جو علیحدہ ہوا وہ جہنم میں گیا۔
۵۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فریاد سنکر مشکل کشائی فرماتے ہیں ۔
۶۔ شریعت کے مخالف کا انجام بد ہے خواہ وہ صاحب کرامت بھی ہو جیسے حکایت مذکورہ میں ناظرین نے پڑھا۔

افسوس کہ آج کل بدعمل پیروں کا دور دورہ ہے اور ہم فقیر کچھ کہتے ہیں تو ہمیں الٹا سزا سنائی جاتی ہے۔

شاہ صاحب موصوف کے اشعار

آں نور کہ مشرق جیلاں تابید
پس عالم آدم ہمہ روشن گردید
زو مشرق مغرب شدہ روشن آخر
از او پچ ملتان ہمہ گشت پدید

ملتان چہ عجیبت کہ دل پذیر افتادہ است
چوں منزل پیر دستگیر افتادہ است
دہلی است اگرچہ مکہ خورد و لے
ملتان چوں مدینہ صغیر افتادہ است

احمد خوئے کہ عالم بندہ اوست
یوسف روئے کہ مہ شرمندہ اوست
عیسیٰ نفسی کہ جان دل زندہ اوست
موسیٰ لقائی کہ دوست خواہندہ اوست

اے باد گذر کن بدیارِ ملتان زین راہ نشین خاکسار ملتان
این تحفۂ جان ببر بہ یارِ ملتان یک جان چہ ہزار جان نثار ملتان

اے دیدہ بیا لقائے آن منظور ببین
آن جبۂ آن جمال آن نور ببین
در وادیٔ ایمن محبت بگذر!!
ہم درخت وہم موسیٰ ہم طور ببین

باہو یا رب تا قیامت دولت جیلا نیان
کم مباد از قدرت حق صولت جیلا نیان

تبصرہ اویسی فقیر اویسی غفرلہ نے یہ اشعار تبرکاً لکھے ہیں تاکہ ناظرین اندازہ لگائیں کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور مشائخ طریقت کے نہ صرف ہم نیاز مند ہیں بلکہ ہمارے اسلاف کا بھی یہی عقیدہ تھا فللہ الحمد علیٰ ذالک۔

۱۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالےٰ الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں اوراد فتحیہ کے پڑھنے کے لئے یہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"فریضۂ نماز بامداد گذارد وچون سلام دہد باوراد فتحیہ خواندن مشغول شود کہ از برکات انفاس چہار صد ولی کامل شدہ است"

ترجمہ جب صبح کی نماز پڑھے اور سلام پھیرے تو اوراد فتحیہ کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے جو چار سو اولیاء اللہ کے انفاس پاک سے تکمیل کو پہنچا ہے۔

اور اوراد فتحیہ میں سترہ بار ندائے غیبیہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب حاضر کیا گیا ہے چنانچہ وہ کلمات یہ ہیں:-

۱- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ
۲- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا حبیب اللہ
۳- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا خلیل اللہ
۴- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا نبی اللہ
۵- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا صفی اللہ
۶- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا خیر خلق اللہ
۷- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا من اختارہ اللہ
۸- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا من ارسلہ اللہ
۹- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا من زینہ اللہ
۱۰- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا من شرفہ اللہ
۱۱- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا من کرمہ اللہ
۱۲- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا من عظمہ اللہ
۱۳- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا سید المرسلین
۱۴- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا امام المتقین
۱۵- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا خاتم النبیین
۱۶- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا شفیع المذنبین
۱۷- الصلوٰۃ والسّلام علیک یا رسول رب العالمین

فائدہ: ذرا شاہ صاحب کے اس ارشاد پر جو آپ نے اوراد فتحیہ کے متعلق فرمایا ہے غور و خوض کریں کہ اس کو چار سو اولیاء اللہ کی زبانوں نے کمل کیا ہے منکرین

کے اعتقاد کے مطابق تو چاہیئے تھا کہ ایک ولی اللہ بھی اس اوراد کو نظر پسندیدگی نہ دیکھتا چہ جائیکہ اس کی تکمیل میں مدد دیتا ہے جس میں ندائے غیبیہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب حاضر کیا گیا ہے کیا شاہ صاحب جیسے محدث بھی شرک کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے اور وہ لوگوں کو کفر وشرک کی تعلیم دیتے رہے؟ کیا ایسے جید بزرگ کو بھی معاذ اللہ مشرک گردانا جائیگا۔

شاہ ولی اللہ نمبر۲

یہی شاہ صاحب قصیدہ ہمزیہ میں لکھتے ہیں :۔

ینادی ضارعاً بخضوع قلب وذل وابتهال والتجاء
رسول الله يا خير البرايا نوالك ابتغي يوم القضاء

ترجمہ: جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو ندا اور عرض حاجت کرے تو تضرع وخضوع وخضوع قلب وتذلل والحاح وزاری سب کچھ بجالائے ۔

شاہ ولی اللہ نمبر۳

یہی شاہ صاحب اپنے قصیدہ ہمزیہ کی شرح میں لکھتے ہیں :۔

" آخر حالتے مادح آنحضرت را صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم وقتیکہ احساس کند نارسائی خود را از حقیقت ثنا آن ست کہ ندا کند زار وخوار شدہ بشکستگی دل واظہار بے قدری خود باخلاص در مناجات وپناہ گرفتن بایں طریق اے رسول خدا اے بہترین مخلوقات عطائے ترا مے خواہم روز فیصل کردن او سیمیں ہے وقتیکہ فرود آید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا او سیمیں ہے بسوئے تست رو آوردن من وبہ تست پناہ گرفتن من ودر تست امید داشتن من "

شاہ ولی اللہ نمبر۴

شاہ ولی اللہ کتاب الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں تصریح کرتے ہیں۔ انہوں

نے جواہر خمسہ شیخ محمد غوث گوالیاری علیہ رحمۃ الباری کی سندیں اور اس کے اعمال کی اجازتیں اپنے استاذ علم حدیث مولانا ابوطاہر مدنی و شیخ محمد سعید لاہوری مرحومین سے حاصل کیں چنانچہ فرمایا:

"ایں فقیر خرقہ از دست شیخ ابوطاہر کردی پوشیدہ و ایشان بعمل انچہ در جواہر خمسہ است اجازت دادند عن ابیہ الشیخ ابراھیم الکردی عن الشیخ احمد القشاشی عن الشیخ احمد الشناوی عن السید صبغۃ اللہ عن الشیخ وجیہ الدین علوی الگجراتی عن الشیخ محمد غوث الگوالیاری و ایضا لبسھا الشیخ ابو طاھر عن الشیخ احمد النخلی بسندہٖ الی آخرہ و ایضا فقیر در سفر حج چون بہ لاہور رسید و دست بوس شیخ محمد سعید لاہوری دریافت ایشان اجازت دعائے سیفی دادند بل اجازت جمیع اعمال جواہر خمسہ و سند خود بیان کردند و ایشان دریں زمانہ یکے از اعیان مشائخ طریقہ احسنیہ و شطاریہ بودند و چون کسے اجازت میداوند اورا در دعوت رجعت نمیشد رحمہ اللہ تعالٰی قال الشیخ المعمر الثقۃ حاجی محمد سعید لاھوری اخذت الطریقۃ الشطاریۃ واعمال الجواھر الخمسۃ من السیفی وغیرہ عن الشیخ محمد اشرف لاھوری عن الشیخ عبد الملک بایزید الثانی عن الشیخ وجیہ الدین الگجراتی عن الشیخ محمد غوث الگوالیاری

انتباہ منکرین ذرا مہربانی فرما کر جواہر خمسہ پر نظر ڈال لیں اور اس کے اعمال کا ثبوت قرون ثلثہ سے مہیا کریں بلکہ اپنے مذہب پیران اعمال کو بدعت و شرک ہی سے بچالیں

جن کے لئے شاہ ولی اللہ جیسے بزرگ محدثانہ سند لیتے اور اپنے مشائخ حدیث و طریقت سے اجازت کرتے ہیں۔ زیادہ نہ سہی یہی دعائے سیفی جس کی نسبت شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے میں نے اپنے شیخ سے اخذ کی اور اجازت لی اس کی ترکیب ملاحظہ ہو کیا لکھا ہے۔

"نادعلی ہفت بار یا سہ بار یا یک بار بخواند و آن این است

نادعلیاً مظہرالعجائب — تجدہ عونا لک فی النوائب

کل ہم وغم سینجلی بولایتک — یا علی یا علی یا علی

نادعلی کے فوائد

ہم ذیل میں اس وظیفہ کے چند فوائد عرض کرتے ہیں تاکہ اہل عقیدہ اسے عمل میں لائیں اور اپنے عقیدہ کی پختگی کا سامان جمع کریں۔

نادعلی کے پندرہ فوائد از امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَادِ عَلِیًّا مَظْھَرِ الْعَجَائِبِ — تَجِدْہُ عَوْنًا لَّکَ فِی النَّوَائِبِ

کُلُّ ھَمٍّ وَّغَمٍّ سَیَنْجَلِیْ بِنُبُوَّتِکَ — یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَبِوَلَایَتِکَ

یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ یَا عَلِیُّ

۱۔ بڑی سے بڑی مہم و دشواری ہو ہر روز ۱۴ بار پڑھے انشاء اللہ بہت جلد آسان ہو۔

۲۔ درود برائے حصولِ مقاصد ۶۶ مرتبہ ہر روز تا حصولِ مراد پڑھے بہت جلد منزل مقصود کو پہنچے۔

۳۔ برائے مریض جو زندگی سے مایوس ہو چکا ہو ۷ مرتبہ بارش کے پانی پر دم کر کے

تا صحت پلاییے انشاء اللہ تعالےٰ شفا پائے۔

۴۔ خلل جن آسیب وغیرہ کے لئے ۱۵ مرتبہ پانی پر دم کرکے چھینٹا دے انشاء اللہ دفع ہو۔

۵۔ حب کے لئے ۷۴ مرتبہ پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کرکے سارے بدن پر پھیر لیا کرے جس سے بات کرے مطیع ومسخر ہو۔

۶۔ کیسا ہی رنج وغم ہو ہزار بار روزانہ باطہارت پڑھے فضلِ خدا سے سب غم کافور ہو۔

۷۔ اگر کسی کو کوئی پیغام لے کر بھیجے اور امر دشوار ہو کہ نہ معلوم میرا پیغام منظور ہوگا یا نہیں تو چپکے سے ۳ بار پڑھ کر اس کے کان میں دم کرے انشاء اللہ کامیاب واپس آئے۔

۸۔ اگر کسی پر کوئی تہمت لگائے یا کوئی ملزم کسی الزام میں پکڑا گیا ہو تو تا صفائی ۴۰ مرتبہ ہر روز پڑھ کر اپنے اوپر دم کر لیا کرے انشاء اللہ تہمت سے بری ہو۔

۹۔ اگر کہیں سے کسی بات کا یا خط وغیرہ کا جواب منگانا ہو اور نہ آتا ہو تو قبل نماز عشاء اس طرف کو منہ کرکے ۶۵ بار پڑھ کر دم کر لیا کرے انشاء اللہ تین روز میں جواب آئے یا خبر آئے۔

۱۰۔ برائے حصول دولت وغنا جاہ وحشم ۹۱ مرتبہ روزانہ بعد نماز فجر پڑھ لیا کرے چند روز میں کچھ سے کچھ ہو جائے۔ چاہیئے کہ تا زندگی ترک نہ کرے اور وقت اور جگہ کی پابندی رکھے۔ بدرجہ مجبوری اگر کہیں جائے تو مصلےٰ ضرور ساتھ لے جائے۔

۱۱۔ مزید دولت و جاہ وحشمت کے لئے ۵۰ بار وقت وجائے حشمت پر پڑھے بہت جلد کامیابی ہو۔

۱۲۔ دشمن کو مطیع کرنا ہو تو اس کا تصور کرکے ۱۸ بار پڑھ لیا کرے۔

۱۳۔ کسی مہم کو جلد سے جلد آسان کرنا ہو تو نماز حاجت کی نیت سے ہر رکعت میں بعد الحمد ۳۔ ۳ بار سورۂ اخلاص پڑھے اور ثواب اس کا بروح پاک حضرت علی مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کو بخشے بعدہٗ ۷۰ بار ناد علی پڑھے انشاء اللہ اسی دن کامیاب ہو ورنہ تین دن یہ عمل کرے۔

۱۴۔ دشمنوں اور بدخواہوں کی زبان بند کرنے کی نیت سے بعد ہر نماز کے دس بار پڑھ لیا کرے۔

۱۵۔ حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کرنے کے لئے کامل طہارت کے ساتھ بعد نماز عشاء اول آخر درود شریف سو سو بار اور ۵۰۰ بار ناد علی سے پڑھے اور باوضو سو جائے انشاء اللہ العزیز اسی شب میں دولت دیدار سے مشرف ہو۔

نوٹ :۔ درود شریف ہر عمل کے ساتھ ۳ یا ۷ یا ۹ یا ۱۱ بار اپنے مقدور بھر پڑھنا ضروری ہیں۔

(تشیع شبستان رضا ص ۶۱ - ۶۲ ج ۱)

قصیدہ بُردہ شریف

قصیدہ بُردہ شریف میں متعدد اشعار میں ندائے یا رسول اللہ موجود ہے اور ہے بھی استعانت اور استغاثہ کے طور اور اس استغاثہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف ان کا مقصد پورا فرمایا بلکہ اسے خلعت خاص سے بھی نوازا چنانچہ مصنف قصیدہ بردہ شریف کے ہر شارح و محشی یہاں تک کہ دیوبند کے شیخ الہند کے والد مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے عطر الوردہ میں یہ واقعہ لکھا ہے۔ فقیر مختصراً مصنف کا تعارف حوالہ قلم کرتا ہے۔

تعارف مصنف قصیدہ بردہ شریف کا نام شرف الدین محمد بن محمد البوصیری ہے (البوصیر) مصر کا دیہات ہے۔ حضرت امام بوصیری بہترین ادیب اور بے نظیر فصیح و بلیغ اور بے مثال شاعر تھے۔

ابتدائی حالات عمر کی ابتداء میں سلاطین و امراء کی مدح میں کئی قصائد لکھتے رہے۔ اسی لئے وہ اس کو بڑی وقعت اور عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

حکایت مصنف رحمۃ اللہ علیہ ایک دن بادشاہ وقت کے حضور سے واپس آ رہا تھا راستے میں شیخ ابوالرجاء رحمۃ اللہ جو ناظم رحمۃ اللہ کے دوست اور ایک صالح اور متقی مرد تھے مل گئے انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے آج رات خواب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہیں کی۔ لیکن آپ کی اس بات سے میرے دل میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت جوش مارنے لگ گئی ہے۔ مصنف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں گھر آ کر سو گیا۔ خواب میں مجھے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے آپ کے حضور میں چند ایک مدحیہ قصائد پڑھے جن میں سے ایک قصیدہ مضریہ تھا جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

يَا رَبِّ صَلِّ عَلَى الْمُخْتَارِ مِنْ مُضَرٍ
وَالْأَنْبِيَا وَجَمِيْعِ الرُّسْلِ مَا ذُكِرُوْا

اور دوسرا قصیدہ محمدیہ جس کا پہلا شعر یہ ہے۔

مُحَمَّدٌ اَشْرَفُ الْاَعْرَابِ وَالْعَجَمِ
مُحَمَّدٌ خَيْرُ مَنْ يَّمْشِيْ عَلٰى قَدَمِ

پھر جب ایک مدت کے بعد میں مرض فالج میں مبتلا ہوا۔ حتےٰ کہ میرا نچلا حصہ بدن کا بالکل نکما ہو گیا۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ اس مرض سے نجات پانا مشکل ہے بجز اس کے کہ رسول پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک قصیدہ لکھ کر پیش

کروں۔ میں نے جب یہ قصیدہ ختم کیا تو اُسی رات خواب میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرّف ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں یہ قصیدہ پڑھا۔ جب میں قصیدہ پڑھ چکا تو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک میرے تمام بدن پر پھیرا۔ جب میں صبح اُٹھا تو بالکل اچھا تھا لیکن یہ معاملہ میں نے کسی پر ظاہر نہ کیا۔ پھر ایک دن اتفاقاً شیخ ابوالرجاءؒ سے ملاقات ہوئی۔ فرمانے لگے کہ آپ وہ قصیدہ مجھے دیں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ کونسا قصیدہ؟ میں نے تو کئی قصیدے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں لکھے ہیں۔ فرمایا۔ وہ قصیدہ جو اَمِنْ تَذَکُّرِ الخ سے شروع ہوتا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا۔ فرمایا کہ میں نے گذشتہ رات آپ کو حضور سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ قصیدہ پڑھتے دیکھا اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بحالتِ سرور اس طرح ہل رہے تھے جس طرح پر ثمر شاخ ہوا کے جھونکوں سے ہلا کرتی ہے۔ جب میں نے یہ قصیدہ شیخ ابوالرجاءؒ کی خدمت میں پیش کیا تو پھر ہر طرف اس کی اشاعت ہوگئی۔

بادشاہ کا عقیدہ

جب اس قصیدے سے بہاءالدین وزیر ظاہر باللہ مشرف ہوئے تو آپ نے نہایت محبت و شوق سے سُنا اور ایک نسخہ اپنے پاس رکھ لیا اور نذر مانی کہ میں اس قصیدہ مبارکہ کو بہ شرائط مقررہ پڑھا کروں گا۔

قصیدہ بردہ کی تاثیر

اس کی تاثیر در بارہ حل مشکلات ایسی موثر ثابت ہوئی کہ اکابر مشائخ طریقت و اسلاف علمائے شریعت نے اپنے اوراد و وظائف میں شامل فرمایا اور تا حال اس کے برکات و فیوضات سے استفادہ و استفاضہ ہو رہا ہے بلکہ بہت سے مدارس عربیہ

کے نصاب میں شامل رہا یہاں تک کہ منکرین کے دارالعلوم دیوبند میں عرصہ تک پڑھایا جاتا رہا ممکن ہے اب بھی ان کے نصاب میں شامل ہو اور بہت بڑے بڑے محققین علماء کرام نے اس کی شروح لکھیں اور مخالفین کے شیخ الہند کے والد مولوی ذوالفقار علی دیوبندی نے بھی عطرالوردہ شرح قصیدہ بردہ لکھی اس میں بھی واقعہ مذکورہ بالا موجود ہے۔ لیکن سعودی حکومت اور نجدی مذہب میں قصیدہ بردہ اور دلائل الخیرات وغیرہ پڑھنا قانونی جرم ہے۔

صاحب قصیدہ بُردہ نے اسی قصیدہ مبارکہ میں وہی کہا ہے جو فقیر کا موضوع بحث ہے یعنے سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مشکلات کے وقت پکارنا اور قسمت ہو تو حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدد بھی فرماتے ہیں۔

اب مصنف قصیدہ مبارکہ کے اشعار ندائیہ پڑھیئے۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ
سواک عند حلول الحادث العمم

ترجمہ:۔ اے اشرف المخلوقات سوائے آپ کے بوقت نزول حادثات عامہ کوئی ایسا نہیں کہ جس کے پاس میں جاکر پناہ لوں۔

ولن یضیق رسول اللہ جاھک بی
اذا الکریم تجلی باسم منتقم

ترجمہ:۔ جب خداوند کریم قیامت کے روز منتقم کی صفت میں جلوہ گر ہوگا تو اے رسول خدا (صلے اللہ علیہ وسلم) میری شفاعت کرنے میں آپ کا بلند مرتبہ کم نہ ہوگا۔

دلائل الخیرات کے برکات وکرامات

دلائل الخیرات شریف ہم اہل اسلام میں ایک بابرکت کتاب ہے جس کے

مصنف کے متعلق فقیر مختصراً یہاں کچھ عرض کرتا ہے تاکہ ناظرین کو یقین ہو کہ واقعی "یارسول اللہ" پکارنا اسلامی عقیدہ ہے اور اس میں لاکھوں دینی و دنیوی و اخروی فائدے ہیں جن سے منکرین خود بھی محروم ہیں اور ہم غریبوں کو بھی محروم کرنا چاہتے ہیں۔

مصنف دلائل شیخ زروق رحمہ اللہ تعالےٰ نے لکھا ہے کہ مؤلف دلائل الخیرات کی قبر سے خوشبو مشک و عنبر کی آتی ہے اور یہ سب برکت درود شریف کی ہے۔

تبلیغی جماعت کی گواہی

وہابی، دیوبندی تبلیغی جماعت کی کتاب "تبلیغی نصاب صہ۳۷" اور دلائل الخیرات شریف کے مصنف کے کشف وکرامات اور ان کے علمی وعملی خدمات ہم نے شرح دلائل الخیرات میں لکھ دیئے ہیں۔ ممکن ہے مخالفین "دلائل الخیرات" کو ایک غیر معتبر کہہ دیں ہم ان کے اکابر کا صرف ایک حوالہ لکھ دیتے ہیں۔ دیوبندی حضرات کے عقائد کا مجموعہ کتاب المہند صہ۱۵ میں ہے:۔

"(دیوبندی علماء کے نزدیک) ہمارے نزدیک حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر و ثواب ہے۔ خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مولفہ کی تلاوت سے ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت سے منقول ہیں گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائیگا (کہ حضور علیہ السلام) نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالےٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ خود ہمارے شیخ حضرت

مولٰنا گنگوہی قدس سرّہٗ اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے
اور مولٰنا حاجی امداد اللہ شاہ صاحب مہاجر مکّی قدس سرّہٗ نے اپنے
ارشادات میں تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل الخیرات کا
ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ ہمیشہ دلائل الخیرات کو روائت کرتے
رہے اور مولٰنا گنگوہی بھی اپنے مریدین کو اجازت دیتے رہے۔"

اس سے ثابت ہوا کہ تمام علماءِ دیو بند کا فیصلہ ہے کہ دلائل الخیرات کتاب کا پڑھنا موجب اجر و ثواب ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ دلائل الخیرات شریف میں جو مضامین ہیں وہ علمائے دیو بند کے نزدیک بھی یقیناً حق ہیں اور اسی دلائل الخیرات شریف میں لکھا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محبّت والوں کا درود میں خود سنتا ہوں تو پھر بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم خود بنفسِ نفیس درودِ پاک نہیں سنتے بلکہ فرشتے پہنچاتے ہیں۔ علمائے دیو بند کے اپنے فیصلہ کے مطابق غلط نکلا اور دلائل الخیرات کے بارے میں مزید پڑھیئے۔

فتاویٰ اشرفیہ امدادیہ مطبوعہ مجتبائی دہلی صفحہ ۱۴۰ / ۳۶ میں ایک سوال کے جواب میں دیو بندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں کہ:۔

" دلائل الخیرات کا پڑھنا پڑھانا بغیر اجازت لئے جائز تو ہے
مگر وہ فائدہ نہ ہوگا جو اجازت سے ہوتا ہے۔ اگر بلا اجازت کوئی
شخص پڑھتا پڑھاتا ہو وہ بھی نفع سے محروم نہ ہوگا۔

دلائل الخیرات میں ندا کے اشعار

یَا رَحْمَۃَ اللّٰہِ اِنِّیْ خَائِفٌ وَجِلٌ
یَا نِعْمَۃَ اللّٰہِ اِنِّیْ مُفْلِسٌ عَانٍ

۲۔ ولیس لی عمل القی العلیم بہ
سوی محبتک العظمی وایمانی

۳۔ فکن امانی من شر الحیوۃ ومن
شر الممات ومن احتراق جثمانی

۴۔ وکن غنائے الذی ما بعدہ فلس
وکن فکاکی من اغلال عصیانی

۵۔ تحیۃ الصمد المولی ورحمتہ
ما غنت الورق فی اوراق اغصان

۶۔ علیک یا عروۃ الوثقی ویا سندی الا
وفی ومن مدحہ روحی وریحانی

۷۔ نبی الھدی ضاقت بی الحال فی الوری
وانت لما املت فیک جدیر

۸۔ فسل خالقی تفرج کربی فانہ
علی فرجی دون الانام قدیر

ترجمہ: ۱: اے رحمت خدا کی بے شک میں ڈرنے والا ہوں لرزنے والا ہوں۔ اے نعمت خدا کی بے شک میں محتاج عاجز ہوں۔

۲۔ اور نہیں کوئی میرا عمل کہ جس سے ملوں میں خدا سے۔ سوائے تیری محبت بزرگ اور اپنے ایمان کے۔

۳۔ پھر پناہ ہو میرا بُرائی زندگی سے اور۔ بُرائی موت سے اور جلنے بدن سے۔

۴۔ اور بے پروائی میری ہو کہ نہ ہو بعد اس کے محتاجی اور رہائی میری ہو

طوقوں گناہ میرے سے ۔

۵۔ تحفہ درود خدا بے نیاز مالک کا اور اُس کی رحمت ۔ جب تک آواز کریں مُرغ پتوں شاخوں پر ۔

۶۔ تجھ پر اے بڑے وسیلہ مضبوط اور سند کامل اور وہ کہ تعریف اس کی میری تازگی اور میرا پھول ہے ۔

۷۔ اے نبی ہدایت کے تنگ ہوا حال میرا دنیا میں اور تو جو آرزو کروں میں تجھ سے لائق ہے تُو ۔

۸۔ پھر طلب کر اپنے پروردگار سے کشادگی میری سختی کی بے شک خدا میری سختی کھولنے پر سوائے سب خلق کے قادر ہے ۔

ف : یہ اشعار اسی صاحب دلائل الخیرات رحمہ اللہ کے ہیں جنکے دلائل کو علمائے دیوبند بطور وظیفہ پڑھتے ہیں کیا وہ بھی مذکورہ بالا اشعار سے مشرک ہوئے ؟

اوراد فتحیہ

اس کے بارے میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی زبانی آپ پہلے پڑھ چکے ہیں مزید فقیر سے سنیئے ۔

مختصر تعارف مؤلف اوراد فتحیہ

حضرت امیر کبیر پیر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ایک کامل ولی گذرے ہیں سید صاحب موصوف رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ فرماتے ہیں کہ :

" میں نے اپنی زندگی میں ایک ہزار چار سو اولیاء اللہ سے ملاقات کی اور ہر ایک سے فیض حاصل کیا ۔"

آپ تینتیس ۳۳ مشائخ کاملین سے اجازت رکھتے تھے ۔ آپ مشائخ ہمدان کے سردار تھے ۔

سیرانی ہمدانی

حضرت سید صاحب موصوفؒ ۴۵ سال سیاحت میں رہے۔ ہر سال حج شریف کے لئے جاتے رہے۔ علاقہ کشمیر جہاں بعد ازاں آپ نے سکونت اختیار کی تھی وہاں اسلام کی اشاعت آپ ہی کی مرہونِ منت ہے اور یہ آپ کی کاوشوں کا ثمرہ ہے کہ لوگ آپ کے فیض، صحبت اور وعظ و نصیحت کے طفیل اور کرامات دیکھ دیکھ کر دائرہ اسلام میں جوق در جوق داخل ہوتے رہے۔

حکایت ۱ نقل ہے کہ علمائے نصاریٰ کی روم کے علمائے اہلِ اسلام سے اس حدیث شریف پر گفتگو ہوئی کہ عُلَمَاءِ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ (ترجمہ) میری اُمت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند ہیں۔ علمائے نصاریٰ کہنے لگے اگر تمہارے پیغمبر (حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ قول حق ہے تو پھر تم مُردہ کو زندہ کر کے دکھاؤ جیسے حضرت عیلٰی علٰی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام مردوں کو زندہ فرمایا کرتے تھے۔ علمائے اسلام اس کام کے کرنے سے عاجز ہوئے تو انہوں نے چالیس روز کی مہلت چاہی۔ جب مہلت پوری ہوگئی اور وقت مقررہ کے مطابق مجلس قائم ہوگئی تو باالہامِ الٰہی حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ اس مجلس میں آ پہنچے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے محبوب پیغمبر سید الانبیاءؐ نورِ خلق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مُردہ لاؤ میں ابھی زندہ کر کے دکھا دیتا ہوں۔

مُردہ زندہ ہوگیا

چنانچہ آپ کے ارشاد مبارک کے مطابق ایک مردہ لایا گیا۔ آپ نے اس موقع پر دریافت فرمایا کہ آپ کے پیغمبر (حضرت عیلٰی علٰی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام) مردوں کو زندہ کرتے وقت کیا فرمایا کرتے تھے۔ انہوں نے بیک زبان کہا کہ ہمارے

پیغمبر قُمۡ بِاِذۡنِ اللّٰہِ فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا اگر میرے قُمۡ بِاِذۡنِیۡ کہنے سے یہ مردہ زندہ ہو جائے تو کیا پھر تم ہمارے سیّد و سرور محبوب خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم پر ایمان لے آؤ گے۔ سب بولے ہاں ہم ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ آپ نے جب قُمۡ بِاِذۡنِیۡ فرمایا تو وہ مُردہ زندہ ہو گیا۔ علمائے نصاریٰ نے جب یہ عالم دیکھا تو انہوں نے کلمہ پڑھ لیا اَشۡھَدُ اَنۡ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُہٗ وَ رَسُوۡلُہٗ اور حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

کرامات

آپ کی بہت سی کرامات مشہور ہیں مگر یہاں اُن کے درج کرنے کا موقع نہیں آپ کی تصانیف میں فصوص الحکم، ذخیرۃ الملوک۔ رسالہ شفا لما فی الصدور اور مکتوبات شریف ہیں۔ آپ کا وصال ۷ ذوالحجہ ۷۸۶ھ میں ہوا۔ روضہ مبارک ختلان میں ہے۔

اورادِ فتحیہ میں ندائے یارسول اللہ

اورادِ فتحیہ میں سترہ بار ندائے غائبیہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پکارا گیا ہے۔ چنانچہ وہ کلمات یہ ہیں۔

۱۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

۲۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

۳۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا خلیل اللہ

۴۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ

۵۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا صفی اللہ

۶۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ

۷۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یامن افادہ اللہ
۸۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا من ارسلہ اللہ
۹۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا من زینہ اللہ
۱۰۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یامن شرفہ اللہ
۱۱۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یامن کرمہ اللہ
۱۲۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یامن عظمہ اللہ
۱۳۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدالمرسلین
۱۴۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا امام المتقین
۱۵۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یاخاتم النبیین
۱۶۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین
۱۷۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول رب العالمین

ف: اس کو ایک ہزار چار سو اولیاء کرام کے کلام سے جمع کیا گیا ہے۔
(کذا قال شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ)

انتباہ منکرین کے اعتقاد کے مطابق تو چاہیئے تھا کہ ایک ولی اللہ بھی اس اوراد کو نظر پسندیدگی نہ دیکھتا۔ چہ جائیکہ اس کی تکمیل میں مدد دیتا جس میں ندائے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ کیا وہ ایک ہزار چار سو اولیاء شرک کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے تھے۔ اور لوگوں کو کفر و شرک کی تعلیم دیتے تھے۔

فائدہ پھر لطف یہ ہے کہ یہ اوراد فتحیہ شریف فتوحات کیلئے ہے کیونکہ مشائخ طریقت لکھتے ہیں کہ جس شخص کو دین و دنیا کی فتوحات حاصل کرنے کی خواہش ہو اُسے چاہیئے کہ وہ اوراد فتحیہ شریف پڑھے۔ اوراد فتحیہ شریف حضرت امیر کبیر میر سید علی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات میں سے ہے۔

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی اپنی تصنیف "انتباہ فی سلاسل اولیاء کے صفحہ ۱۴۲، ۱۴۳ میں لکھتے ہیں کہ،

"ایک ہزار چار سو اولیاء کے متبرک کلام سے اورادِ فتحیہ شریف جمع ہوا ہے اور فتح ہر ایک کی ان میں سے ایک کلمہ میں ہوئی ہے جو حضوری کے ساتھ اپنے پر لازم کرے اس کی برکت اور صفائی مشاہدہ کریگا۔"

(وَاللّٰہ ولی التوفیق)

اب اگر فضائل اور خواص اس اوراد فتحیہ شریف کے بیان کئے جائیں تو بہت طویل ہو جائیں گے۔ اس لئے کہ سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی ساری عمر میں معمورہ عالم کی تین بار سیر کی ہے اور چودہ سو کامل اولیاء سے ملے ہیں۔ ہر ولی سے رخصت کے وقت دعا اور نصیحت اور ورد و وظائف کی التجاء کی اور ان نصیحتوں اور ورد و وظائف کو اپنے جامہ پر مرقع کیا ہے اور ان دعاؤں اور ذکروں کو جو بلا اختیار ان کی زبانوں پر جاری ہوتے تھے جمع کیا یہ اوراد ہو گیا ہے۔ انہیں حضرت سے منقول ہے کہ جب میں بارہویں دفعہ کعبہ شریف کی زیارت کو گیا۔ پھر مسجد اقصیٰ پہنچا تو حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ تشریف لا رہے ہیں میں اُٹھا اور آگے گیا اور آپ کی خدمت اقدس عالیہ میں سلام عرض کیا آپ نے اپنی آستین مبارک سے ایک جزو نکالا اور اس درویش سے فرمایا کہ "خذ ھذا الفتحیۃ" (یعنی اس فتحیہ کو پکڑ لے) جب میں نے آقائے دوجہاں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے دستِ مبارک سے پکڑ لیا اور نظر کی تو یہ وہی اورادِ فتحیہ شریف تھے جن کو میں نے جمع کیا ہوا تھا۔ اس اشارہ سے اس کا نام (اوراد) فتحیہ شریف رکھا گیا۔

فائدہ چونکہ اس اوراد شریفہ سے ۱۴۰۰ کامل اولیاء اللہ کے فیوض جاری ہیں اس لئے اس کے پڑھنے والوں کو خداوند قدوس کی طرف سے ان بزرگوں کا صدقہ فیضان

ملتا ہے اس کے پڑھنے والوں کے تاثرات، مشاہدات اور تجربات علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔

پڑھنے کا وقت اس اوراد فتحیہ شریف کو تہجد کے وقت پڑھنا چاہیئے کیونکہ اس کے پڑھنے کے لئے ترک جمالات و کمالات ضروری ضروری اور لازمی امر ہے اگر کبھی نمازِ تہجد کے بعد نہ پڑھا جا سکے تو فجر کی نماز کے بعد پڑھ لینا چاہیئے۔ بالفرض اگر کوئی شخص فجر کی نماز کے بعد بھی نہ پڑھ سکے تو دن کے کسی پہر میں ضرور بالضرور پڑھ لینا چاہیئے۔ اگر سفر کی وجہ سے یا کسی اور بناء پر دن کے کسی پہر میں بھی نہ پڑھا جا سکے تو اگلے دن دو دفعہ اس کا ورد کیا جائے تاکہ پچھلی کمی پوری ہو سکے۔

پڑھنے کی اجازت فقیر اُویسی غفرلہ کی طرف سے ہر مخلص ہر برادرِ طریقت اور پابندِ شریعت کو اجازت ہے لیکن پھر کسی اللہ والے سنی عالم باعمل اور متبع شریعت شیخ سے اجازت ضروری ہے۔

نتیجہ اس طرح مشائخ عظام کے ان گنت اوراد و وظائف مجرّبہ ہیں نمونہ کے طور پر عرض کر دیئے ہیں۔ لیکن مخالفین تو سرے سے اوراد و وظائف کے نہ صرف منکر بلکہ وظیفہ خوان کو مشرک و بدعتی گردانتے ہیں۔

اب چند درود شریف ملاحظہ ہوں جو ندائے یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔

درود شریف اللّٰھم انی اسئلك واتوسل الیك بسیدنا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وبالانبیاء والمرسلین فی قضاء حاجتی یا سیدی یا رسول اللہ توسلت بك الی ربی (شواھد الحق ص۲۷)

اس درود شریف کو بکثرت پڑھئے انشاء اللہ ہر مشکل حل ہوگی کم از کم شب و روز ایک ہزار بار۔

۲۔ اللّٰھم انی اسالك واتوجہ الیك بحبیبك المصطفٰی عندك یا حبیبنا یا محمدا انا نتوسل بك الٰی ربك فاشفع لنا عند المولٰی العظیم یا نعم الرسول الطاھر۔ اللّٰھم شفعہ فینا بجاھہ عندك

(شواہد الحق ص۲۷۵)

یہ درود شریف بھی قضائے حاجات کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے اسے بھی شب و روز میں ایک ہزار بار پڑھنا چاہیئے۔

۳۔ الصلٰوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ۔ الصلٰوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ ما اکرمك علی اللّٰہ۔ الصلٰوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ ما خاب من توسل بك الی اللّٰہ الصلٰوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ ا لا ملاك تشفعت بك عند اللّٰہ۔ الصلٰوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ من اتٰی لبابك متوسلا قبلہ اللّٰہ۔ الصلٰوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ من دخل حرمك خائفًا امنہ اللّٰہ۔ الصلٰوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ من لاذ بجنابك وعلق باذیالك لاجاھك اعزہ اللّٰہ۔ الصلٰوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ من املك واملك لم یخب من فضلك لا واللّٰہ۔ الصلٰوۃ والسلام علیك یا رسول اللّٰہ املنا بشفاعتك وجوارك عند اللّٰہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بک نرجوا
بلوغ الامل ولانخاف العطش حاشا واللہ ۔
الصلوٰۃ والسلام علیک یا وسیلتنا الی اللہ قصد
ناک وقد نارقناک سواک یا رسول اللہ ۔ الصلوٰۃ
والسلام علیک یا رسول اللہ العرب یحمون النزیل
ویجیرون الدخیل وانت سید العرب والعجم یا رسول اللہ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ قد نزلنا یحییک
واستجرنا بجنابک واقسمنا بحیاتک علی اللہ انت
الغیاث وانت الملاذ فاعثنا بجاھک الوجیہ الذی
لا یرد اللہ (شواہد الحق ص۴۲۶)

یہ درود شریف بھی قضائے حاجات کے لئے مجرب ہے ۔ ایک سو بار روزانہ پڑھنا چاہیئے ۔

درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ
قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔
(افضل الصلوٰت ص۲۵۴)

ترجمہ:- الٰہی رحمت اور سلام بھیج ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ پر میری تمام تدبیریں ختم ہیں اے رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) میری مدد کو پہنچیئے ۔

فوائد وحکایات :- حضرت ابن عابدین رحمہ اللہ اپنے مشائخ کی سند سے

لکھتے ہیں کہ ایک نہایت نیک صالح انسان کا بیان ہے کہ مفتی[1] دمشق پر ایک وزیر ناراض ہوگیا اور ان کی گرفتاری کا آرڈر جاری کر کے سخت سزا کا حکم سنایا۔ مفتی صاحب ساری رات مغموم ومحزون رہے۔ اسی رات حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں زیارت سے مشرف فرمایا اور آپ نے مندرجہ بالا درود شریف سکھا کر فرمایا اسے پڑھو تمام پریشانیاں دور ہوجائیں گی۔ جاگ ہوئی اور درود مذکور پڑھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے غم والم کافور ہوگئے۔ (افضل الصلوات)

۲۔ حضرت شیخ محمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے ایک دفعہ سخت غم وحزن لاحق ہوا تو میں درود شریف مذکور کو بار بار پڑھا ابھی یک صد قدم بھی نہ چلا تھا کہ وہ غم وحزن دور ہوگیا۔

ف: شیخ مذکور رحمۃ اللہ نے فرمایا ایک بار پھر میں اپنی کسی تکلیف میں درود مذکور پڑھا تو تکلیف سے نجات ملی۔

۳۔ ابن عابدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں خود دمشق میں ایک دفعہ ایک عظیم فتنہ میں مبتلا ہوگیا تو میں نے درود شریف مذکور کو دو سو بار پڑھا تو ایک شخص نے مجھے خوش خبری سنائی کہ تیرے سبب وہ فتنہ ٹل گیا۔

ف: ابن عابدین رحمہ اللہ نے یہ واقعہ بیان کر کے قسم کھا کر فرمایا واللہ علیٰ ما اقول شہید جو کچھ میں نے کہا وہ حق ہے جس کا شاہد اللہ تعالےٰ ہے۔

دیگر درود شریف: الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ قلت حیلتی ادرکنی (افضل الصلوات ص۴۵)

---

[1]: اس سے علامہ مفتی حامد آفندی عمادی رحمہ اللہ تعالےٰ مراد ہیں۔ کذا فی افضل الصلوات للنبہانی رحمہ اللہ۔ ۱۲۔ اُویسی غفرلہٗ۔

ترجمہ :۔ اے میرے سردار اے رسولِ خدا آپ پر صلوٰۃ و سلام میری تدبیریں ختم ہوگئیں اب آپ ہی میری مدد کیجئے۔

ف : دن میں روزانہ تین سو بار اور شدائد و مصائب کے وقت ایک ہزار بار پڑھیں حضرت علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں فانها الترياق المجرب یہ درود شریف تریاق ہے اور مجرب ہے۔

نوٹ : یہ تمام درود شریف ندائے یارسول اللہ سے مروی ہیں اور پڑھنے والے بھی ہماری طرح عام آدمی نہیں بلکہ اولیاء اللہ ہیں جنہیں ایسے درود شریف پڑھنے سے دارین کے فیوض و برکات کے علاوہ زیارت نبوی کا شرف بھی نصیب ہوا لیکن ضد بری بلا ہے۔

درود شریف : تَعْظِيْمًا لِحَقِّكَ يَا مَوْلَانَا يَا مُحَمَّدُ يَا ذَا الْخُلُقِ الْعَظِيْمِ

یہ ایک بہت بڑے درود شریف کا ایک جملہ ہے اور وہ درود شریف ایک ولی کامل سیدنا احمد بن ادریس قدس سرہٗ کا مجرب ہے جسے حضرت علامہ نبہانی رحمہ اللہ نے افضل الصلوات ص۱۲۴ ص۱۴۵ پر درج فرمایا۔

ف : لیکن جو سرے سے اولیاء کرام کا ہی منکر ہو تو پھر اس کا علاج کیا۔

مخالفین کا یہ کہنا کہ درود شریف صرف ابراہیمی درود شریف ہے اور بس۔ یہ ان کا دھوکہ ہے کیونکہ سینکڑوں صیغوں والے درود شریف سیرت کی کتابوں میں مندرجہ ہیں جنہیں مخالفین مانتے اور پڑھتے ہیں اور مندرجہ ذیل درود تو ہر وقت جاری رہتا ہے۔ "صلی اللہ علیہ وسلم" باقی الاجابات فقیر کی کتاب فضائل درود شریف میں دیکھیے۔

دلیل فقہ : فقہاء کرام نے اذان و اقامت میں جو دعا نقل کی ہے اس میں بھی ندائے یارسول اللہ ہے چنانچہ شامی باب الاذان میں ہے۔

يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة صلى الله عليك يا رسول الله وعند الثانية منها قرت عيني بك يا رسول الله ثم يقول اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفري الابهامين على العينين فانه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يكون قائدا له الى الجنة ۔

یعنی مستحب ہے کہ جب اذان میں پہلی بار حضور کا نام سنے تو کہے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور جب دوبارہ سنے تو کہے قرت عینی بک یا رسول اللہ پھر کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر اس عمل کرنے والے حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رکاب اقدس میں اسے جنت میں لے جائیں گے بعض علماء نے فرمایا کہ ایسے شخص کی بینائی زائل نہ ہوگی ۔"

اگر مطلقاً یارسول اللہ کی ندا شرک ہوتی تو فقہاء کبھی اس کی اجازت نہ بخشتے اور یہاں صرف اجازت نہیں بخشی بلکہ عمل کرنے والوں کے لئے برکات دارین کا مژدہ بہار سنایا۔ تفصیل فقیر کے رسالہ "انگوٹھے چومنا" میں ہے ۔

وظیفہ غوث الاعظمؓ

یا شیخ عبدالقادر الجیلانی شیئاً للہ میں نداء اور استغاثہ ہے اس کے لئے علمائے امت نے جواز کا حکم صادر فرمایا چنانچہ حضرت علامہ خیرالدین الملی استاذ مصنف درمختار رحمہما اللہ تعالیٰ اپنے فتاویٰ خیریہ میں لکھا۔

سئل في دمشق عن الشيخ العمادي فيما اعتاده السادة الصوفية من حلق الذكر والجهرية

المساجد من الجماعة ورثوا ذالك من آبائهم و
اجدادهم والصادرة من ذوی المعارف الالهية
كالقادرية والسعدية ويقولون يا شيخ عبدالقادر
يا شيخ احمدالرفاعی شيئاً لله ونحو ذالك ويحصل
لهم فی اثناء الذكر وجد غليب (احباب) بعد ما
ذكران حقيقة ما عليه الصوفية لا ينكرها الا كل
نفس جاهلة غبية وبعد ما ذكر جواز حلق الذكر
والجهرية وانشاد القصائد والاشعار فی المسجد
بما صورة واما قولهم يا شيخ عبدالقادر فهو نداء
واذا اضيف اليه شيئاً لله فهو طلب شئ اكراماً
لله فهو جائز ولا يجوز الاغترار بقول من انكره او
نقله من الوهابية نظراً الى ان معناه اعط الله شيئاً
وهذا المعنی لا يجوز قطعا وعلی هذا نقل صاحب الدر
المختار غير جوازه والحال انه لا يحتاج ببال احد من
المسلمين ان الله فقير اعطه شيئاً نعوذ بالله من
ذالك بل معناه الصحيح لتلك الكلمة اعطنی شيئاً
لوجه الله وهذا جائز وصحيح ونظيره فی القرآن
معمول وموجود فان الله خمسه وللرسول

دمشق میں شیخ عمادی سے سوال ہوا کہ سادات صوفیہ کی عادت ہے
کہ وہ مساجد میں حلقۂ ذکر بالجہر کرتے ہیں اور وہ ایسے ہی اپنے آباء واجداد
سے کرتے چلے آئے ہیں اور وہ بھی عارفین کاملین تھے اور سلسلہ قادریہ

وسعیدیہ کے حضرات ایسے ہی کرتے اور ساتھ یا شیخ عبدالقادر الجیلانی یا شیخ احمد الرفاعی شیأ للہ وغیرہ وغیرہ اور ذکر کرکے اثناء میں بہت بڑا وجد کرتے ہیں۔

آپ نے جواباً فرمایا کہ صوفیہ کا انکار کرنا جاہل اور غبی کا کام ہے ذکر بالجہر کا حلقہ اور مساجد میں اشعار پڑھنا بھی وقصائد وغیرہ جائز ہے اور یا شیخ عبدالقادر میں ندا ہے اور اس کے بعد شیأ للہ کہنا یہ بھی جائز ہے اس کے قول کے منکر سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے یہ واقعہ رہبانیہ نے نقل کیا ہے۔ اس کا معنٰی یہ ہے کہ اللہ کے لئے کچھ دو یعنے اُسے دے دو حالانکہ وہ کسی کا محتاج نہیں اور نہ وہ فقیر ہے والعوذ باللہ بلکہ اس کا معنے یہ ہے کہ مجھے فی سبیل اللہ کچھ دے اور یہ جائز اور معمول بہ ہے اس کی نظیر قرآن مجید میں ہے " فان للہ خمسہ وللرسول "

ف: فقیر نے " یا شیخ عبدالقادر الجیلانی شیأ للہ " پر ایک علیحدہ رسالہ لکھا ہے۔ اس میں عجیب وغریب بحثیں ہیں یہاں صرف ایک حوالہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت نبہانی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب استغاثۃ الخلق میں فرماتے ہیں۔

قَالَ عُلَمَاءُ نَا رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْھِمْ اِنَّ الزَّائِرَ یُشْعِرُ نَفْسَہٗ بِاَنَّہٗ وَاقِفٌ بَیْنَ یَدَیْہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کَمَا ھُوَ فِیْ حَیَاتِہٖ اِذْ لَا فَرْقَ بَیْنَ مَوْتِہٖ وَحَیَاتِہٖ اَعْنِیْ فِیْ مُشَاھَدَتِہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاُمَّتِہٖ وَمَعْرِفَتِہٖ بِاَحْوَالِھِمْ وَنِیَّاتِھِمْ وَعَزَائِمِھِمْ وَخَوَاطِرِھِمْ وَذٰلِکَ عِنْدَہٗ صَلَّی اللہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلِيٌّ لَا خِفَاءَ فِيْهِ ۔

ہمارے علماء رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کا زائر یوں سمجھے کہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور اس طرح کھڑا ہے جس طرح حضور کی دنیوی زندگی میں کھڑا ہو اس لئے کہ حضور کی زندگی اور وصال میں کوئی فرق نہیں یعنی جس طرح حضور دنیوی زندگی میں سب کچھ جانتے تھے ۔ اسی طرح اب بھی وہ اپنی امت کو دیکھتے ہیں اور امت کے حالات کو ان کی نیتوں، ارادوں اور دل باتوں کو جانتے ہیں اور یہ بات حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے بالکل ظاہر ہے ۔ اس میں کوئی پردہ نہیں ۔

(استغاثۃ الخلق ص ۳۸)

مجتہدین فقہاء کا نعرہ یارسول اللہ

امام مجتہد فقیہ اجل عبدالرحمٰن ہذلی کوفی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہ کے پوتے اور اجلہ تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں سر پر بلندی ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا محمد یا منصور اور ظاہر ہے کہ القلم احد اللسانین ۔ ہیثم بن جمیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں انہیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں۔

رأیتہ وعلی راسہ قلنسوۃ اطول من ذراع مکتوب فیھا محمد یا منصور۔ ذکرہ فی تھذیب التھذیب وغیرہ ۔

اور ہمارے امام اعظم کا قصیدہ نعمانیہ تو اس ندائے یا رسول اللہ اور خطاب حاضر سے پُر ہے ۔ قصیدہ نعمانیہ کتاب کے آخر میں ہم نے مکمل مع ترجمہ دے دیا ہے ۔

۵۔ **کروڑوں بلکہ ان گنت حکایات:** سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی طرح اربوں کھربوں بلکہ ان گنت ائمہ فقہ اور محدثین اور مفسرین نے اپنے نبی رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وسلم کو مشکل کے وقت پکارا اور اس کریم رؤف رحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی فریادرسی اور مشکل کشائی فرمائی چند واقعات پیش خدمت ہیں:

فریادِ امتی: اہلِ سنت وجماعت قدیم سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ یعنے بعد وصال اپنی مشکلات پیش کرتے چلے آئے بلکہ اس پر مستقل تصانیف اور اپنی تصانیف میں مستقل ایک عنوان قائم کرتے چلے آئے۔ سینکڑوں تصانیف اس موضوع پر لکھی گئیں۔

امام محمد بن موسیٰ بن نعمان مراکشی فاسی مالکی (متوفی ۶۸۳ھ) نے ۶۳۹ھ میں حج سے واپس آکر اپنی کتاب مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام فی الیقظ والمنام تصنیف کی۔ علامہ سمہودی نے اس میں سے چند مثالیں ایسے اشخاص کی نقل کی ہیں کہ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا یا حضور کی قبر شریف کے پاس آپ سے کچھ مانگا اور ان کو ان کا مطلوب حاصل ہوگیا ہم ذیل میں وفاء الوفا کے علاوہ دیگر کتب سے بھی توسل واستغاثہ کی نقل کرتے ہیں۔

حکایات

تھیلی ملی: حافظ بن منکدر (متوفی ۲۰۵ھ) کا بیان ہے کہ ایک شخص نے میرے والد کے پاس اَسّی دینار بطور امانت رکھے اور وہ یہ کہہ کر جہاد پہ چلا گیا کہ میری واپسی تک اگر تمہیں ضرورت پیش آئے تو خرچ کرلینا۔ والد نے قحط سالی کے سبب سے وہ دینار خرچ کر لئے۔ اس شخص نے واپس آکر اپنی امانت طلب کی۔ والد نے جواب دیا کہ کل میرے پاس آنا اور رات مسجد نبوی میں گذاری

کبھی قبر شریف سے لپٹتے۔ اور کبھی منبر منیف سے۔ یہاں تک کہ قبر شریف سے استغاثہ کرتے کرتے صبح ہونے کو آئی۔ ناگاہ تاریکی میں ایک شخص نمودار ہوا وہ یہ کہہ رہا تھا: "اے ابو محمد! یہ لو۔" والد نے ہاتھ بڑھایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ایک تھیلی ہے جس میں اسی دینار ہیں۔ صبح کو والد نے وہی دینار اس شخص کو دے دیئے۔

امام طبرانی اور ان کے ساتھی

امام ابوبکر مقری کا قول ہے کہ میں طبرانی اور ابوالشیخ حرم نبوی میں فاقہ سے تھے۔ جب عشاء کا وقت آیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ! ہم بھوکے ہیں۔" یہ عرض کرکے میں لوٹا ابوالقاسم طبرانی نے مجھ سے کہا کہ بیٹھو۔ رزق آئے گا یا موت۔ ابوبکر کا بیان ہے کہ میں اور ابوالشیخ سو گئے اور طبرانی بیٹھے ہوئے کچھ دیکھ رہے تھے ایک علوی نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ ہم نے کھولا۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے ساتھ دو غلام ہیں جن میں سے ہر ایک کے پاس ایک زنبیل بھری ہوئی ہے۔ ہم نے بیٹھ کر کھایا اور خیال کیا کہ بقیہ کو غلام لے لے گا۔ مگر وہ باقی ہمارے پاس چھوڑ گئے۔ جب ہم کھانے سے فارغ ہوئے تو علوی نے ہم سے کہا کیا تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی تھی؟ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے کچھ لے جاؤں۔

نبی علیہ السلام کا مہمان

ابن جلاد کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں داخل اور فاقہ سے تھا۔ میں نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا: "میں آپ کا مہمان ہوں۔" اتنا عرض کرکے میں سو گیا خواب میں نبی علیہ السلام نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی۔ آدھی میں کھا لی۔

آنکھ کھلی تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔

نبیؐ پاک نے روٹی عطا فرمائی

ابوالخیر اقطع ذکر کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ اور فاقہ سے تھا۔ پانچ دن اسی طرح رہا۔ پھر قبر شریف پر حاضر ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات شیخین پر سلام عرض کیا اور یوں گویا ہوا یا رسول اللہ! میں آپ کا مہمان ہوں۔ یہ عرض کر کے میں قبر شریف کے پیچھے سو گیا۔ میں نے خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ حضرت ابوبکر آپ کے دائیں طرف اور حضرت عمر بائیں طرف اور حضرت علی سامنے ہیں۔ مجھے حضرت علی نے ہلایا اور کہا کہ اٹھو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں۔ میں نے اٹھ کر حضور کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ حضور نے مجھے ایک روٹی عنایت فرمائی۔ آدھی میں نے کھائی۔ آنکھ کھلی۔ تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی۔

یارسول اللہ تیرا مہمان ہو

ابو عبداللہ محمد بن زرعہ صوفی ذکر کرتے ہیں کہ میں اور میرا باپ اور ابو عبداللہ بن خفیف مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ ہم رات کو بھوکے رہے ہیں میں ابھی بالغ نہ ہوا تھا اور اپنے والد سے بار بار کہتا تھا کہ میں بھوکا ہوں۔ میرے والد نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ! آج رات میں آپ کا مہمان ہوں۔" یہ عرض کر کے والد مراقب ہو گئے۔ کچھ دیر کے بعد انہوں نے سر اٹھایا تو کبھی روتے کبھی ہنستے۔ ان سے سبب دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے کچھ درہم میرے ہاتھ میں رکھ دیئے۔ ہاتھ جو کھولا تو اس میں وہ درہم موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ

نے ان درہموں میں برکت دی کہ ہم شیراز آ گئے اور ان میں سے خرچ کرتے۔

آپ کا مہمان ہوں

احمد بن صوفی کا بیان ہے کہ میں تین مہینے بیابان میں پھرتا رہا۔ پھر مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ اور روضہ شریف پر حاضر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر اور حضرات شیخین پر سلام عرض کیا۔ پھر سو گیا۔ خواب میں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے احمد! تم آ گئے ہو؟" میں نے عرض کیا کہ ہاں میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کھولو میں نے کھول دیئے۔ حضور نے درہموں سے بھر دیئے۔ میری آنکھ کھلی تو دونوں ہاتھ درہموں سے بھرے ہوئے تھے۔ میں نے نان میدہ اور فالودہ خریدا اور کھایا پھر اسی وقت صحرا کی راہ لی۔

خادم کو سزا

حافظ ابوالقاسم بن عساکر نے اپنی تاریخ میں بالاسناد نقل کیا ہے کہ ابوالقاسم ثابت بن احمد بغدادی ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس نماز صبح کے لئے اذان دی اور اس میں الصّلوٰۃ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔ کہا۔ خدام مسجد میں سے ایک نے یہ سن کر اس پر تھپڑ مارا۔ اس شخص نے رو کر عرض کیا: "آپ کے حضور میں میرے ساتھ یہ سلوک کیا جاتا ہے"۔ اسی وقت اس خادم پر فالج گرا۔ اسے وہاں سے اٹھا کر لے گئے اور وہ تین دن کے بعد مر گیا۔

فاقہ کشوں کی خبر گیری

ابن نعمان فرماتے ہیں کہ میں نے ابواسحاق ابراہیم بن سعید سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میں مدینہ منورہ میں تھا۔ میرے ساتھ تین فقیر تھے۔ ہم فاقہ میں مبتلا ہوئے

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ! ہمارے پاس کچھ نہیں ہمیں تین مُدّ کافی ہیں خواہ کسی چیز کے ہوں" اس کے بعد ایک شخص مجھ سے ملا۔ اس نے مجھے تین مُدّ عمدہ کھجوریں عطا کیں

مہمان بلایا گیا

ابن نعمان ہی بروایت ابوالعباس بن نفیس مقری ضریہ نقل کرتے ہیں کہ اس نے کہا کہ میں مدینہ منورہ میں تین دن بھوکا رہا۔ میں نے قبر شریف پر حاضر ہو کر عرض کیا "یا رسول اللہ میں بھوکا ہوں" یہ عرض کر کے میں سو گیا۔ ایک کنیز نے پاؤں مار کر مجھے جگا دیا۔ وہ مجھے اپنے گھر لے گئی اور گیہوں کی روٹی اور گھی اور کھجوریں پیش کیں۔ اور کہا۔ "ابوالعباس! کھاؤ۔ میرے جد بزرگوار صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ کھانا تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ تمہیں جب بھوک لگے تو ہمارے پاس آجایا کرو۔"

ثرید کی تمنا

علامہ سمہودی اپنے مسموعات بیان کرتے ہیں۔ میں نے شریف ابو محمد عبد السلام بن عبد الرحمٰن حسینی فاسی کو سنا کہ فرماتے تھے۔ میں مدینہ منورہ میں تین دن رہا۔ مجھے کھانے کو کچھ نہ ملا۔ میں نے منبر شریف کے پاس دوگانہ ادا کر کے یوں عرض کیا۔ "اے میرے جد بزرگوار میں بھوکا ہوں۔ اور آپ سے ثرید مانگتا ہوں"۔ یہ عرض کر کے میں سو گیا۔ ناگاہ ایک شخص نے مجھے جگا دیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کے پاس ایک پیالہ چوبیں ہے جس میں ثرید ہے گھی اور مصالح و گوشت ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ کھاؤ۔ میں نے پوچھا کہ تم یہ کہاں سے لائے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ میرے بچے تین دن سے اسی کھانے کی تمنا کرتے تھے۔ آج اللہ تعالیٰ نے کچھ کشائش کر دی تو میں نے یہ کھانا تیار کیا۔ پھر میں سو گیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں کہ تمہارا ایک بھائی مجھ

سے اسی کھانے کی آرزو کرتا ہے تم اس میں سے اس کو بھی کھلاؤ۔

دودھ کا پیالہ

میں نے شیخ ابو عبداللہ بن ابی الامان کو سنا کہ فرماتے تھے کہ میں مدینہ منورہ میں محراب فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے عقب میں تھا۔ شریف کمثر قاسمی محراب مذکور کے پیچھے سوئے ہوئے تھے۔ وہ اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوتے اور ہمارے پاس مسکراتے ہوتے آئے شمس الدین صواب خادم روضہ شریف نے ان سے مسکرانے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں فاقہ سے تھا اپنے گھر سے نکل کر بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا میں آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا کہ میں بھوکا ہوں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دودھ کا پیالہ عطا فرمایا۔ میں نے پی لیا اور سیراب ہوگیا۔ دیکھو یہ موجود ہے اور اپنے منہ میں سے اپنے ہاتھ پر دودھ تھوک کر دکھلا دیا۔ ہم نے مشاہدہ کیا کہ ان کے منہ میں دودھ تھا۔

گھر کا اتہ پتہ بتایا

میں نے عبداللہ بن حسن دمیاطی کو سنا کہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے عبدالقادر تنیسی نے حکایات کی کہ میں فقیروں کی طرح سفر کر رہا تھا۔ میں نے مدینہ منوّرہ میں حاضر ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اور بھوک کی شکایت کی۔ میں وہیں سو گیا ایک نوجوان نے مجھے جگا دیا اور اپنے ساتھ لے گیا اس نے ثرید کا ایک پیالہ اور کئی قسم کی کھجوریں اور بہت سی روٹیاں پیش کیں۔ میں نے کھانا کھایا اس نے گوشت و نان وغیرہ سے میرا توشہ دان بھر دیا اور بیان کیا کہ میں نماز چاشت کے بعد سویا ہوا تھا۔ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا

کہ میں تمہیں یہ کھانا پہنچادوں۔ حضور نے مجھے تمہاری جگہ بھی بتادی اور فرمادیا کہ تم نے حضور سے یہی تمنا کی تھی۔

پیٹ بھر کھانا کھلائیے

میں نے اپنے دوست علی بن ابراہیم بوصیری کو سنا کہ فرماتے تھے کہ عبدالسلام بن ابی القاسم صقلی ذکر کرتے تھے کہ ایک ثقہ شخص نے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا مجھ سے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ میں تھا میرے پاس کچھ نہ تھا۔ میں کمزور ہوگیا تھا ایک روز حجرہ شریف کے پاس آکر میں نے عرض کیا یا سیدالاولین والآخرین! میں مصر کا رہنے والا ہوں۔ پانچ ماہ سے آپ کی خدمت میں ہوں کمزور ہوگیا ہوں۔ یارسول اللہ! خدا سے دعا فرمائیے کہ میرے پاس کوئی بندہ ایسا بھیج دے جو مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا مجھے اپنے ساتھ لے جائے۔" میں یہ عرض کر کے منبر شریف کے پاس بیٹھ گیا۔ ناگاہ ایک شخص حجرہ میں داخل ہوا۔ اس نے کچھ کلام کیا اور کہا۔ اے جد بزرگوار! اے جد بزرگوار! پھر میری طرف آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر باب جبریل سے نکلا اور بقیع میں سے ہوتا ہوا ایک خیمہ میں پہنچا۔ وہاں اس نے غلام وکنیز سے کہا کہ اپنے مہمان کیلئے کھانا تیار کرو۔ چنانچہ غلام لکڑیاں چن لایا اور کنیز نے اناج پیس کر روٹی پکائی۔ روٹی کے ساتھ گھی اور کھجوریں تھیں۔ میں آدھی روٹی کے ساتھ سیر ہوگیا۔ اس نے باقی روٹی اور دو صاع کھجوریں میرے توشہ دان میں ڈال دیں جب میں فارغ ہوا تو اس نے میرا نام پوچھا۔ میں نے بتلا دیا۔ پھر مجھ سے کہا کہ تجھے خدا کی قسم! میرے جد بزرگوار کے پاس پھر شکایت نہ کرنا۔ کیونکہ انہیں ناگوار گزرتا ہے۔ آج سے بھوک کے وقت تیرا رزق تیرے پاس آجایا کرے گا۔ یہاں تک کہ سفر کیلئے تجھے کوئی ساتھی مل جائے پھر اس نے اپنے غلام سے کہا کہ ان کو حجرہ شریف پہنچادو

جب میں غلام کے ساتھ بقیع میں آیا۔ تو میں نے اس سے کہا کہ اب تم لوٹ جاؤ۔ میں پہنچ جاؤں گا۔ اس نے کہا۔ یاسیدی! میں تو آپ کو حجرۂ شریف پہنچا کر ہی جاؤں گا۔ مبادا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے آقا کو بتا دیں غرض وہ مجھے حجرہ شریف میں پہنچا کر چلا گیا۔ میں چار روز توشہ دان میں سے کھاتا رہا۔ پھر مجھے بھوک لگی تو وہی غلام مجھے کھانا دے گا۔ بعد ازاں ایسا ہی ہوتا رہا کہ جب مجھے بھوک لگتی کھانا پہنچ جاتا یہاں تک کہ ایک جماعت کے ساتھ میں ینبع کی طرف نکلا۔

گمشدہ کنجی

علامہ سمہودی اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں تھا۔ مصر کے حاجیوں کا قافلہ زیارت کو آیا میرے ہاتھ میں خلوت کی کنجی تھی جس میں میری کتابیں تھیں۔ ایک مصری عالم نے کہا کہ میرے ساتھ روضۂ شریف میں چلو۔ جب میں واپس آیا تو مجھے کنجی نہ ملی میں نے ہر چند مختلف جگہوں میں تلاش کی مگر نہ ملی۔ یہ مجھ پر بہت ناگوار گزرا۔ کیونکہ اس وقت مجھے کنجی کی سخت ضرورت تھی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یاسیدی! یا رسول اللہ! میری خلوت کی کنجی گم ہو گئی ہے مجھے اس کی ضرورت ہے۔ میں آپ کے دروازے سے مانگتا ہوں"۔ یہ عرض کر کے میں واپس آیا تو ایک لڑکا جسے میں پہچانتا نہ تھا خلوت کے قریب دیکھا اس کے ہاتھ میں وہ کنجی تھی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں یہ کہاں سے ملی؟ اس نے جواب دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجہ شریف کے پاس تھی میں نے اسے وہاں سے اٹھالی۔ (وفاءالوفا، ج ۲ ص ۴۲۹)

دوائی کا عطیہ

علامہ قسطلانی مواہب لدنیہ میں اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ کئی سال مجھے ایک بیماری لاحق رہی جس کے علاج سے

اطباء عاجز آ گئے۔ میں نے ۲۸ جمادی الاولی ۸۹۳ھ کی رات کو مکہ مشرفہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا۔ خواب میں میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کے پاس ایک کاغذ ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ

یہ احمد بن عسقلانی کی دوا ہے جب میری آنکھ کھلی تو واللہ میں نے اس بیماری کا کوئی نشان نہ پایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے شفا حاصل ہوگئی۔

جن پکڑا گیا

علامہ قسطلانی اپنا دوسرا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ ۸۸۵ھ میں زیارت شریف کے بعد میں مصر کو آرہا تھا کہ مکہ کے راستے میں ہماری خادمہ غزال جلشنہ پر کئی روز آسیب کا اثر رہا اس بارے میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا۔ خواب میں ایک شخص نظر آیا جس کے ساتھ وہ جن تھا۔ اس نے کہا کہ اس جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ میں نے اس جن کو ملامت کی اور اس سے حلف لیا کہ آئندہ اس خادمہ کے پاس نہ آئے گا۔ میری آنکھ کھلی تو خادمہ پر آسیب کا کچھ اثر نہ تھا گویا اس کو قید سے رہا کر دیا گیا ہے۔ وہ عافیت میں رہی یہاں تک کہ میں نے ۸۹۴ھ میں اس کو علیحدہ کر دیا۔

بیماری سے شفاء

علامہ یوسف نبہانی نقل فرماتے ہیں۔ کہ کثیر بن محمد بن رفاعہ نے بیان کیا کہ ایک شخص عبدالملک بن سعید بن حیار بن جبر کے پاس آیا۔ اس نے اس شخص کا پیٹ ٹٹولا اور کہا کہ تجھے لاعلاج بیماری ہے اس نے پوچھا کہ کیا بیماری ہے؟ ابن جبر نے کہا کہ دُبیلہ[1]۔ یہ سن کر وہ لوٹ آیا اور اس نے تین باریوں دعا مانگی۔

اللہ اللہ ربی لا اشرک بہ اللہ اللہ۔ اللہ میرا پروردگار ہے۔ میں

---

[1] ایک پیٹ کی بیماری کا نام ہے۔

شیئاً اللّٰھم انی اتوجہ الیک	اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا
بنبیک محمد صلے اللہ علیہ	یااللہ! میں تیری بارگاہ میں تیرے نبی
وسلم نبی الرحمۃ یامحمدانی	محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ کا وسیلہ
اتوجہ بک الی ربک وربی	پیش کرتا ہوں۔ یا محمد! میں آپ کے درواز
ان یرحمنی ممارحمۃ	اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کا وسیلہ پیش
یغنینی بھا عن رحمۃ	کرتا ہوں کہ وہ اس بیماری میں مجھ پر ایسی
من سواہ۔	رحمت کرے کہ جس سے کسی غیر کی رحمت
	سے مجھے بے نیاز کر دے۔

اس دعا کے بعد وہ پھر ابن ابجر کے پاس گیا اس نے اس کا پیٹ ٹٹولا تو کہا کہ تو تندرست ہوگیا ہے تجھے کوئی بیماری نہیں۔ (حجۃ اللہ علی العالمین ص۷۹۰)

پناہ ملی تو درِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے

ابو عبداللہ سالم معروف بہ خواجہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں دریائے نیل کے ایک جزیرہ میں ہوں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک مگرمچھ مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔ میں اس سے ڈر گیا۔ ناگاہ ایک شخص نے جو میرے ذہن میں آیا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مجھ سے فرمایا کہ جب تو کسی سختی میں ہو تو یوں پکارا کر۔

اَنَا مُسْتَجِیْرٌ بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ	یارسول اللہ! میں آپ سے پناہ مانگنے والا ہوں

نابینا کو زیارت

یہی سالم معروف فرماتے ہیں کہ ان ہی ایام میں ایک نابینا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا ارادہ کیا۔ میں نے اس سے اپنا خواب بیان کر دیا۔ اور کہہ دیا کہ جب تو کسی سختی میں مبتلا ہو تو یوں پکارا کر انا مستجیر بک

یارسول اللہ ۔ وہ روانہ ہوکر رابغ میں پہنچا ۔ وہاں پانی کی قلت تھی ۔ اس کا خدمت گار پانی کی تلاش میں نکلا ۔ راوی کا قول ہے کہ اس نابینا نے مجھ سے ذکر کیا کہ میرے ہاتھ میں مشک خالی رہ گئی ۔ میں پانی کی تلاش سے تنگ آگیا ۔ اسی اثنا میں مجھے تمہارا قول یاد آگیا ۔ میں نے کہا ۔ اَنَا مُسْتَجِیْرٌ یَارَسُوْلَ اللہ ۔ اس حال میں ناگاہ ایک شخص کی آواز میرے کان میں پڑی تو اپنی مشک بھر لے میں نے مشک میں پانی کے گرنے کی آواز سنی یہاں تک کہ وہ بھر گئی ۔ میں نہیں جانتا کہ وہ شخص کہاں سے آگیا ۔ (حجۃ اللہ العالمین ص ۸۶ ۷)

غرقابہ سے بچالیا

ابوالحسن علی بن مصطفٰے عسقلانی ذکر کرتے ہیں ۔ کہ ہم بحرِ عیذاب میں کشتی میں جدہ کو روانہ ہوئے ۔ سمندر میں طغیانی آگئی ۔ ہم نے اپنا اسباب سمندر میں پھینک دیا جب ہم ڈوبنے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کرنے لگے اور یوں پکارنے لگے یا محمداہ ۔ یا محمداہ ۔ ہمارے ساتھ مغرب کا ایک نیک دل شخص تھا ۔ وہ بولا ۔ حاجیو گھبراؤ مت ۔ تم بچ جاؤ گے کیونکہ ابھی میں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں ۔ میں نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی امت آپ سے استغاثہ کر رہی ہے ۔ حضور نے حضرت ابوبکر صدیق کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ مدد کرو ۔ مغربی کا قول ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا ۔ کہ حضرت صدیق اکبر سمندر میں گھس گئے انہوں نے کشتی کے پتوار پر اپنا ہاتھ ڈالا ۔ اور کھینچتے رہے یہاں تک کہ خشکی سے جا لگے چنانچہ ہم صحیح وسالم رہے اور اس کے بعد بجز خیر ہم نے کچھ نہ دیکھا اور صحیح و سالم خشکی پر پہنچ گئے ۔ (حجۃ اللہ علے العالمین ص ۸۷ ۷)

آنکھ دُکھنے پر فریاد

علامہ نبہانی شواہد الحق میں ۔ ۔ ۔ عبدالرحمٰن جزولی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھ ہر سال خراب ہو جایا کرتی تھی ایک سال مدینہ منورہ میں میری آنکھ دکھنے لگی ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر فریاد کی "یا رسول اللہ! میں حضور کی حمایت میں ہوں اور میری آنکھ دُکھ رہی ہے"۔ پس مجھے آرام آگیا ۔ اور حضور کی برکت سے اب تک مجھے آنکھ کی تکلیف نہیں ہوئی ۔

یوسف نبہانی کی فریاد

علامہ نبہانی اپنی کتاب سعادت الدارین میں خود اپنے استغاثہ کا قصہ یوں تحریر فرماتے ہیں ۔ ایسے ناخدا ترس دشمن نے میرے اوپر ایسا افتراء باندھا ۔ کہ سلطان عبدالحمید خاں نے حکم دیا کہ مجھے معزول کر کے دور علاقہ میں بھیج دیا جائے ۔ یہ سن کر مجھے بیقراری ہوئی جمعرات کا دن تھا ۔ جمعہ کی رات میں نے ایک ہزار دفعہ استغفار پڑھا اور تین سو پچاس بار یہ درود شریف پڑھا ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۔ قَدْ ضَاقَتْ حِیْلَتِیْ اَدْرِکْنِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ۔ مجھے نیند آگئی ۔ آخر رات پھر جاگا اور ہزار دفعہ درود شریف پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کیا ۔ جمعہ کی شام ہی کو سلطان ہی کی طرف سے تار آیا کہ مجھے بحال رکھا جائے ۔ اللہ تعالیٰ سلطان کو نصرت دے اور مفتری نور ہو گئے ۔

امت کا فریادرس صلی اللہ علیہ وسلم

فقیہہ ابو محمد اشبیلی نے اپنی کتاب فضیلت حج میں لکھا ہے کہ اہل غرناطہ میں سے ایک شخص کو ایسا مرض لاحق ہو گیا کہ اس کے علاج سے اطباء عاجز آگئے اور شفا سے

مایوس ہوگئے۔ وزیر ابو عبداللہ محمد بن ابی الخصال نے ایک نامہ بحضور نبی کریم صلی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ شریف پر پڑھے گئے تو بیمار اپنے وطن میں اسی وقت تندرست ہوگیا۔ نامہ لے جانے والے نے واپس آکر اُسے دیکھا تو ایسا تندرست پایا کہ گویا وہ کبھی بیمار ہی نہ ہوا تھا۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۲۳)

نبی علیہ السلام امتی سے دُور نہیں

ابو محمد عبداللہ بن ازوی کحال جو اندلس میں ایک نیک شخص تھا بیان کرتا ہے کہ اندلس میں ایک شخص کا بیٹا قید ہوگیا وہ اپنے بیٹے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنے کے لئے اپنے شہر سے نکلا راستے میں کوئی اس کا واقف ملا اس نے کہا کہاں جاتے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنے جاتا ہوں کیوں رومیوں نے میرے بیٹے کو گرفتار کرلیا ہے اور تین ۳۰۰ سو دینار زر فدیہ قرار دیا ہے۔ مجھ میں استطاعت نہیں۔ اس واقف نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ ہر جگہ مفید ہے۔ مگر وہ نہ مانا۔ جب مدینہ پہنچا تو روضۂ شریف پہ حاضر ہوکر اپنا حال عرض کیا اور حضور علیہ السلام سے توسل کیا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ تم اپنے وطن میں لوٹ جاؤ۔ جب وہ اپنے شہر میں واپس آیا تو اپنے بیٹے کو موجود پایا۔ اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے بتایا تو اس نے بتایا کہ فلاں رات مجھ کو اور بہت سے قیدیوں کو خدا تعالےٰ نے رہائی دی ناگاہ وہ رات وہی تھی کہ اس کا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ (شواہد الحق)

دُشمن کا طعنہ نہیں سُنتے

ابراہیم بن مرزوق بیانی کا بیان ہے کہ جزیرہ شقر کا ایک شخص قید ہوگیا اور بیڑیوں

اور کاٹھ میں ٹھوک دیا گیا و یستعیث و یقول یارسول اللہ یارسول اللہ۔ پکار پکار کر فریاد کرتا تھا اس کے بڑے دشمن کافر نے طنزاً کہا۔ قل ینقذک۔ اس سے کہو کہ تمہیں چھڑا دے۔ جب رات ہوئی تو ایک شخص نے اسے ہلایا اور کہا کہ اذان دو۔ وہ بولا کہ تم نہیں دیکھتے کہ میں کس حال میں ہوں پھر اس نے اذان کہی جس وقت وہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہ پڑھا تو اس کی بیڑیاں خود بخود کھل گئیں جس سے وہ جزیرہ شقر میں جا پہنچا اور اس کا قصہ اس کے شہر میں مشہور ہو گیا (شواہد الحق و حجۃ اللہ علے العالمین۔ ص ۴۰۹)

مشکل میں آنا یارسول اللہ

ایک دوسرے مسلمان قیدی نے کہا کہ کافر بادشاہ کا جہاز دریا میں پھنس گیا ہزار آدمیوں نے زور لگایا مگر جہاز نہ نکل سکا۔ بالآخر مسلمان قیدیوں سے کہا کہ تم جہاز نکالو۔ "فَقُلْنَا بِاَجْمَعِنَا یَارَسُوْلَ اللہ۔ ہم مسلمان قیدیوں نے مل کر یَارَسُوْلَ اللہ کا نعرہ لگا کر زور لگایا تو جہاز باہر آ گیا۔ حالانکہ ہم صرف چار سو پچاس تھے (حجۃ اللہ ص ۸۱۴ ج ۲)

قید سے چھڑا دیا رسول اللہ

حضرت ابو یونس علیہ الرحمۃ کو معلوم ہوا کہ دو سو علماء کو امیر بلدۃ نے گرفتار کر لیا ہے ابو یونس نے ان کی رہائی کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بدیں الفاظ فریاد کی۔ یَا اَحْمَدُ یَا مُحَمَّدُ یَا اَبَا الْقَاسِمِ یَا خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ یَا مَنْ جَعَلَہُ اللہُ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ۔ تو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ غَدًا یُطْلَقُوْنَ ان شَاءَ اللہُ۔ **ترجمہ** کل بفضلہ تعالیٰ رہا ہو جائیں گے۔ چنانچہ صبح ہوتے ہی سب رہا کر دئے گئے۔ (حجۃ اللہ۔ ص ۸۱۴ ج ۲)

مدینہ کو منہ کر کے

حضرت ابو اسحاق نے کہا۔ کہ ایک دفعہ میرا اونٹ گم گیا۔ تلاش بسیار کے باوجود نہ ملا۔ میں نے مدینہ طیبہ (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہا) کی طرف منہ کر کے بدیں الفاظ فریاد کی۔

یَاسَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَنَا مُسْتَغِیْثٌ بِکَ۔ فوراً اونٹ مل گیا۔ حجۃ اللہ ص۸۱۵ ج۲

قرض اتر جائے

نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے تنگدستی کی شکایت کی۔ آپ نے اسے وظیفہ بتایا کہ جب تو گھر جائے تو سلام کہہ پھر میری بارگاہ میں بھی سلام پیش کر۔ پھر میری بارگاہ میں بھی سلام پیش کر۔ پھر سورۂ اخلاص پڑھ اس نے اس پر عمل کیا تو چند دنوں میں تنگدستی کی بجائے فراخ دست ہو گیا۔

(جلاء الافہام ص۲۵۵ نسیم الریاض ص۴۶۴ ج۳)

ف: دیکھیے اللہ والوں کو دکھ درد یہاں تک کہ قرض اتارنے کی پریشانی دور کرنے کے لئے بھی درخواست اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیش کر دی اور آپ کریم نے منگتے کی جھولی بھر دی۔

آپ کی مہربانی چاہیے

حضرت محمد سالم علیہ الرحمۃ نے کہا۔ میں مدینہ طیبہ (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہا) کی طرف پیدل گیا۔ راستہ میں جب کمزوری لاحق ہوتی تو عرض کرتا۔ اَنَا فِیْ ضِیَافَتِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (اے اللہ کے رسول! میں آپ کا مہمان ہوں) فوراً کمزوری دور ہو جاتی ہے حجۃ اللہ ص۸۱۵ ج۲

کنوئیں سے نکالا

حضرت احمد بن احمد علیہ الرحمۃ ایک دفعہ کنوئیں میں گر گئے۔ انہوں نے یاحبیبی یا محمد۔ کہا فوراً باہر آ گئے۔ (حجۃ اللہ ص۸۱۵ ج۲)

جہاز کنارے لگا

صالح بن شوشا نے کہا۔ ہم کشتی پر سوار تھے۔ کہ دشمن کے جہاز نے ہمارا تعاقب کیا۔ قریب تھا کہ جہاز کشتی

کو ڈبو دیتا۔ میں نے عرض کی۔ یَا مُحَمَّدُ نَحْنُ فِی ضِیَافَتِكَ الْیَوْمَ۔ یارسول اللہ آج ہم آپ کے مہمان ہیں۔ یک دم جہاز کا بادبان ٹوٹ گیا اور ہم بخریت تیونس پہنچ گئے۔ (حجۃ اللہ ص۱۲۶ ج ۲)

بخار ٹل گیا

محمد بن محمود علیہ الرحمۃ کو بخار ہو جاتا تھا۔ انہوں نے ایک دن کتاب الشفاء سینے پر رکھ کر عرض کی۔ تَحَسَّبْتُ بِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اے اللہ کے رسول! میں نے آپ پر بھروسہ کیا یکدم بخار اتر گیا۔ (حجۃ اللہ ص۴۲۰)

ٹکڑا مانگنے والے بہشت مانگو

ایک صالح نے مواجہ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کی۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ اِنِّیْ جَائِعٌ۔ اے اللہ کے رسول! میں بھوکا ہوں۔ وہیں پر ایک سیّد صاحب آئے۔ اسے اپنے ساتھ لے گئے۔ کھانا کھلایا۔ پھر فرمایا۔ اَخِیْ لَوْ طَلَبْتَ الْجَنَّةَ اَوِ الْمَغْفِرَةَ اَوِ الرِّضَا۔ اے برادر شہنشاہ رسالت سے پارہ نان مانگنا کم ہمتی ہے۔ اگر تم آپ سے جنت مغفرت اور رضا الٰہی مانگتے تو بہتر ہوتا (حجۃ اللہ ص۴۲۸ ج ۲)

ہر مقصد میں کامیابی

امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے کہا جو شخص ستر مرتبہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ پڑھتا ہے تو اللہ کا فرشتہ اسے پکار کر کہتا ہے تجھ پر اللہ کا درود ہو۔ آج تیری ہر مراد پوری ہو گی۔ (حجۃ اللہ ص۴۲۰ انوار المحمدیہ ص۶۰۱)

مہمان نوازی

حضرت یاسین بن ابی محمد یہ علیہ الرحمۃ نے کہا۔ ہم مدینہ طیبہ سے "وادی القراء" پہنچے۔ بھوک نے سخت ستایا۔ تو ایک ساتھی نے عرض کی۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ نَحْنُ جِیَاعٌ وَنَحْنُ فِی ضِیَافَتِكَ یارسول اللہ ہم بھوکے ہیں۔ آپ کے مہمان ہیں۔ فی الفور مدینہ طیبہ کی روٹیاں دستیاب ہو گئیں۔ ہم نے تین دن کھائیں (حجۃ اللہ ص۴۲۹)

نوٹ اس طرح بے شمار واقعات و شواہد گذرے اور اب بھی ہو رہے ہیں اور ان شاء اللہ تا قیامت ہوتے رہیں گے۔ بلکہ فقیر اویسی غفرلہٗ نے اپنی زندگی میں ہزاروں فریادیوں پر اپنے آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فریاد رسی فرماتے دیکھی۔ اگر عقیدہ اور یقین سچا ہے تو اب بھی آزمائیے۔ کیونکہ ؎

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے
بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے۔

باب نمبر ۳
قصائد

شاہ یمن مرگیا سیدی محمد بن سعید بصری الاصل قریشی شافعی (المتوفی ۸۳۶ھ) کے خلاف شاہ یمن نے کچھ طلب دنیا کے لئے لکھ دیا۔ اس پر آپ نے حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں یوں توسل و استغاثہ کیا۔

مالی سوی جاہ النبی محمد
جاہ بہ احمی و ابلغ مقصدی
فلکم بہ زال العنا عنی وقد
اعدت فی ظن العزول المعتدی
یاقلب لا تجزع وکن خیر امرئ
اضحی یرجی غارۃ من احمد
فعسی تو افیک الفوائد ممسیا
ولعل تانیک البشائر فی غد

میرے واسطے نبی محمد کے جاہ کے سوا کوئی ایسا جاہ نہیں کہ جس کے وسیلہ سے میں محفوظ رہوں اور اپنے مقصد کو پہنچوں کیونکہ بہت دفعہ آپ کے وسیلہ سے میری تکلیف دور ہو گئی۔ حالانکہ میں ملامت کرنے والے ستمگر کے گمان میں محتاج و ہیچ تھا۔ اے دل تو بے صبری نہ کر اور اچھا مرد بن۔ جو احمد ... سے غارت کا امیدوار ہے کیونکہ قریب ہے تجھے شام کو فائدے

پہنچیں گے۔ اور امید ہے تجھے کل سے
بشارتیں آئیں گی۔

آپ نے اس نظم کو تمام نہ کیا تھا کہ نیند آگئی۔ خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور نے فرمایا ہم غارت کے لئے آگئے ہیں تو ہر رات ہم پر ایک ہزار بار درود بھیجا کر۔ سورج غروب نہ ہونے پایا تھا کہ منصور کی بیماری کی خبر آئی۔ پھر تیسرے دن وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (جامع الکرامات للنبہانی۔ بحوالہ مناوی جزء اوّل۔ ص۱۵۶)

دریا میں ڈوبنے سے بچالیا

سیدی ابوالعباس مری کا بیان ہے کہ میں جہاز پر سوار ہوگیا۔ طلاطم کے سبب سے ہم ڈوبنے لگے۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر یوں دعا کی۔

اللھم بحرمۃ نبیك الا ما انقذ تنی یااللہ۔ تو اپنے نبی مصطفٰے کے طفیل مجھے بچالے
وسلامتنی۔ اور سلامت رکھ۔

میں اس دعا سے فارغ نہ ہوا تھا کہ مجھے جہاز کے گرد فرشتے نظر آتے جنہوں نے مجھے سلامتی کی بشارت دی۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو خوشخبری دی کہ انشاء اللہ تعالٰے تم کل صبح صحیح وسالم موضع مریہ میں پہنچ جاؤ گے (جامع الکرامات بمصباح الظلام۔ جزء اوّل۔ ص۲۷)

بوصیری فریادی

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ ہمزیہ میں یوں فرماتے ہیں :-

اتینا الیك انضاء وفقر — اور ہم گناہوں کے بوجھ سے ناتواں
بلتنا الی الغنی انضاء — ونحیف ہوکر آپ کے پاس آئے ہیں
انطوت فی الصدور حاجات نفس — دبلی اونٹنیاں ہمیں بارگاہِ غنا میں لائی

مالہا عن ندی یدیک الظواہر	ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ذاتی
فاغثنا یامن ہو الغوث والغیث	حاجتیں ہیں۔ جن کے لئے آپ کے
اذا اجہد الوری اللاواء	دست مبارک کی سخاوت سے چارہ
	نہیں۔ بس ہماری مدد کیجئے۔ اے فریاد
	رس و باراں۔ جبکہ خلقت قحط سے
	تنگ آجاتے۔

ابوالفتح شیخ الاسلام حافظ ابوالفتح تقی الدین بن دقیق العید (المتوفی ۱۱ر صفر ۷۰۲ھ) توسل واستغاثہ کے بارے میں یوں فرماتے ہیں:۔

اقول لرکب سائرین لیثرب	میں یثرب جانے والے شتر سواروں سے
ظفرتم بتقریب النبی المقرب	کہتا ہوں کہ تم کو نبی مقرب کی زیارت
فبثوا الیہ کل شکوی و متعب	نصیب ہو۔ تم حضور سے ہر ایک شخص و مشقت
وقصوا علیہ کل سئول	عرض کر دینا۔ اور ہر ایک درخواست و
و مطلب وانتم بمرای للرسول	مطلب بیان کر دینا۔ حالانکہ رسول اللہ تمہیں
و مسمع ستحمون فی مغناہ	دیکھتے اور تمہاری بات سنتے ہوں گے۔
خیر حمایۃ و تکفون	حضور کی منزل میں تمہاری خوب حفاظت ہوگی
ما تخشون ای کفایۃ	اور جس چیز سے تم ڈرتے ہو اس سے خوب
و تبدو لکم من عندہ کل	بچاؤ ہوگا۔ اور حضور کے ہاں سے تمہارے
ایۃ فحلوا من التعظیم	واسطے ہر ایک نشان ظاہر ہوگا۔ پس تم
ابعد غایۃ فحق رسول	غایت درجہ کی تعظیم سے اترنا۔ کیونکہ
اللہ اکبر مارعی۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق اس
	سب سے بڑا ہے جس کی رعایت کی جائے

(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ للتاج السبکی ۔ ترجمہ ابن دقیق السید)

کمال باکمال

علامہ کمال الدین بن زملکانی انصاری (متوفی ۱۶ رمضان ۷۲۳ھ) جنہوں نے مسئلہ زیارت واستغاثہ میں اپنے ہمعصر ابن تیمیہ کی تردید میں ایک رسالہ لکھا ہے اپنے قصیدہ مدحیہ میں یوں فرماتے ہیں۔

یا صاحب الجاہ عند اللہ خالقہ	اے خدائے خالق کے نزدیک قدرومنزلت
ما ردّ جاھک الا کل اذاک	والے! سوائے دروغ گو کے کسی نے
انت الوجیہ علی رغم العدا ابدا	آپ کے جاہ ومنزلت کو رد نہیں کیا۔
انت الشفیع لفتاک ونساک	دشمنوں کی خواہش کے برعکس آپ ہمیشہ
یا فرقۃ الزیغ لا لقیت صالحۃ	آبرو والے ہیں۔ آپ دلیروں اور عابدوں
ولا سقی اللہ یوما قلب	کے شفیع ہیں۔ اے فرقہ کج رو! تو
مرضاک ولا حظیت بجاہ	کسی نیکی کو نہ پائے۔ اور نہ خدا کسی روز
المصطفیٰ ابدا ومن اعانک	تیرے مریضوں کے دل سیراب کرے۔
فی الدنیا و والاک یا افضل	اور نہ جاہ مصطفےٰ سے کبھی فائدہ اٹھائے۔
الرسل یا مولی الانام ویا	اور نہ دنیا میں تیرے مددگار اور دوست
خیر الخلائق من انس	فائدہ اٹھائیں۔ اے افضل الرسل اے
واملاک ھا قد قصد	تمام مخلوقات کے آقا۔ اے تمام انس
تک اشکو بعض ما	و ملائک سے بہتر! لو میں آپ کی
صنعت بی الذنوب وھذا	طرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میں آپ سے
ملجاءُ الشاکی قد قیدتنی	گناہوں کے سلوک کی شکایت کروں۔
ذنوبی عن بلوغ مدی	اور آپ کی بارگاہ ہی فریاد کرنے والے

قصدی الی الفوز	کا ملجا ہے۔ میرے گناہوں نے مجھے
منهما فهى اسراكى	میری غایت قصد تک پہنچنے سے
فاستغفر الله لى واساله	روک کر اپنے میں پھنسا لیا۔ پس وہ
عصمته فيما بقى	میرا جال ہیں۔ پس آپ خدا سے میرے
و غنى من غير	لئے مغفرت طلب کیجئے اور آئندہ اس
امساك عليك	کی حفاظت اور غنا بلا امساک کا
من ربك الله الصلواة	سوال کیجئے۔ آپ پر آپ کے پروردگار
كما منا عليك السلام	اللہ کی طرف سے درود ہو۔
الطيب الزاكى ۔	جیساکہ ہماری طرف سے آپ پر
	عمدہ پاک سلام ہو۔ (فوات الوفیات جز ثانی ص۲۵۱)

ابن خلدون

مشہور مؤرخ قاضی عبدالرحمن معروف بہ ابن خلدون مالکی (متوفی ۸۰۸ھ) یوں استغاثہ کرتے ہیں۔

هب لى شفاعتك التى ارجو بها	مجھے اپنی شفاعت فرمائیے جس سے
صفحًا جميلا عن قبيح	میں اپنے برے گناہوں کی معافی
ذنوبى ان النجاة و ان	کی امید کرسکوں۔ اگر نجات کسی
اتيحت لامرئٍ فبفضل جاهك	مرد کے لئے مقدر ہے۔ تو وہ آپ
ليس بالتشبيب انى	کے جاہ کے طفیل سے ہے۔
دعوتك واثقا باجابتى	تشبیب سے نہیں۔ میں آپ کو
ياخير مدعو وخير	پکارتا ہوں۔ مجھے قبولیت کا یقین
مجيب ۔	ہے۔ اے خیر مدعو۔ اے خیر مجیب۔

(المقالات الوفیہ فی الرد علی الوہابیہ)

شیخ شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)

یوں عرض کرتے ہیں۔

نبی اللہ یا خیر البرایا	اے اللہ کے نبی۔ اے تمام مخلوق
بجاھک اتقی فصل	سے بہتر! حضور ہی کی قدر و منزلت
القضاء و ارجو یا کریم	کے طفیل قیامت میں میرا بچاؤ ہوگا۔
العفو عما جنته یدای	اے کریم۔ اے صاحب جود و عطا!
یارب الحباء فقل یا احمد بن	میں ان گناہوں کی جو مجھ سے ہوتے ہیں
علی اذھب الی دار النعیم	معافی کی امید کرتا ہوں۔ حضور فرما دیں
بلا شقاء۔	کہ اے احمد بن علی جنت میں بغیر مشقت
	کے چلا جا۔ (المقالات الوفیہ)

امام عمر بن الوردی یوں عرض کرتے ہیں۔

یارب بالھادی البشیر	اے میرے پروردگار ہادی البشیر محمد کی
محمد و بدینه العالی	طفیل سے اور حضور کے دین کی برکت سے
علی الادیان ثبت علی الاسلام	جو سب دینوں پر غالب ہے۔ میرے دل
قلبی واھدنی للحق وانصرنی علی الشیطان	کو اسلام پر ثابت رکھ اور مجھے حق کی طرف
(المقالات الوفیہ)	رہنمائی کر اور مجھے شیطان پر غلبہ دے۔

مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ ہمزیہ میں استغاثہ فرماتے ہیں۔

رسول اللہ یا خیر البرایا نوالک	اے اللہ کے رسول اے تمام خلق سے
ابتغی یوم القضاء اذا ماحل	بہتر قیامت کے دن میں آپ کی عطا و
خطب مدلھم فانت	بخشش چاہتا ہوں۔ جب کوئی سخت
الحصن من کل البلاء	مصیبت پیش آوے تو حضور ہی ہر بلا

الیک توجہتی و بک — سے بچاؤ کے لئے قلعہ ہیں۔ حضور ہی
استناوی و فیك — کی طرف میری توجہ اور حضور ہی میرا
مطامحی و بك — سہارا ہیں اور حضور ہی سے بھلائی کی
ارتجائی — طمع اور حضور ہی سے اُمید ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے قصیدہ اطیب النغم کی تضمین میں یوں فرماتے ہیں۔

مداوجود الکون فی — آپ ہر لحظہ وجودِ عالم کے دار و مدار ہیں۔
کل لحظۃ و مفتاح باب — اور ہر مشکل میں سخاوت کے دروازے
الوجود فی کل عسرۃ و — کی کنجی ہیں۔ اور ہر شدت میں پریشان
متمسك الملهوف فی کل — بیقرار کی پناہ ہیں۔ اور ہر مصیبت میں
غمرۃ و منتجع الغفران من — آفت رسیدہ کا سہارا ہیں۔ اور ہر ایک توبہ
کل تائب الیك غد العین — کرنے والے کی طرف سے بخشش کا وسیلہ
حین ضراعۃ — ہیں۔ خشوع و خضوع کے وقت آپ ہی
طرف آنکھ اٹھتی ہے۔

استاد کبیر شیخ عبداللہ شبرادی مصری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے وقت یوں عرض کرتے ہیں۔

یارسول اللہ انی مذنب — یارسول اللہ! میں گنہگار ہوں۔ گنہگار
ومن الجود قبول المذنب — کی عرض قبول کرنا جود و کرم ہے۔ یا نبی
یانبی اللہ مالی حیلۃ — اللہ۔ یا سید الانبیاء! آپ کی محبت
غیر حبی لك یا خیر نبی — کے سوا میرا کوئی حیلہ نہیں۔ میرا اندوہ
عظم الکرب ولی فیك — غم بڑا ہے۔ مجھے آپ سے امید ہے

رجائیہ یا دت فرّج کربے ۔ — اے میرے پروردگار! حضور کے غم سے میرا غم دور کر دے ۔

(مقالات صوفیہ)

اسی طرح کے قصائد و ادبیات کا شمار ہی نہیں اور تمام میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ استغاثہ ہے ۔ اور ہر ملک اور ہر علاقہ ہر زمانہ میں ہر شاعر نے معروضات پیش کیئے ۔ اسے کہتے ہیں اجماع امت) ۔ اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، لا تجتمع امتی علے الضلالہ ۔ میری امت گمراہی پہ جمع نہیں ہوگی اور جو امت کے اجماع سے علیحدہ ہو اس کے لئے فرمایا ۔ من شذ شذ فی النار ۔ جو جماعت سے علیحدہ ہوا ۔ وہ جہنم میں گیا ۔ اسی لئے امام اہل سنت رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا ۔
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی
(صلی اللہ علیہ وسلم)

اپنے مشائخ واساتذہ رحمہم اللہ

فقیر اویسی نے مذکورہ بالا ان مشائخ وعلماء رحمہم اللہ کے واقعات عرض کئے ہیں جن کے احسانات علمی ہمارے لئے اتنا بھاری ہیں کہ ہم زندگی بھر ان کے شکریہ کو ورد زبان بنائیں تب بھی پورے نہ اتر سکیں لیکن چونکہ ہمارے ملک میں وہ غیر معروف شخصیات ہیں اسی لئے ممکن ہے کسی کو اعتبار نہ آئے ذیل میں فقیر اپنے ان اساتذہ ومشائخ کا ذکر خیر لاتا ہے جن سے ہم اور مخالفین نے علمی سرمایہ حاصل کیا اور ملک وملت کے کشتیبان بن بیٹھے ۔ اب سوال یہ ہے کہ

جن اساتذہ ومشائخ سے ہم نے علمی سرمایہ حاصل کیا تو وہ مشرک تھے یا مومن اگر وہ مومن تھے بلکہ مؤمن گر تھے تو پھر ان کی دی ہوئی علمی امانت سے ایک نعرۂ رسالت بھی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ان کی دوسری امانتِ علمی کے ساتھ اس امانت یعنی نعرۂ رسالت کا انکار کیوں کریں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ درثمین (حدیث ۲۷) میں تحریر فرماتے ہیں۔

اخبرنی سیدی الوالد قال اخبرنی شیخ السید عبداللّٰہ القاری قال اخذت القرآن عن القاری فقد کان یسکن فی البریۃ فبینا نحن نتناول القرآن اذا جاء قوم من العربۃ فیقدمھم سیدھم فاستمع قرأۃ القاری وقال بارک اللہ ادیت حق القرآن ثم رجع وجاء رجل آخر بذالک الزی فاخبران النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخیرۃ البارحۃ انہ سنذھب الی البریۃ الفلانیۃ لاستماع قرأۃ القاری ھناک فعلمنا اللہ السید الذی کان یقدمھم ھو النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وقد رأیتہ بعینی ھاتین۔

(ترجمہ) مجھ کو میرے والد ماجد صاحب نے خبر دی کہا مجھ کو خبر دی میرے استاد سید عبداللہ قاری نے انہوں نے کہا کہ میں نے قرآن مجید کو ایک قاری زاہد سے جو جنگل میں رہتا تھا حفظ کیا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم قرآن مجید کو حسب معمول پڑھ رہے تھے کہ اتنے میں چند اعرابی آئے اور ان کا سردار ان کے آگے آگے تھا اس نے قاری صاحب کا قرآن مجید سن کر کہا کہ اللہ تعالٰی تجھ پر برکت نازل کرے تو نے واقعی قرآن مجید کا حق ادا کیا پھر وہ سب

کے سب چلے گئے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ایک اور آدمی عربی وضع کا آکر کہنے لگا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ ہم کل رات فلاں جنگل میں فلاں قاری صاحب کا قرآن مجید سننے جائیں گے تو ہم نے سمجھ لیا کہ وہ صاحب جو تشریف لائے تھے وہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور کہا کہ میں نے ان کو اپنی ان دونوں آنکھوں سے دیکھا تھا۔

(۲) نیز حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ فیوض الحرمین میں تحریر فرماتے ہیں۔

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سامنے اکثر کاموں میں دیکھا یعنی آپ کی اصلی صورت میرے سامنے بار بار ہوئی تو میں نے جان لیا کہ آپ کی روح مبارک کو طاقت حاصل ہے کہ تشکل جسم بن جاتی ہے اور یہ وہی بات ہے کہ جس کی طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا ہے کہ پیغمبر مرتے نہیں۔ بے شک وہ اپنی قبروں میں نمازیں پڑھتے ہیں اور حج کرتے ہیں اور بیشک وہ زندہ ہیں۔

(۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مدارج النبوت میں تحریر فرماتے ہیں۔

"بہجتہ الاسرار میں جو ابوالحسن علی بن یوسف شافعی کی تصنیف ہے کہ اس کے اور غوث اعظم کے درمیان دو واسطے ہیں۔ شیخ ابوالعباس احمد بن شیخ عبداللہ ازہری حسینی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت وہاں دس ہزار آدمیوں کا مجمع تھا۔ ان میں علی بن ہیتی رحمتہ اللہ علیہ بھی بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کو نیند کا غلبہ معلوم ہوا تو انہوں نے لوگوں سے کہا خاموش ہو جاؤ چنانچہ سب لوگ چپ چاپ ہو گئے اور آپ سو گئے غوث اعظم رحمتہ اللہ علیہ کرسی سے اتر کر ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور غور کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بیدار ہو گئے

تو حضرت شیخ غوث اعظم نے ان سے پوچھا کہ کیا تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے؟ اس نے کہا بے شک دیکھا ہے۔ اسی واسطے میں (آپ نے فرمایا) میں کرسی سے نیچے اتر کر ادب سے کھڑا ہو گیا پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے کس چیز پر وصیت کی؟ انہوں نے کہا کہ آپ کی ملازمت اور خدمت پر پھر شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے حاضرین سے کہا کہ میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا ہے حضرت شیخ نے اُسے بیداری میں دیکھا ہے۔

(۴) شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"ایک روز نماز ظہر سے پیشتر مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا اے فرزند! لوگوں کو نصیحت کرو میں نے عرض کیا کہ میں ایک عجم کا رہنے والا ہوں۔ فصحائے بغداد کے سامنے میں کیونکر کلام کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنا منہ کھول، میں نے کھول دیا۔ آپ نے سات بار اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا لوگوں کو خدا کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ دعوت دو۔ میں نے نماز ظہر ادا کی اور ممبر پر بیٹھ گیا۔ دفعتہً دیکھا کہ علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی چھ بار اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا اے میرے فرزند! وعظ کہو۔"

(فتاویٰ ابن حجر مکی)

(۵) ایک اور روایت میں ہے کہ:۔

آپ ممبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ یکایک آپ ممبر پر سے اتر آئے اور نیچے کے زینے پر ادب کے ساتھ اس طرح چپ چاپ بیٹھ گئے کہ آپ کی پیٹھ تو حاضرین کی طرف تھی اور آپ کا منہ منبر کی طرف تھا تھوڑی دیر بعد ایک خادم نے آپ سے دریافت کیا۔ یا شیخ! آج یہ نئی بات کیا تھی؟

آپ نے فرمایا:۔
"رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے اس لئے میری کیا مجال تھی کہ میں منبر پر آپ کے برابر بیٹھتا اور آپ کے سامنے بات کرتا۔"

(بہجتہ الاسرار)

(۶) امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ کتاب المیزان میں تحریر فرماتے ہیں:۔
محمد بن زین رحمتہ اللہ علیہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق اور مداح تھے۔ بیداری کی حالت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے لیکن خدا کی شان ایک دفعہ ایک شخص نے اپنی کسی ضرورت کے لئے حاکم وقت کے پاس سفارش کے لئے تشریف لے جانے کو کہا۔ وہ بڑا ظالم اور سفاک تھا آپ چونکہ کسی سائل کے سوال کو رد نہیں کیا کرتے تھے اس لئے آپ اس شخص کو ہمراہ لے کر حاکم وقت کے پاس جا پہنچے حاکم وقت نے ان کو پہچان کر نہایت عزت و احترام سے ان کو اپنی مسند پر بٹھایا پھر دریافت کیا کہ آپ کیسے تشریف لائے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں محض اس شخص کی سفارش کے واسطے آیا ہوں اس کی یہ حاجت اور ضرورت ہے اور آپ کے اختیار میں ہے۔ حاکم نے اسی وقت اس کی حاجت روائی کردی۔ پھر آپ گھر تشریف لے گئے اس سفارش سے گو سائل کی حاجت روائی تو ہو گئی مگر سفارش کرنے والے بزرگ پر یہ عتاب ہوا کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دائمی زیارت بالمواجہہ سے محروم ہو گئے پھر آپ عرصہ دراز تک اس زیارت کے لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے غائبانہ درخواست کرتے رہے کہ یا رسول اللہ! اپنا روئے انور مجھے دکھلایئے اسی اشتیاق میں انہوں نے ایک نہایت محبت آمیز شعر پڑھا جس کا اثر یہ ہوا کہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وسلم ان کو دور سے نظر آئے مگر آپ نے وہیں سے ارشاد فرمایا کہ کیا تو میرے دیدار کا طالب ہے درآں حالیکہ تو ظالموں کے فرش پر بیٹھتا ہے۔

اس کے بعد امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

"پھر ہم کو اطلاع نہیں ملی کہ اس بزرگ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر کبھی نظر آئے ہوں بلکہ وہ یہ حسرت اپنے ساتھ قبر میں لے گئے اور اسی امید میں چل بسے۔"

(۷) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے عرض کی کہ آپ ہمارے ساتھ چل کر سلطان قائتبائی سے سفارش کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ

"بادشاہ و فقیر کے دروازے پر مجھے نعمتِ دیدار کے چھن جانے کا خوف ہے کیونکہ بیداری میں اب تک چھہتر دفعہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو چکی ہے۔ اگر میں بادشاہ کے دروازے پر گیا تو ڈرتا ہوں کہ اس نعمتِ عظمےٰ سے محروم نہ ہو جاؤں" (المیزان شعرانی)

(۸) سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ علیہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر پر حاضر ہوئے تو آپ نے کہا:۔

"یا رسول اللہ! اس سے پہلے میری روح حاضر ہوتی اور آستانہ بوسی کا شرف حاصل کرتی تھی۔ اب آپ کا یہ غلام اپنی روح اور جسم سمیت درِ اقدس پر حاضر ہے۔ آپ اپنا دستِ مبارک بڑھائیے تاکہ میں اس کا بوسہ لوں۔"

پس اسی وقت روضہ مبارک سے دستِ مبارک نمودار ہوا اور ایسا عجیب دلفریب نور نمودار ہوا کہ جس نے سب کو گھیر لیا حاضرین تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے پھر سید احمد نے آپ کے دستِ مبارک کا بوسہ لیا۔ (النفحات الانس)

(۹) سید علی وفیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں پانچ برس کا تھا اور ایک مدرسہ میں قرآن مجید پڑھا کرتا تھا۔

ایک روز میں نے مدرسہ میں عین بیداری میں دیکھا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سفید لباس پہنے ہوئے تشریف لائے اور مجھ سے فرمانے لگے بیٹا! کچھ پڑھو میں نے سورۂ والضحیٰ اور سورۂ الم نشرح آپ کو سنائی پھر آپ یکایک میری نظروں سے غائب ہو گئے اس کے بعد جب میری عمر اکیس سال کی ہیں نے فجر کی نماز کے تکبیر کہی اتنے میں میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور مجھے آپ نے گلے سے لگا لیا اور فرمایا **واما بنعمة ربك فحدث** یعنی اپنے پروردگار کی نعمت کا اظہار کر۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا،

میں نے ایک بار اپنی ظاہری آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپ نے فرمایا کوئی مجھے مردہ نہ سمجھے۔ میری موت صرف عوام کی نظر سے میرا چھپ جانا ہے ورنہ وہ سب مجھے دیکھتے ہیں اور میں ان کو دیکھتا ہوں۔ (طبقات کبریٰ)

ایک بزرگ ایک مولوی صاحب کے حلقۂ درس میں تشریف لائے۔ مولوی صاحب نے ایک حدیث پڑھی اس بزرگ نے فرمایا یہ حدیث نہیں ہے۔ مولوی صاحب نے کہا یہ آپ نے کیونکر جانا؟ اس نے کہا چلئے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیجئے چنانچہ اس بزرگ نے مولوی صاحب کے اوپر چادر ڈال دی۔ انہوں نے دیکھا کہ آنحضرت تشریف رکھتے ہیں اور بزرگ بھی۔ آپ نے فرمایا بے شک میں نے یہ بات نہیں کی۔

(تنویر الحالک للسیوطی)

(۱۰) مولانا جلال الدین ابو یزید پورانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ،

"ہمیں جب کوئی مشکل پیش آتی ہے تو بارگاہِ رسالت میں عرض کر دیتے ہیں اور بلاواسطہ براہِ راست فیضانِ روحِ مقدس سے وہ مشکل حل ہو

جاتا ہے"۔

ایک روز مولانا نے لوگوں سے کہا کہ کنگھی لا کر مجھے دو چنانچہ کنگھی حاضر کی گئی آپ نے بالوں میں کنگھی کی ۔ لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا :۔

اس وقت مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تھی انہوں نے فرمایا تھا اے ابا یزید کبھی اپنی داڑھی میں بھی کنگھی کر لیا کرو"۔ (نفحات الانس)

(۱۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ مدارج النبوت میں تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

"شیخ عباس مرسی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال مجھ سے ایک گھڑی یا ایک لمحہ بھی پوشیدہ ہو تو میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں سمجھتا اور یہ بات ہمیشگی اور مداومت پر محمول ہے"۔

(۱۲) تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ :۔

" ایک شخص حدیث پڑھنے کے لئے عراق جانا چاہتا تھا اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کو فرمایا کہ اتنی دور کیوں جاتے ہو یہیں کسی سے پڑھ لو اس نے کہا یہاں کوئی محدث نظر نہیں آتا آپ نے فرمایا کہ ایک تو میں ان پڑھ شخص موجود ہوں مجھ سے پڑھ لو اس نے کہا کہ آپ نے حدیث کس سے پڑھی ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے براہ راست رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پڑھی ہے ۔ اس شخص نے اس بات کا اعتبار نہ کیا ۔ رات کو خواب میں اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوالحسن سچ کہہ رہا ہے ۔ جب میں صبح بیدار ہوا تو آپ کی خدمت میں حدیث پڑھنی شروع کی ۔ آپ پڑھاتے وقت کہیں کہیں فرماتے کہ یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے ۔ وہ پوچھتا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا ؟ آپ

فرماتے کہ جب تک تم حدیث پڑھتے ہو میری آنکھیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابرو مبارک پر لگی رہتی ہیں جب میں آپ کے چہرے پر شکن دیکھتا ہوں تو سمجھ جاتا ہوں آپ اس سے بیزار ہیں۔" (مدارج النبوت)

(۱۳) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی کی جلد اوّل کے ساٹھویں اور بیسویں مکتوب میں مرقوم ہے:۔

"امروز در حلقۂ بامدادی بینم کہ حضرت الیاس وحضرت خضر علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بصورت روحانیاں حاضر شدند وبہ تلقی روحانی حضرت خضر فرمودند کہ ما از عالم ارواحیم حضرت سبحانہٗ وتعالےٰ ارواح ما را قدرت کاملہ عطا فرمودہ است کہ بصورت اجسام متمثل شدہ کارہائیکہ از اجسام بوقوع می آیند از ارواح ما صادر یابد"۔

(ترجمہ) میں آج حلقہ میں صبح کے وقت دیکھتا ہوں کہ حضرت الیاس اور حضرت خضر علیہ السلام صورتِ روحانیاں میں حاضر ہوئے اور روحانی القاء سے حضرت خضر نے فرمایا کہ ہم عالم ارواح سے ہیں اور اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ نے ہمارے ارواح کو قدرتِ کاملہ عطا فرمائی ہے کہ اجسام کی صورت میں متمثل ہو کر دنیا کے کام جو وقوع میں آتے ہیں انہیں ہم پورا کرتے ہیں۔

غرض ایسے بے شمار صحیح اور مستند واقعات کتب معتبرہ میں پائے جاتے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء اللہ کے سامنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر وقت موجود اور حاضر رہتے ہیں جن سے تعدد اجساد کا ثبوت پایا ہے ایسی باتیں بالعموم یا تو ایمان ویقین کیساتھ ماننی پڑتی ہیں یا اہل اللہ کی صحبت میں رہنے سے بالخصوص سمجھ میں آیا کرتی ہیں۔ سے

گر ہوائے ایں سفر داری دلا
دامن رہبر بگیر و پس بیا

فقیر اویسی غفرلہٗ نے "الانجلاء" اور "تحفۃ الصلوٰۃ" ... کے جلد دوم میں اس قسم کے سینکڑوں واقعات و حکایات جمع کی ہیں۔ قابل دید اور لائق مطالعہ کتاب ہے خصوصاً اہلِ علم اور عاشقانِ نبوی اور مشتاقانِ زیارت مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے لئے بہترین تحفہ ہے۔

باب نمبر ۴

مخالفین کے معتمدین

مخالفین نے بھی سہواً یا خطأً عمداً ندائے یارسول اللہ کے جواز پر ہمارا ساتھ دیا ہے اگرچہ اس باب میں بکثرت حوالہ جات فقیر لکھ سکتا ہے لیکن چونکہ اختصار مطلوب ہے اسی لئے چند تحریروں پر اکتفا کرتا ہے سب سے پہلے ابنِ تیمیہ کو لیجئے کیونکہ استغاثہ از رسول اللہ و اولیاء اللہ کے انکار پر اس غریب نے کافی زور لگایا تھا لیکن قدرت نے اس کا زور توڑا اور پھر اس کے قلم سے لکھوایا کہ ندائے یارسول اللہ جائز ہے۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ ابنِ تیمیہ کتاب العقل والنقل میں تحریر کیا ہے :-

فاذا خاطبناہ یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان علینا ان نتأدب بادب اللہ تعالیٰ حیث قال لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا فلا نقول یا محمد یا احمد کما یدعو بعضنا بعضا بل نقول یارسول اللہ یا نبی اللہ واللہ سبحانہ وتعالیٰ خاطب الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام باسمائھم

فقال یادم اسکن انت وزوجك الجنة یا نوح اهبط بسلام و برکات علیك وعلیٰ امم ممن معك۔ یاموسیٰ انی انا ربك یاعیسیٰ انی متوفیك و رافعك الیّ ولما خاطبه صلی اللہ علیه وسلم قال یایها النبی یاایها الرسول یاایها المزمل یا ایها المدثر فنحن احق ان نتأدب فی دعائه وخطابه صلی اللہ علیه وسلم۔

ترجمہ:۔ جب ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ و مکالمہ کریں تو ہم پر واجب ہے کہ ہم انہی آداب اور شرائط کو ملحوظ رکھیں جن کو خدائے ارحم الراحمین نے جب بھی اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا ہے لحاظ رکھا ہے دلیل یہ کہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہمارے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو اس طرح نہ پکارو جس طرح کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو پس ہم یوں نہیں پکاریں گے یا محمد! یا احمد! جیساکہ نام لے کر آپس میں ایک دوسرے کو پکارا کرتے ہیں۔ بلکہ یوں کہیں گے یا رسول اللہ! یا نبی اللہ! اور اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے دیگر انبیاء کو ان کے ناموں سے پکارا ہے جیساکہ فرمایا ہے یا آدم، یا نوح، یا موسیٰ، یا عیسیٰ اور جب کہ اپنے حبیب صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا تو نام نہیں لیا بلکہ یوں سرفراز کیا یا ایہا النبی، یا ایہا الرسول، یا ایہا المزمل، یا ایہا المدثر، تو ہم اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ جب ہم آپ کو پکاریں اور خطاب کریں تو ضرور بپاس ادب ملحوظ رکھیں۔

اس تقریر سے چار مسئلے ثابت ہوئے۔

۱۔ مذہب صحیح یہ ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں حیات ہیں اور اسی پاسِ ادب کے مستحق ہیں جس کے وہ حیاتِ ظاہری کے مستحق تھے۔ ورنہ مخاطبہ اور مکالمہ محض فضول ہے اور آداب کو ملحوظ رکھنا بالکل بیکار۔

۲۔ دوسرا یہ کہ عالم ناسوت اور دنیا میں اس بدن کے ساتھ سننا خاص نہیں بلکہ جیسا کہ دنیا میں انسان سنتا ہے ویسے ہی عالم برزخ میں بلکہ زیادہ سنتا ہے ورنہ مکالمہ و مخاطبہ کا کوئی معنے نہیں کیونکہ جو شخص ایسی چیز کو پکارتا ہے جو وہ سماعت رکھتی ہی نہیں اس کا پکارنا مجنونانہ حرکت ہوگی۔

۳۔ تیسرا یہ کہ موت صرف انتقال کا نام ہے یعنی ایک عالم سے منتقل ہو کر دوسرے عالم میں چلے جانا اور بس لہٰذا اس انتقال کے بعد ارواح تمام زندہ ہیں ہاں اختلاف اگر ہے تو اجسام کے فنا و بقا کے متعلق ہے۔ پس انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجسام کو قطعاً زمین نہیں کھا سکتی۔ باقی دوسرے اشخاص کے مراتب مختلف ہوتے ہیں لہٰذا قطعاً نہیں کہا جا سکتا کہ ان کے وجود اسی طرح باقی ہیں پس یہ ثابت ہوا کہ روح بعد مفارقت بلا تغیر و تبدل اسی طرح بالاتفاق سے باقی رہتی ہے۔

۴۔ چوتھا یہ کہ بعد موت یعنے مذکور ندا کرنا اور پکارنا اور مکالمہ و مخاطبہ نہ صرف جائز بلکہ تقاضائے ایمان ہے نہ اس میں کفر لازم آتا ہے نہ شرک کیونکہ اگر کوئی محذور شرعی لازم ہوتا تو یہ کبھی متصور نہیں ہو سکتا کہ اس قدر ذی شان عالم اور وہ بھی حنبلی مذہب کا امام جس کا ایک قدم بھی ظاہر حدیث سے آگے نہیں جا سکتا ایک ایسی چیز کی تعلیم دینا اور اشاعت کرنا جو کہ شرعاً ممنوع اور محذور ہو۔ حاشا۔

۲۔ مولوی محمد اسحٰق نے مائۃ مسائل کے چوبیسویں سوال کے ضمن

یہاں تحریر کیا کہ

"اگر کسے یارسول اللہ	اگر کوئی شخص یارسول اللہ کہے
بگوید برائے رسیدن درود وسلام	درود وسلام پہنچانے کے واسطے
جائز است۔	تو جائز ہے۔

دیکھئے مولوی محمد اسحٰق دہلوی جو ظاہر حدیث پر عمل کرنے والے بڑے محتاط اور متشدد ہیں وہ بھی ندائے غیبیہ کو جائز فرماتے ہیں۔ گو اس میں درود وسلام کی تخصیص کرتے ہیں مگر اس سے بھی ہمارے دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے۔

(۳) حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ معظمہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بحالت غائب خطاب حاضرانہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ ان کی نعتیہ نظم میں ہے۔

ذرا چہرے سے پردے کو ہٹاؤ یارسول اللہ
مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یارسول اللہ
کرو روئے منور سے میری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یارسول اللہ
اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
بس اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یارسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پر لگاؤ یارسول اللہ
اگرچہ ہوں ناقابل واں کے پر امید ہے تم سے
کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یارسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یارسول اللہ

پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

۴۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بحالتِ غائب خطاب حاضرانہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ ان کے قصائدِ نعتیہ میں ہے۔

اگر جواب دیا بیکسوں کو تو نے بھی
تو کوئی اتنا نہیں کہ جو کرے کچھ استفسار
کروڑوں جرم کے آگے یہ نام کا اسنام
کریگا یا نبی اللہ کیا یہ میری پکار
بہت دنوں سے تمنا ہے کیجئے عرضِ حال
اگر ہو اپنا کسی طرح تیرے در تک بار
مدد کر اے کرمِ احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

۵۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فیوض الحرمین میں ولی کے حال میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

جبلت نفسہ نفساً قدسیۃ لا یشغلہا شان عن شان ولا یاتی علیہ حال من الاحوال التجرد الی النقطۃ الکلیۃ الا وھو خبیر بہا الآن وانما الاتی تفصیل الاجمال

ترجمہ: ولی فرد کا نفس اصل خلقت میں نفس قدسی بنایا جاتا ہے اسے ایک بات تک اور اب سے لے کر وقت وصال تک جس قدر احوال اس پر آنے والے ہیں سب کی اسے اس وقت خبر ہے۔ وہ جو آئے گا اجمال کی

تفصیل ہوگا"

فائدہ: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک فردِ غلام کے لیئے اپنی زندگی بھر کے تمام احوال آئندہ کا اس وقت علم بتا رہے ہیں۔ یہ کتنا بڑا شرک ہے۔ کیا آپ نے لوگوں کو شرک کی تعلیم دی؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ ایسی باتیں شرک میں داخل نہیں ہیں۔

۵۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی صراطِ مستقیم میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"براں کشفِ ارواح و ملک ومقامات آنہا وسیرِ امکنہ زمین وآسمان وجنت ونار واطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کنند وباستعانت ہمات شغل بہر مقامیکہ از زمین وآسمان وبہشت ودوزخ خواہد متوجہ شدہ بسیرِ مقام احوال آنجا دریافت کنند وبا اہل آں مقام ملاقات سازد۔"

ترجمہ:۔ اس کو ارواح اور ان کے ملک ومقامات کے کشف اور زمین وآسمان اور بہشت ودوزخ کے مواضع کی سیر اور لوح محفوظ پر آگاہی کا شغل ہوتا ہے اور اس شغل کی مدد سے وہ زمین وآسمان اور بہشت ودوزخ کے جس مقام پر چاہتا ہے متوجہ ہوکر اس مقام کی سیر سے وہاں کے احوال دریافت کرلیتا ہے اور وہاں کے رہنے والوں سے ملاقات کرتا ہے۔

۶۔ مولٰنا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بستان المحدثین میں شیخ ابوالعباس احمد زروق رحمۃ اللہ علیہ کے یہ شعر نقل فرماتے ہیں۔

انا لمریدی جامع لشتاتہ اذا ما سطا جور الزمان بنکبۃ

میں اپنے مرید کا اس کی پراگندگیوں میں جامع ہوں جبکہ جورِ زمانہ سختیوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے۔

وان کنت فی ضیق وکرب ووحشۃ فناد بیا زروق آت بسرعۃ

ترجمہ: یعنی اور اگر تو تنگی و سختی اور وحشت میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکار میں جلد ہی آؤں گا۔

(ف) شیخ احمد بن زروق مغربی رحمۃ اللہ علیہ امام شمس الدین لقانی اور امام شہاب الدین قسطلانی شارح بخاری کے استاد ہیں ابدال سبعہ اور محققین صوفیہ میں سے ہیں۔ شریعت اور حقیقت کے جامع ہیں وہ ایک جلیل القدر بزرگ ہیں کہ ان کے کمال کا مرتبہ ذکر سے بڑھ کر ہے۔

۸۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اولیاء اللہ کی روحانیت کو حاضر و ناظر مانتے ہیں۔ چنانچہ وہ امداد السلوک میں تحریر کرتے ہیں۔

ہمہ مریدین بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما از روحانیت دور نیست چوں ایں امر محکم داند ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آید۔ و ہر دم مستفید بود مرید در حل واقعہ محتاج شیخ بود شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ اورا القاء خواہد کرد۔ مگر رابطہ شرط است و بسبب ربط قلب شیخ لسان قلب ناطق مے می بود و بسوئے حق تعالیٰ راہ می کشاید و حق تعالیٰ اورا محدث می کند۔

ترجمہ: مرید کو یقین رکھنا چاہیئے کہ مرشد کی روح ایک مکان میں مقید نہیں ہے پس جس جگہ مرید ہوگا خواہ وہ قریب ہو یا بعید اگرچہ مرشد بظاہر مرید سے دور ہوگا لیکن روح سے دور نہیں ہے۔ جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو پھر مرشد کو ہر وقت یاد میں رکھے اس طریق سے رابطہ دلی پیدا ہوا اور ہر وقت فیض پائے اور فائدہ اٹھائے چونکہ مرید واقعات

کے سمجھنے میں مرشد کا محتاج ہے لہٰذا طالب کو مرشد کو حاضر کر کے اس سے زبانِ حال سے سوال کرے البتہ مرشد کی روح اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو انکار کرے گی مگر رابطہ کامل رکھنا شرط ہے اور مرشد کے رابطہ قلب کے سبب زبانِ دل بولے گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف راستہ کھل جائیگا اور اللہ تعالیٰ اس کو محدث کر دے گا۔

۹۔ قصائد قاسمی میں مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے صٓ۸ نے کہا کہ

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا
بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غم خوار
رجاء و خوف کی موجوں میں ہے اُمید کی ناؤ
جو تو ہی ہاتھ لگائے تو ہووے بیڑا پار

ان اشعار میں مولوی محمد قاسم صاحب نہ صرف نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو غائبانہ اپنی حاجت کے واسطے پکارتے ہیں بلکہ ان کے کرم کو بھی ان کے ماسوا سے منہ موڑ کر مدد طلب کرتے ہیں۔

۱۰۔ قصائد قاسمی صٓ۲۶ میں ہے کہ

تیرا سایہ ہو جس پر اس پر ہو اللہ کا سایہ
خدا راضی ہو تو راضی ہو تنہا جس مسلماں سے
مدد کر غوث اعظم بے کسوں ہم سے غریبوں کی
چھوڑا لے غیر تیرے کون دست نفس و شیطاں سے

خبر لینا ہماری اے شہ دنیا ودیں جلدی

کہ ہیگا بر سرِ کیں نفس اس ننگِ غلاماں سے

پکڑنا ہاتھ میرا شمع نورِ احمدی جلدی

کہ رہ ملتا نہیں مقصود کا ظلمات عصیاں سے

۱۰۔ مولوی ضیاء الدین رامپوری حافظ محمد ضامن صاحب کو لکھتے ہیں۔

"سنا ہے کہ طوفان کی شدت کے وقت جس کی تھوڑی دیر بعد سکون کے آثار کے آثار پیدا ہوئے۔ حکیم ضیاء الدین صاحب یا کسی دوسرے شخص نے عالم رویا یا واقعہ میں دیکھا تھا کہ متلاطم سمندر میں ایک جانب اعلیٰ حضرت حاجی صاحب امداد اللہ صاحب، اور دوسری جانب حضرت حافظ صاحب جہاز کو کندھے پر رکھے ہوئے آگے کو دھکیلتے اور موجوں کے تھپیڑوں سے اس کی حفاظت فرماتے جا رہے ہیں اور کہتے ہیں گھبراؤ نہیں۔ (تذکرۃ الرشید ص۲۰۲)

۱۱۔ تذکرۃ الرشید جلد اول ص۱۱۴ میں ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں کہ

یا مرشدی یا مولٰی یا مفزعی

یا ملجائی فی مبدئی و معادی

ارحم علی ایا غیاث فلیس لی

کہف سوی حبکم من زاد

فانما لا نام بکو رانی هائم

فانظر الی برحمة یا هادی

یا سیدی للہ شیئا انہ

انتم لی المجدی وانی جادی

دوش وقت سحر از غصہ نجاتم دادند

واندراں ظلمت شب آب حیاتم دادند

کیمیائیست عجب بندگی پیر مغاں

خاک او گشتم و چندیں درجاتم دادند

۱۱۔ امداد المشتاق مصنفہ مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی مشتاق احمد ص۱۱۶ میں ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر حضرت خواجہ نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق رقم طراز ہیں:

تم ہو اے نورِ محمد خاصِ محبوبِ خدا

ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ

تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا

عشق کی پیر سنکے باتیں کانپتے ہیں دست و پا

اے شہ نورِ محمد وقت ہے امداد کا

آسرا دنیا میں ہے ازبس تمہاری ذات کا

تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا

آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا

اے شہ نورِ محمد وقت ہے امداد کا

۱۲۔ حاجی امداد اللہ صاحب جو تمام اکابر دیوبندیہ کے پیر و مرشد ہیں تحریر فرماتے ہیں۔

مناجات

اے رسولِ کبریا فریاد ہے — یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل — اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل — اے مرے مشکل کشا فریاد ہے
گردن وپا سے مرے زنجیر طوق — یا نبی کیجئے جدا فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجئے مجھے — یا شہ ہر دوسرا فریاد ہے
یا نبی احمد کو راہ پر لو بلا — اس لئے صبح و مسا فریاد ہے

(نالۂ امداد غریب ص۵)

۱۴۔ جناب حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ

اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
بس اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
مری کشتی کنارے پر لگاؤ یا رسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپکے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

۱۵۔ یہی حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ضیاء القلوب مطبوعہ راشد کمپنی ص۳۶ پر لکھا ہے۔

• آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت مثالیہ کا تصور کر کے درود شریف پڑھے اور داہنی طرف یا رحمٰن اور بائیں طرف یا محمد اور دل پہ یا رسول اللہ ایک ہزار بار پڑھے انشاء اللہ بیداری یا خواب میں

زیارت ہوگی ۔"

ف ۔ معلوم ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو حرفِ ندا سے پکارنا شرک نہیں بلکہ اس مبارک ندا سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو زیارت نصیب ہوتی ہے ۔

۱۷ ۔ مولوی زکریا سہارنپوری نے لکھا ہے ۔

" علامہ سخاوی ، ابوبکر بن محمد سے نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکر بن مجاہدؒ کے پاس تھا کہ اتنے میں شیخ المشائخ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ آئے ، ان کو دیکھ کر ابوبکر بن مجاہدؒ کھڑے ہو گئے ۔ اُن سے معانقہ کیا ، ان کی پیشانی کو بوسہ دیا ۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ میرے سردار آپ شبلیؒ کے ساتھ یہ معاملہ کرتے ہیں حالانکہ آپ اور سارے علماء بغداد یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ مجنون ہیں ۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے وہی کیا کہ جو حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ۔ پھر انہوں نے اپنا خواب بتایا کہ مجھے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی کہ حضورؐ کی خدمت میں شبلیؒ حاضر ہوئے ۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور میرے استفسار پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ آخر سورۃ تک پڑھتا ہے اور اس کے بعد مجھ پر درود پڑھتا ہے ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جب بھی فرض نماز پڑھتا ہے اس کے بعد یہ آیت شریفہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۔ ۔ پڑھتا ہے اور اس کے بعد تین مرتبہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ پڑھتا ہے ۔ ابوبکرؒ کہتے ہیں کہ اس خواب کے بعد جب شبلیؒ آئے تو میں نے

اُن سے پوچھا کہ نماز کے بعد کیا درود پڑھتے ہو؟ تو انہوں نے یہی بتایا۔"
(تبلیغی نصاب۔ فضائل درود)

اور لکھا ہے:۔

" ابوالقاسم خفاف کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ ابوبکر بن مجاہدؒ کی مسجد میں گئے۔ ابوبکرؒ ان کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ ابوبکرؒ کے شاگردوں میں اس کا چرچا ہوا۔ انہوں نے استاذ سے عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں وزیر اعظم آئے ان کے لئے تو آپ کھڑے ہوئے نہیں، شبلیؒ کے لئے آپ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کے لئے کیوں نہ کھڑا ہوں جس کی تعظیم حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم خود کرتے ہوں۔ اس کے بعد استاذ نے اپنا ایک خواب بیان کیا اور یہ کہا۔ رات میں نے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تھی، حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ کل کو تیرے پاس ایک جنتی شخص آئے گا جب وہ آئے تو اس کا اکرام کرنا۔ ابوبکرؒ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے دو ایک دن کے بعد پھر حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا اے ابوبکر اللہ تمہارا بھی ایسا ہی اکرام فرمائے جیسا کہ تم نے ایک جنتی آدمی کا اکرام کیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! شبلی کا یہ اعزاز آپ کے ہاں کس وجہ سے ہے۔ حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ پانچوں نمازوں کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے۔ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ؛ الآیۃ اور اسی برس سے اس کا یہ معمول ہے۔"

(بدیع)

فوائد: واقعہ اگرچہ ہمارے اہل سنت نے اپنی تصانیف میں نقل فرمایا ہے لیکن چونکہ مخالفین کے نزدیک ایسے ندا اور پھر مدد کے لئے ڈبل شرک ہے اسی لئے فقیر نے اُن کے اکابر کے حوالہ جات سے لکھا ہے۔

وہابیوں کا امام

۱۔ ابن قیم جو وہابیوں کا امام ثانی اور ابن تیمیہ کا شاگرد اور دایاں ہاتھ ہے اس کی کتاب جلاء الافہام میں بھی یہ واقعہ ہے

۲۔ تبلیغی اور دیوبندی جماعت کی تبلیغی نصاب کتاب جو ان کے ہر فرد کے لئے ہر وقت ساتھ رہنا ضروری ہے میں بھی یہ واقعہ ص۲۸۹ میں ہے اس حکایت سے مندرجہ ذیل مسائل ثابت ہوئے۔

۱۔ ایک ولی اللہ دوسرے ولی اللہ کے حالات باطنی سے باخبر ہوتا ہے۔

۲۔ بظاہر فقیر درحقیقت وہی امیر ہوتے ہیں جیسے شیخ شبلی قدس سرہٗ۔

۳۔ اعلیٰ ادنیٰ کی عزت و احترام کرے تو حرج نہیں جیسے شیخ شبلی کے لئے حضور علیہ السلام نے کر دکھلایا۔

۴۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی امت کے ہر فرد کا ہر عمل اب بھی ایسے ہے جیسے ہاتھ کی ہتھیلی پر رائی کا دانہ

۵۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات حقیقی سے زندہ ہیں۔

۶۔ مزار شریف میں سے باہر جہاں چاہیں تشریف لے جائیں۔

۷۔ حاضر و ناظر ہیں کسی کے لئے جسم مبارک سے کسی کے لئے دوری کے حجابات اٹھا کر قریب نظر آتے ہیں۔

۸۔ یارسول اللہ کا وظیفہ ہر نماز کے بعد نہ صرف جائز بلکہ زیارت نبوی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ جو لوگ شرک و بدعت کا فتویٰ لگاتے ہیں وہ بتائیں کہ کبھی شرک و بدعت کے ارتکاب سے بھی زیارت نبوی ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ

یارسول اللہ کا وظیفہ حضوری درود ہے۔

۹۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے پاس جنتی آئیں گے یہ "ما فی الغد" یعنے کل کیا ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسے بتایا ویسے ہوا اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالے اپنا خاص علم اپنے محبوبوں کو بتاتا ہے جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو شبلی قدس سرہٗ کے جانے کا علم تھا اور آپ نے اپنے ولی کو بتایا۔ تفصیل فقیر کی کتاب "نورالہدیٰ" میں ہے۔

۱۰۔ بعض اوراد و وظائف ایسے بھی ہیں جن سے زیارت نبوی ہوتی ہے جو اوراد و وظائف شرک و بدعت کہتا ہے اسے سمجھئے وہ کون ہوگا۔

مخالفین کے فتاوی شرک

اس موضوع پر مزید بھی بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے بطور نمونہ ہم نے مختصراً عرض کر دیا ہے لیکن دور حاضرہ کے موحدین کے فتاوی پڑھیے وہ ہمیں یا ہمارے اسلاف اور ہمارے دلائل کے باوجود کیا کہتے ہیں۔ نمونے کے چند حوالے آپ بھی پڑھیئے۔

۱۔ "تذکیرالاخوان مصنفہ اسمٰعیل صاحب دہلوی صد ۲۴۳ میں ہے کہ:۔

۱۔ تجھ سوا مانگے جو غیروں سے مدد
فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد
دوسرا اس سا نہیں دنیا میں بد
ہے گلے میں اس کے حبل من مسد
سب سے اس پر لعنت و پھٹکار ہے

۲۔ تذکیرالاخوان مصنفہ مذکورہ بالا صد ۸۳ میں ہے کہ:۔
"مردوں سے حاجتیں مانگنا اور ان کی منتیں ماننا کفار کی راہ ہے"

ف: یہ تھے مرکزی موحد بالاکوٹ میں شہید کہلانے والے جنہیں دیوبندی،

وہابی۔ مودودی اور ان کے جملہ ہمنوا نے مسلّم امام و پیشوا مانا ہے۔

۳۔ تقویۃ الایمان ص۵ میں مصنف مذکور نے لکھا کہ:۔

"سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں۔

ف: بتائیے مذکورہ بالا فتویٰ کہاں کہاں تک لاگو ہوا یہ صرف بریلویوں پر یا صحابہ کرام بلکہ نبی علیہ السلام سے لے کر ان کے جملہ پیشوایان مذہب پر بھی۔ سوچ کر جواب دیجیے۔

۴۔ جواہر القرآن مصنفہ مولوی غلام خان صاحب راولپنڈی ص۱۲۲ میں لکھا کہ:۔

سوال:۔ اگر انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام و ملائکہ کو غائبانہ حاجات میں متصرف فی الامور بالعرض بھی نہ مانا جائے بلکہ اللہ جل شانہٗ کے دربار میں سفارشی سمجھ کر پکارا جائے تو کیا یہ بھی شرک ہے؟

جواب:۔ یہ بھی شرک ہے۔ مکّہ کے مشرک اپنے معبودوں کو سفارشی سمجھ کر ہی پکارتے تھے۔

ف: یہ تھے موحدین جماعت کے صوبائی شیخ القرآن جس کا خاتمہ ہوا تو .... لیکن مفتی ایسے کہ امت بلکہ نبی شفیق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مشرکین مکّہ کے ساتھ جا ملایا۔

۵۔ تقویۃ الایمان ص۵ میں اسمٰعیل دہلوی نے لکھا کہ:۔

"سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو وہ شرک میں گرفتار ہیں"

ف: پریوں میں نداء میں ملانے کا لطیفہ خوب ہے۔ نا معلوم ان صاحبان نے کب سے انبیاء واولیاء اور پریوں کو ہم پلّہ بنایا۔ (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

۶۔ جواہرالقرآن مصنف مذکور ص۱۴۷ میں لکھتے ہیں:۔

"شرک فی الدعاء غائبانہ حاجات میں کسی پیرو پیغمبر کو پکارنا کفرو شرک ہے۔ یہی شرک مشرکین مکہ میں تھا اور ہر پیغمبر کے زمانے میں ہوتا رہا۔"

تبصرہ اویسی

دیوبندیوں وہابیوں کے نزدیک نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کو تو تمام انبیاء ورسل کا علم نہ تھا اور مولوی غلام خاں صاحب کو تمام انبیاء کے ہر اُمتی کے اقوال وافعال کی خبر ہے جو مذکورہ بالا عبارت سے بیّن ہے۔

ف: اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ بابا آدم علیہ السّلام سے لے کر رہتی دُنیا تک تمام انبیاء واولیاء اور صلحاء مشرکین مکہ کی طرح ہوئے اور خود پکّے موحد۔ تفصیل "ابلیس تا دیوبند" میں دیکھئے۔

۷۔ تقویۃ الایمان ص۱۰ میں ہے کہ:

"جو کوئی کسی کا نام اُٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلے میں اس کی دُہائی دیوے اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی صورت کا خیال باندھے اور یوں باندھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہتی اور جو مجھ پر احوال گذرتے ہیں جیسے

بیماری و تندرستی و کشائش و تنگی مرنا و جدنیا غم و خوشی سب کی ہر وقت اُسے خبر ہے اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل میں گذرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے شرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے چشتی قادری نقشبندی سہروردی رفاعی یہ سب فرقے یہود کی طرح ہیں۔

انصاف لے انصاف والو! یہ فتاویٰ پڑھ کر بتایئے کہ دنیا میں کون باقی رہ گیا جسے مسلمان کہا جا سکے؟

مخالفین کا ہیر پھیر پڑھیئے! یہ تھے ہمارے دلائل قاہرہ و براہین باہرہ اب مخالفین کے فتاویٰ پڑھئے وہ ہمارے لئے تو اسے شرک سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی گمراہی اور کبھی فسق اور کبھی گناہ کبیرہ وغیرہ وغیرہ اور اپنے اور اپنوں کے لئے جائز۔ اسے کہتے ہیں ایمان کا تزلزل ورنہ سیدھی بات ہے کہ صاف لکھ دیں کہ یہ کفر ہے یا گناہ۔ یا جائز یا ناجائز۔

فتاویٰ گنگوہی ج ۳ ص ۱۵ میں سوال تھا پڑھنا اُن اشعار کا جن میں استعانت بغیر اللہ ہو کیسا ہے مثلاً یہ شعر ؎

یارسول اللہ انظر حالنا　　یا نبی اللہ اسمع قالنا

انّنی فی بحر ہم مغرق　　خذ یدی سہل لنا اشکالنا

شاید اشعار مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی و مولانا محمد قاسم کے بھی متضمن اشعار استمداد یہ ہیں پس یہ اشعار جائز ہیں یا شرک اور ان کے مصنفوں کے حق میں کیا کہا جائے ان اشعار کا پڑھنا اس ملک میں بہت رائج ہے ان کے بحث کرنیوالے

کو منکر حضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم بتلاتے ہیں مساجد اور خانقاہوں میں روبرو علماء و مشائخ کے پڑھے جاتے ہیں۔ کوئی عالم یا شیخ کہ بعض حضرات اُن میں خوش عقیدہ و دیندار بھی ہوتے ہیں کچھ تعرض نہیں کرتا۔ ملخصاً سوال کے مضامین کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ استعانت بغیر اللہ یعنے غیر خدا سے مدد مانگنا۔

۲۔ ان اشعار میں یہ کہ یا رسول اللہ حضور ہمارے حال پر نظر فرمائیں یا نبی اللہ حضور ہماری عرض سنیں ہماری دستگیری فرمائیں ہماری مشکلیں آسان فرمائیں۔

۳۔ ان اشعار کا عام مجالس و مجامع میں پڑھنے کا رواج کثیر ہونا کسی عالم کا انکار نہ کرنا۔

۴۔ عام مسلمین کا اُن کو عین دین سمجھنا بحث کرنے والوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کا منکر جاننا۔

اُن کے متعلق گنگوہی کا جواب سنیئے :۔

"ندا غیر اللہ کو کرنا دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ اُن کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے اشعار بزرگان فی حد ذاتہ نہ شرک نہ معصیت ہاں بوجہ موہم ہونیکے مجامع میں کہنا کہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ ایہام بھی ہے لہذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا مؤلف پر طعن ہو سکتا ہے اور کراہت موہم ہونے کی بوجہٗ غلبۂ محبت متحیر ہو جاتی ہے مگر ایسی طرح پڑھنا کہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں کرتا گو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا۔"

فتاویٰ مذکورہ سے یہ احکام ثابت ہوئے :۔

۱۔ ان اشعار میں خود نہ شرک نہ گناہ نہ ان کے مصنفوں پر کچھ نہیں۔

۲۔ ان کا پڑھنا منع ہے۔

۳۔ موہم ضرور ہیں اس سبب سے مجمع میں کراہت ہے مگر غلبۂ محبت سے جائز ہے۔

۴۔ ان سے عوام کو ضرر ہے اس لئے مجمع میں پڑھنا مجھے پسند نہیں مگر اکیلا پڑھنا جائز ہے۔ (گول مول)

غور تو کیجئے یہاں جوانیوں کے نام اپنوں کے کام تھے کیا ہتھیار ڈالے ہیں کہ:۔

۱۔ غیرِ خدا کو دفع مصیبت کے لئے پکارنا جیسا کہ اشعار سے واضح ہے۔

۲۔ خود غیرِ خدا سے کہنا کہ ہماری دستگیری کرو ہماری مشکلیں آسان کرو شرک و کفر درکنار خود مکروہ تنزیہی بھی نہیں۔

۳۔ صرف مجمع میں بخیال عوام کراہت ہے اُسے بھی غلبۂ محبت کی خوبی نے دبا دیا۔

۴۔ اگرچہ رواج کی کثرت اور بزعم خود فساد عقیدۂ عوام کی وہ حالت جو سائل نے لکھی کہ بحث کرنے والے کو کافر جانتے ہیں پھر بھی مجمع عوام میں پڑھنا معصیت تک نہیں ہو سکتا۔ ذیل میں ہم گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ کا خلاصہ تناقض کے الفاظ سے چند تناقض نقل کرتے ہیں:

تناقض ۱:۔ ص ۳۱ ۱۷ مشابہ بالشرک ہے کہ غیر اللہ تعالے سے طلب حاجت کیا ہے۔ معصیت سے خالی نہ ہوگا۔

تناقض ۲:۔ ایضاً بعد چار سطر موہم الفاظ کا پڑھنا معصیت ہے۔

تناقض ۳:۔ ص ۲۲:۔ اگر عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے تو خود شرک محض ہے اور جو یہ عقیدہ نہیں تو بھی ناجائز ہے۔

تناقض ۴:۔ ایضاً بعد یک سطر جو لفظ موہم معنی شرک ہو اُس کا بولنا بھی ناروا ہے لقولہ تعالے لا تقولوا راعنا صحابہ کی نیت میں معنی قبیح نہ تھے مگر بسبب مشابہت اور موہم معنی قبیح کے ممنوع ہوں گے پھر عوام اس سے شرک گناہ میں مبتلا

ہوتے ہیں۔

تناقص ۵ :۔ ص۱۱۵ : ندائے غیر بدوں عقیدہ شرکیہ گناہ ہے اُسے فتوے میں براہ کمال چالاکی وہ الفاظ کہ ہماری دستگیری کرو ہماری مشکلیں آسان کرو اڑا کر صرف ندائے غیر رکھی اور اُسے بے عقیدہ شرکیہ خالص مباح بتایا اور دل میں یہ کہ یوں بھی گناہ ہے۔

تناقص ۶ :۔ ص۸۵ :۔ ہم شرک میں منع ہیں۔

تناقص ۷ :۔ حصہ ۳ ص۹ ، درست نہیں کہ ظاہر اس کا موہم شرک کا ہے۔

تناقص ۸ :۔ ص۲۴/۴ ، ممنوع ست سم قاتل بعوام سپردن ست کہ صدہا مردم بفساد عقیدہ شرکیہ مبتلا شوند و موجب ہلاکت ایشان گردد یہ مسلمانوں کو زہر قاتل دینا وہاں کیسے ٹھنڈے جی سے حلال کیا۔

تناقص ۱۰ :۔ پھر بھی یہاں تک تو ایسی الفاظ تھے کہ منع ہے کفر نہیں معصیت ناجائز ناروا گناہ منع ہے درست نہیں کہ مکروہ تحریمی تک صادق آتے تھے آگے چل کر خاص حرام ہو گیا۔

حصہ ا ص۱۱۱ چونکہ بظاہر موہم شرک ہیں اسی لئے پکارنے والے عوام ہیں گنہگار ہوتے ہیں لہذا پڑھنا ان کا حرام ہے۔

تناقص ۱۰ ، ص۱۸/۴ ، میں فساد عقیدہ عوام اور اپنے اوپر سے تہمت شرک دور رکھنا یہ کہ اس پہلے استفتاء کا دوبارہ پھر کہا کہ مجھ کو بصراحت معلوم نہ ہوا کہ آپ نے کیا ارشاد کیا اُس کا ص۱۸ اپر پھر یہ جواب دیا۔ کہ فساد عقیدہ کا احتمال بھی ہو تو مجمع میں پڑھنا فسق اور اوپر اسی سوال کے جواب میں احتمال درکنار وہ کچھ فساد موجود دیکھ کر بھی یہ تھا کہ بندہ معصیت نہیں کہہ سکتا یعنی گناہ تو نہیں مگر فسق ضرور ہے حافظ بنا شد۔

تناقص ۱۱ ، اب حرام سے بھی اونچے چل کر بدعت و ضلال و اضلال لیتے ہیں۔

حصہ ا ص ۸۱ : اگرچہ یہ تنہا دلیل صحیح شرک نہیں مگر منجر بشرک اور باعث فساد عقیدہ عوام ہے تو یہ امر بھی بدعت و اضلال و گناہ سے خالی نہیں۔

تناقض ۱۲ :- وہ تو خالی نہیں سے ہی چلتے ہیں آگے چل کر کھلتے ہیں اول گناہ میں بھی اتنا ہی کہا تھا کہ معصیت سے خالی نہ ہوگا۔ رفتہ رفتہ حرام ہو گیا یہاں سے بھی دیکھئے درود تاج شریف میں جو حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دافع البلا کہا اس پر یہ تنیظ ہے۔ حصہ ۳ ص ۴ :- ساختن بدعت بدعت ضلالت ست سبحان اللہ یہ کہنا کہ یا رسول اللہ حضور ہماری مشکلیں آسان فرمائیں۔ مباح خالص اور یہ کہنا کہ حضور دافع البلا ہیں بد دینی و گمراہی۔

تناقض ۱۳ :- اب بدعت سے بھی بڑھ کر خاص اندر کے دل کی کھلتی ہے شرک و کفر کی ڈھلتی ہے، حصہ ا ص ۹۲ صاحب قبر سے کہو کہ تم میرا کام کر دو یہ شرک ہے خواہ قبر کے پاس کہے خواہ دور۔

تناقض ۱۴ : ص ۱۳۰ : اسطور دعا کرنا کہ اے صاحب قبر میرا کام کر دے یہ حرام اور شرک بالاتفاق ہے۔

تناقض ۱۵ : ص ۱۹/۲ وہ استعانت جو کفر ہے وہ یہ ہے کہ تم میرا کام کر دو سہل لنا اشکالنا میں یہی تو تھا مگر وہاں اپنوں کے نام سوال میں شامل تھے وہ کفر حلال و مباح ہو گیا۔

تناقض ۱۶ - ص ۲۴/۲ کہ لفظ صنم یا بت یا آشوب ترک یا فتنۂ عرب کہکر لہٰذا یہاں گنگوہی جولانیاں دیکھئے الفاظ قبیحہ کنے والا معنی حقیقیہ ظاہرہ مراد نہیں رکھتا بلکہ معنی مجازی مقصود لیتا ہے مگر ایہام گستاخی سے خالی نہیں اور آخر حکم یہ جڑا کہ پس ان کا بکنا کفر ملاحظہ ہو وہی ایہام وہاں بھی ہے تو یہاں بھی ہے عوام کے مجلسوں میں بھی اسے پڑھنے میں حرج کیا ہے لیکن اپنوں کی محبت نے کرامت

تک کھودی تھی یہ یوں کہ انہوں کا قدم درمیان تھا یہاں وہی ایہام کا لفظ نہ پیش سے عوام بلکہ سرے سے کہنا ہی کفر ہوگیا غلبۂ محبت نے بھی کام نہ دیا یوں کہ یہ نعت گویوں کا معاملہ تھا غرض کفر و شرک و حرام سب اپنے گھر کے ہیں اُسی بات پر انہوں کو معصیت سے بھی بچا لیا اُسی پر اوروں کے لئے معصیت چھوڑ کر کفر چھینٹا دیا مگر قرآن عظیم سے نہ سُنا۔

اَکُفَّارُکُمْ خَیْرٌ مِّنْ اُوْلٰٓئِکُمْ اَمْ لَکُمْ بَرَآءَۃٌ فِی الزُّبُرِ ۔

کیا تمہارے کافر کچھ ان سے بھلے ہیں کہ ان پر جو حکم ہو اُن پر نہ ہو یا تمہارے لئے کتابوں میں آزادی لکھی ہے کہ تمہاروں کو کفر بھی حلال

آپ نے دیکھا تناقص ایسے ہوتے ہیں اور وہ بھی غلطی سے نہیں بلکہ کمال سے بددیانتی سے کہ انہوں کی خاطر یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم

بہرحال جو ہم نے کہا اور پڑھا وہ تو ہوا شرک اور مشرکین مکّہ کی سنت اور پھر وہی انہوں نے کہا پڑھا وہ ہوگیا اسلام اور توحید۔ اب انصاف ناظرین کے ہاتھ میں ہے ذرا خوفِ خدا مدِّنظر رکھ کر جواب سوچیئے۔

لطیفہ ایک صاحب جو ایسی مسجد میں نماز پڑھنے کے مخالف تھے جس میں یا اللہ، یا محمد لکھا ہو۔ ایک ایسی بس میں سفر کر رہے تھے جس کے اندر سامنے کے حصے پر نمایاں حروف میں لکھا تھا۔

یا اللہ ــــــــــــ یا محمد

ان کے ایک واقف حال نے اُن سے کہا کہ جناب! آپ کو تو ایسی بس میں بھی سفر نہیں کرنا چاہیئے تھے۔ جس بس یا اللہ یا محمد لکھا ہوا ہے۔ وہ صاحب جواب کیا دیتے کھسیانے سے ہو کر خاموش رہ گئے۔

ثبوت ندا از غیر مقلدین

حافظ محمد لکھوی (سردار اہل حدیث) بھی اولیاء اللہ کے بحکم خدا مدد کرنے کی زینت الاسلام جلد اول صفحہ ۴۶ میں بدیں الفاظ تائید کرتے ہیں ؎

سبھے تنگی ترشی رب ونجاون چاہے آپ کدائیت
رُوح وَلیاں دے مدد بھیجے کجھ تعجب ناہیں

نیز حصن حصین میں بروایت عتبہ بن غزوان بحوالہ طبرانی بزار وابن ابی شیبہ وغیرہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

"جب تمہیں کوئی مصیبت پہنچے اور وہاں کوئی امداد کنندہ نہ ہو تو کہو یَا عِبَادَ اللّٰہِ اَغِیْثُوْنِیْ اَغِیْثُوْنِیْ یعنی اے اللہ کے بندو بحکم خدا میری مدد کرو"۔

اسی اصول کے مطابق خدا تعالےٰ ہی کو حاجت روا سمجھتے ہوئے اولیاء اللہ سے توسّل اختیار کرتے وقت ؎

غوث الاعظم بن بے سروساماں مدد دے
نورِ ایماں مدد دے سید جیلاں مدد دے

بگرداب بلا افتادہ کشتی مدد کن یا معین الدین چشتی

کہنا بھی جائز ہوگا۔

۲۔ حبیب نواب صدیق حسن خان مر۔

بھوپالی (غیر مقلد) کا مولوی عبدالحی صاحب مرحوم لکھنوی نے ناک میں دم بند کیا تو اس نے بھی اپنے اُستاذ مُلّا شوکانی اور علامہ ابن قیم سے ندا کرکے استمداد کی ؎

زمرہ رائے درافتاد براصحاب سنن

ابن قیم مدد ے ، قاضی شوکاں مدد ے (نفح الطیب)

۳۔ علامہ وحید الزماں شارح صحاح ستہ پیشوائے اہل حدیث نے بھی عقائد اہلحدیث مطبوعہ میور پریس دہلی کے ص۲۳ پر اس کے جواز کا اس طرح فتویٰ دیا۔

اَلنِّدَاءُ فَتَجَوَّزُ لِغَيْرِ اللهِ تَعَالٰى مُطْلَقًا سَوَاءٌ كَانَ حَيًّا اَوْ مَيِّتًا۔

یعنی ندائے بغیر اللہ زندہ اور مردہ دونوں کے لئے مطلقاً جائز ہے

مذہبی دھاندلی یا غضب لم یزلی: آج کل یا رسول اللہ یا علی یا غوث جیسے نعروں پر مخالفین کی جنگ زوروں پر ہے لیکن افسوس کہ خود "گاندھی" جیسے منحوس کا فرو مشرک کو یا گاندھی سلام علیک جیسے نعرے نہ صرف جائز بلکہ تعلیمی نصاب میں شامل کیئے اسے اہل اسلام مذہبی دھاندلی سے تعبیر کریں یا غضب لم یزلی تصور فرمائیں۔

گاندھی کی دہائی: ہندو پاکستان کا وہ کون سا باخبر مسلمان ہے جو مشرک اور نجس گاندھی کی عیاری و مکاری اور اسلام و پاکستان دشمنی سے آگاہ نہیں مگر برادران اسلام یہ سن کر حیران ہوں گے کہ اسی مشرک گاندھی کی "عظمت و بزرگی اور قیادت و سیادت" کا سعودی عرب میں ڈھنڈورا پیٹا گیا اور گاندھی کی سوانح حیات۔ وہاں کے نصاب تعلیم میں داخل کردی گئی۔

چنانچہ "القراءة الاعدادية" (کتاب) سعودی عرب (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ) کے مدارس میں پڑھائی جاتی اور چوتھی جماعت کے کورس میں شامل کی گئی ہے اس کتاب پر مدینہ منورہ کے کتب خانہ کی مہر چھپی ہے جو اس بارہ کی واضح دلیل ہے کہ یہ کتاب حکومت سعودی عرب کی اجازت و مرضی سے وہاں پر کھلم کھلا

فروخت ہوتی اور پڑھائی جاتی ۔

بڑے سائز کی اس کتاب کے صفحہ ۲۱۳ پر گاندھی کی تصویر ہے اور ۲۱۳ سے ۲۳۶ تک چوبیس صفحات پر گاندھی کی سوانح حیات پھیلی ہوئی ہے ۔ چند اقتباسات ملاحظہ ہوں :۔

● شیخ غاندی (گاندھی) کی عمر ساٹھ برس سے زیادہ ہے وہ ضعیف و نحیف ہے اور اس کے بدن پر اس کے ہاتھ کا بنا ہوا کپڑا ہے ۔ اس کے ساتھ ایک چرخہ ہے اور اس کے پہلو میں بکری ہے جس کا وہ دودھ پیتا ہے ۔ (القراءۃ الاعدادیہ ص ۲۱۴)

● جب شام ہوتی گاندھی اپنی ماں کے ساتھ یہ دعا مانگتا ۔ " اے اللہ ! تو نے مجھے قلب عطا فرمایا ہے جو خیر ہے شر پسند نہیں کرتا ۔ طاہر و ستھرا ہے مکر کا ارتکاب نہیں کرتا ۔ مؤمن نیکو کار ہے کفر کو پہچانتا نہیں ۔ اے اللہ ! میں تیری نعمت پر راضی ہوں ۔ تیری حکمت مجھ سے راضی ہو اور تیری رحمت مجھے ڈھانپ لے " ص ۲۱۶

● " گاندھی اپنے اہل وطن کے لئے روتا کہ کیا کرے کیوں کہ اس کی امت جاہل و فقیر ہے " (ص ۲۲۱)

● " گاندھی نے اچھوتوں کو انسانیت کا مقام دلایا ۔ اگر گاندھی کا انسانیت پر اس کے سوا اور کوئی احسان ہوتا تو پھر بھی واجب تھا کہ وہ " ہمیشہ رہنے والوں سے ہوتا " ۔ (ص ۲۳۱)

● انگریز ہندوستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں میں عداوت کی آگ بھڑکاتا تھا اور سمجھتا تھا کہ ان کے درمیان سے یہ عداوت کبھی زائل نہ ہو سکے گی مگر گاندھی آیا تو اس نے چند ہی سالوں میں آزادی و وطنیت کی بنیاد پر ہندوؤں اور مسلمانوں کو بھائی بھائی بنا دیا ۔ " ابوالہند " گاندھی کا لقب حق ہے (ص ۲۳۴)

یا گاندھی سلام علیک :

وَنَادَی الْمَشْرِقَ الْاَقْصٰی فَلَبَّاہُ مِنَ اللَّحَدِ

مشرق اقصیٰ کو اس نے پکارا تو اہلِ قبور نے بھی لبیک کہا۔

وَجَاءَ الْاَنفُسُ الْمَرْضٰی فَدَاوَاھَا مِنَ الْحِقْدِ

بیمار نفس آئے تو گاندھی نے ان کے سینہ کا علاج کیا (ص ۲۲۳ تا ص ۲۲۴)

بعد ازیں گاندھی کو حرفِ ندا کے ساتھ خطاب کر کے بدیں الفاظ سلام کہا گیا ہے

سَلَامُ النِّیْلِ یَا غَانْدِیْ وَھٰذَا الزَّھْرُ مِنْ عِنْدِیْ

اے گاندھی " نیل کا سلام قبول ہو اور میری طرف سے یہ تحفہ

سَلَامٌ حَالِبَ الشَّاۃِ سَلَامٌ غَازِلَ الْبُرْدِ

بکری کا دودھ دوہنے والے سلام ہو چادریں بننے والے سلام ہو۔

وَمَنْ صَدَّ عَنِ الْمِلْحِ وَلَمْ یُقْبِلْ عَلَی الشُّھْدِ

وہ کہ جس نے نمک ترک کیا اور شہد کی طرف توجہ نہ کی۔

وَمَنْ یَرْکَبُ سَاقَیْہِ مِنَ الْھِنْدِ اِلَی السِّنْدِ

اور وہ کہ جس نے ہند سے سندھ تک پنڈلیوں پر سواری کی۔

سَلَامٌ کُلَّمَا صَلَّیْتَ عُرْیَانًا وَفِی اللَّبَدِ

سلام ہو جب تو برہنگی کی حالت میں اور نمدے میں نماز پڑھے۔

وَزَاوِیَۃِ السِّجْنِ وَفِیْ سِلْسِلَۃِ الْقَیْدِ

اور جب جیل کے گوشہ میں ہو اور قید کی زنجیر میں (القراۃ الاعدادیہ ص ۲۳۶)

جس (سعودی) حکومت کے مذہب میں ایک صادق الایمان مخلص مسلمان محض " یَارَسُوْلَ اللہِ " پکارنے پر مشرک و واجب القتل قرار پاتا ہے اور جس

نے اسی توہم شرک میں جلیل القدر صحابۂ کرام و اہل بیت (علیہم الرضوان) کے مزاراتِ شریفہ اوران سے متصل مساجد تک کو مساجد تک کو شہید کردیا۔ نا معلوم وہ حکومت ایک "نسلاً بطناً کا فرد خالص مشرک و کفار و مشرکین کے" باپو" کا ایسا پراپیگنڈا کیوں؟ پھر ہم یا رسول اللہ، یا غوث، یا علی کہیں تو گردن زدنی اور مشرک اور وہ ایک پلید اور مشرک گاندھی کو غائبانہ پکاریں تو عین توحید۔ ہمیں سعودی عرب کے حکام کو کیا کہنا ہے نہ ان سے ہمارا کوئی واسطہ ہے ہماری اپنے مسلمان بھائیوں سے گذارش ہے کہ کہ تمہارے ملک کے وہ ملّا وہابی دیوبندی جو "یا محمد یا رسول اللہ" کہنے پر تمہارے نکاح ٹوٹ جانے کا فتویٰ دیتے ہیں ان کو نجدی پرستی میں یہ فتویٰ کیوں بھول گیا؟ ذرا اس کی ان سے وضاحت کر کے آگاہی بخشیئے۔

باب نمبر ۵

ہم نداء اولیاء اللہ میں بھی وہی کہتے ہیں جو پہلے عرض کر چکے ہیں۔ یہاں سے مختصراً اس بحث کو بھی لکھتے ہیں۔

ندا مخصوص با ولیاء اللہ

اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے انبیاء و اولیاء کو حاضر و ناظر ہونے کی صفت عطا فرمائی ہے کہ وہ ہر ایک کی پکار اور ندا کو سن لیتے ہیں۔ چنانچہ حدیث قدسی میں ہے۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان اللہ قال من عادی لی ولیا فقد آذنتہ بالحرب وما

تقرب الیّ عبدی بشیئ احبّ الیّ مما افترضت علیہ وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا وان سالنی لاعطینہ (رواہ البخاری)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جو شخص میرے ولی کا دشمن ہے میں اس کے مقابلے میں اعلان جنگ کر دیتا ہوں اور میرے بندے نے اس فرض کے ادا کرنے سے جو میں نے اس پر فرض کے ادا کرنے سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے بڑھ کر اور کسی شئے سے جو میرے نزدیک زیادہ عزیز ہے مجھ تک تقرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو دوست بنا لیتا ہوں اور جب میں اس کو اپنا دوست بنا لیتا ہوں تو پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں۔

(بخاری و مشکوٰۃ)

فوائد: اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جب کوئی اللہ تعالےٰ کا بندہ قرب فرائض اور قرب نوافل کے مدارج طے کر لیتا ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کا دوست بن جاتا ہے جس کو ولی کہتے ہیں تو پھر اس کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ اس کے کان خدا تعالیٰ کی قدرت کا جلوہ بن جاتے ہیں۔ یعنی اس کی قوت سامعہ اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی قوت

سامعہ کا مظہر ہو جاتا ہے جس طرح خدا کی سمع قریب و بعید سب جگہ سے سنتی ہے اسی طرح ولی اللہ کی قوت سامعہ قریب و بعید سے برابر سنتی ہے ۔ اس کی آنکھ میں وہ قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ اس کو خدائی آنکھ کہہ سکتے ہیں یعنی دور و نزدیک سے دیکھتی ہے اس کے ہاتھوں میں وہ طاقت ہوتی ہے کہ وہ خدائی ہاتھ ہو جاتے ہیں یعنی دور و نزدیک سے جس چیز کو چاہے پکڑ لیتا ہے اس کے پاؤں خدائی پاؤں بن جاتے ہیں یعنی جہاں چاہے ایک ہی آن میں پہنچ سکتا ہے اس کا نام اصطلاح صوفیہ میں قرب نوافل ہے اس درجہ میں بندہ کا نام برائے نام ہی ہے۔

۲۔ مولٰنا روم رحمتہ اللہ فرماتے ہیں ۔ ؎

اللہ اللہ گفت اللہ میشود   ایں سخن حق است باللہ میشود

یعنی بندہ اللہ کہنے سے شیون الٰہیہ کا مظہر بن جاتا ہے۔ یہ بات حق ہے بخدا پوری ہو جاتی ہے۔

پس جب کوئی شخص ایسے ولی اللہ کو پکارے جو اس صفت سے موصوف ہے تو وہ بالضرور دور سے سن لیگا ۔ چنانچہ سینکڑوں واقعات کتب معتبرہ میں موجود ہیں ؎

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست
قبضہ اش جز قبضہ اللہ نیست

ولی اللہ کی شان

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فیوض الحرمین میں ولی مرد کے حال میں ارشاد فرماتے ہیں ۔

جبلت نفسہ نفساً قدسیۃ لا یشغلہا شان عن شان ولا یاتی علیہ حال من الاحوال التجرد الی النقطۃ

الکلیۃ الا دھو خبیر بہا الان وانما الاتی تفصیل الاجمال۔

ترجمہ:۔ ولی فرد کا نفس اصل خلقت میں نفس قدسی بنایا جاتا ہے اسے ایک بات دوسری سے مشغول نہیں کرتی یعنی یہ نہیں ہوتا کہ ایک دھیان میں اور طرف کا خیال نہ رہے بلکہ ہر جانب اس کی نگاہ ایک سی رہتی ہے اور اب سے لیکر وقت وصال تک جس قدر احوال اس پر آنے والے ہیں ان سب کی اسے اس وقت خبر ہے وہ جو آئے گا اجمال کی تفصیل ہوگا۔

ف: شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک فرد غلام کے لئے اپنی زندگی بھر کے تمام احوال آئندہ کا اس وقت علم بتا رہے ہیں۔ یہ کتنا بڑا کشرک ہے۔ کیا آپ نے لوگوں کو شرک کی تعلیم دی؟ نہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ ایسی باتیں شرک میں داخل نہیں ہیں۔

۴۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی صراط مستقیم میں تحریر فرماتے ہیں۔

"برآں کشف ارواح وملک ومقامات آنہا وسیر امکنہ زمین و آسمان وجنت ونار واطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کنند وباستعانت ہماں شغل بہر مقامیکہ از زمین وآسمان وبہشت ودوزخ خواہد متوجہ شدہ بسیر آں مقام احوال آنجا دریافت کنند وباہل آں مقام ملاقات سازد"۔

ترجمہ:۔ اس کو ارواح اور ان کے ملک ومقامات کے کشف اور زمین وآسمان اور بہشت ودوزخ کے مواضع کی سیر اور لوح محفوظ پر آگاہی کا شغل ہوتا ہے اور اس شغل کی مدد سے وہ زمین و

آسمان اور بہشت و دوزخ کے جس مقام پر چاہتا ہے متوجہ ہو کر اس مقام کی سیر سے وہاں کے احوال دریافت کر لیتا ہے اور وہاں کے رہنے والوں سے ملاقات کرتا ہے۔

۵۔ امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری رحمۃ اللہ علیہ مجموعہ فتاوٰی میں تحریر فرماتے ہیں۔

سئل عما وقع من العامة من قولهم عند الشدائد یا شیخ فلان ونحو ذالک من الاستعانة بالانبیاء والمرسلین والصالحین وھل للمشائخ اغاثة بعد موتھم ام لا فاجاب بما نصہ ان الاستعانة بالانبیاء والمرسلین والاولیاء والعلماء جائزة وللانبیاء والرسل والاولیاء والصالحین اغاثة بعد موتھم

ترجمہ:۔ عام لوگ جو مصیبتوں کے وقت یا شیخ فلاں وغیرہ کہتے ہیں جس سے انبیاء و مرسلین اور صالحین کے حضور میں فریاد کرنا مقصود ہوتا ہے اس کے متعلق سوال کیا گیا اور پوچھا کہ کیا مشائخ مرنے کے بعد فریاد رسی کر سکتے ہیں یا نہیں ؟ تو آپ نے جواب دیا جس کے اصل الفاظ یہ ہیں کہ انبیاء و مرسلین اور اولیاء و علماء کے پاس فریاد کرنا جائز ہے اور انبیاء و مرسلین اور اولیاء و صالحین اپنی موت کے بعد فریاد کو پہنچنے کا حق رکھتے ہیں۔

۵۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بستان المحدثین میں شیخ ابوالعباس احمد زروق رحمۃ اللہ علیہ کے یہ شعر نقل فرماتے ہیں ؎

انا لمریدی جامع لشتاتہ　　اذا ما سطا جور الزمان بنکبۃ

ترجمہ:- میں اپنے مرید کا اس کی پراگندگیوں میں جامع ہوں جبکہ جور زمانہ سختیوں کے ساتھ اس پر حملہ کرے۔

وان کنت فی ضیق وکرب و وحشۃ
فناد بیا زروق آت بسرعۃ

ترجمہ: یعنی اور اگر تو تنگی و سختی اور وحشت میں ہو تو یا زروق کہہ کر پکار میں جلدی آؤنگا

۷۔ علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ لواقع الانوار فی طبقات الاخیار میں تحریر فرماتے ہیں:-

"محمد غمری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید بازار میں جا رہا تھا کہ اتفاق سے اس کے گھوڑے کا پاؤں پھسل گیا جس سے وہ مرید گر کر زخمی ہو گیا اس نے باآواز بلند پکارا یا سیدی غمری لاحظنی اے میرے سردار محمد غمری مجھ پر نظر عنایت کیجیے۔ آپ اسی وقت تشریف لے آئے اور اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا وہ تندرست ہو گیا۔"

۸۔ مولانا غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ سابق خطیب مسجد بیگم شاہی لاہور انبیاء و اولیاء کو غائبانہ حالت میں خطاب حاضر کرنا جائز فرماتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

"ندائے انبیاء کرام و اولیاء عظام از دور و نزدیک یکساں است وطلب حاجات از و شاں بطریق ارث از صحابہ کرام و تابعین عظام و سالکان فخام جاری است صحابۂ کرام در غزوات مدد خیر الانام مے خواستند و یا محمد یا منصور اغث اغث مے گفتند در غزوہ یرموک و غزوہ مرج القبائل ہمیں ندائے او شاں بود و ایں طریقہ صحابہ کرام است۔"

ترجمہ:۔ انبیاء کرام و اولیاء عظام کو خواہ دور سے پکارا جائے خواہ نزدیک سے برابر ہے اور ان سے مدد مانگنا صحابہ، تابعین اور اولیاء اللہ سے وراثۃً چلا آتا ہے چنانچہ صحابہ جنگ وجدل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگا کرتے تھے اس طرح یا محمد یا منصور مدد کرد۔ مدد کرد پکارا کرتے تھے۔ چنانچہ غزوۂ یرموک اور غزوہ سراج القبائل میں ان کی یہی پکار تھی یہ طریقہ صحابہ کرام کا تھا۔

۹۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اولیاء اللہ کی روحانیت کو حاضر وناظر مانتے ہیں۔ چنانچہ وہ امداد السلوک میں تحریر کرتے ہیں۔

"ہم مرید بیقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور است اما از روحانیت دور نیست چوں ایں امر محکم داند ہر وقت شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آید۔ و ہر دم مستفید بود مرید در حل واقعہ محتاج شیخ بود۔ شیخ را بقلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ اورا القاء خواہد کرد مگر رابطہ شرط است وبسبب ربط قلب شیخ لسان القلب ناطق مے بود وبسوئے حق تعالیٰ راہ می کشاید وحق تعالیٰ اورا محدث مے کند"۔

ترجمہ:۔ مرید کو یقین رکھنا چاہیئے کہ مرشد کی روح ایک مکان میں مقید نہیں ہے پس جس جگہ مرید ہوگا خواہ وہ قریب ہو یا بعید اگرچہ مرشد بظاہر مرید سے دور ہوگا لیکن روح سے دور نہیں ہے جب یہ بات خوب ذہن نشین ہو گئی تو پھر مرشد کو ہر وقت یاد میں رکھے اس طریق سے رابطہ دلی پیدا ہو اور ہر وقت فیض پائے

اور فائدہ اٹھائے چونکہ مرید واقعات کے سمجھنے میں مرشد کا محتاج ہے لہٰذا مرشد کو قلب میں حاضر کر کے اس سے زبانِ حال سے سوال کرے البتہ مرشد کی روح اللہ تعالےٰ کے حکم سے اس کو القاء کرے گی مگر رابطہ کامل رکھنا شرط ہے اور مرشد کے ربطِ قلب کے سبب زبانِ دل بولے گی اور اللہ تعالیٰ کی طرف راستہ کھل جائیگا اور اللہ تعالیٰ اس کو محدث کر دیگا۔

۹۔ شیخ احمد بن زروق مغربی رحمتہ اللہ علیہ امام شمس الدین نقائی اور امام شہاب الدین قسطلانی شارح بخاری کے استاد ہیں ابدال سبعہ اور محققین صوفیہ میں سے ہیں شریعت اور حقیقت کے جامع ہیں وہ ایک جلیل القدر بزرگ ہیں کہ ان کے کمال کا مرتبہ ذکر سے بڑھ کر ہے۔

صاحب درمختار کا اولیاء اللہ کو بحالت غائب خطابِ حاضرانہ کرنیکا ایک قول نقل کرنا۔

ان الانسان اذا ضاع له شیئ واراد ان یردہ اللہ سبحانہ علیہ فلیقف علیٰ مکانٍ عالٍ مستقبل القبلۃ ویقرأ الفاتحۃ و"یھدی" ثوابھا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یھدی ثواب ذالك لسیدی احمد بن علوان ویقول یاسیدی احمد بن علوان ان ترد علیّ ضالتی والا نزعتك من دیوان الاولیاء فان اللہ تعالیٰ یرد علی من قال ذالك ضالتہ ببرکتہ

(درمختار شروع کتاب الاباق)

ترجمہ:۔ اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور وہ یہ چاہے کہ اس کی وہ چیز اللہ تعالےٰ

اس کو واپس دلا دے تو اس کو چاہیئے کہ بلند مکان پر قبلہ رخ کھڑے ہو کر فاتحہ پڑھے اور اس کا ثواب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نذر کرے پھر اس کا ثواب سیدی احمد بن علوان کی خدمت میں ہدیہ کرے پھر یوں عرض کرے اے سید احمد اے احمد بن علوان یعنی ! اگر میری گئی ہوئی چیز آپ نے مجھے واپس دلا دی تو خیر ورنہ میں آپ کا نام اولیاء کے دفتر سے کٹوا دوں گا۔ اس ولی کی برکت سے اللہ تعالیٰ وہ گئی ہوئی چیز واپس دلا دیگا۔

فائدہ : چار صفات قابل عطا نہیں کیونکہ ان پر الوہیت کا مدار ہے - وجوب . قدم خلق . نہ مرنا . دیگر صفات کی تجلی مخلوقات میں بھی ہو سکتی ہے جیسے سمع . بصر . حیات وغیرہ . مگر ان میں بھی بڑا فرق ہے - خدا تعالیٰ کی یہ صفات ذاتی واجب نہ مٹنے والی اور مخلوق کی عطائی ممکن وفانی ۔

جب یہ ثابت ہے کہ اولیاء اللہ صفاتِ الٰہی سے متصف ہوتے ہیں پھر ان سے مدد طلب کرنا اور پھر ان کا مدد کرنا شرک کیوں ہاں اگر یہ صفات ان کے ذاتی مانے جاتے تو پھر شرک ہو سکتا تھا باقی ایجاث فقیر کے رسالہ استمداد میں دیکھئے

اعتراضات کے جوابات

ذیل میں اب ہم وہ اعتراضات لکھ کر جوابات لکھتے ہیں جو عموماً مخالفین ندائے انبیاء و اولیاء کے متعلق وارد کرتے ہیں۔

سوال : وہ آیات جن میں بظاہر غیر اللہ کے پکارنے کی ممانعت پائی جاتی ہے کیا ان سے انبیاء و اولیاء کو پکارنے کا ابطال لازم آتا ہے یا نہیں ۔

جواب ا : ان آیات میں بتوں کو پکارنے کی ممانعت ہے نہ کہ انبیاء و اولیاء کی

ان میں یدعو کے معنی عبادت کے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ غیر اللہ یعنی بتوں کو پکارتے ہیں بایں طور کہ ان کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پوجتے ہیں تو البتہ وہ گمراہ اور مشرک ہیں لیکن مسلمان انبیاء و اولیاء کے توسّل کے طور پر پکارتے ہیں نہ کہ عبادت کے طور پر۔

جواب ۲: مناظرہ کا قاعدہ ہے کہ دعویٰ کے مطابق دلیل نہ ہو وہ دعویٰ باطل دوسرا یہ قاعدہ بھی ہے کہ جس دلیل میں احتمالاتِ کثیرہ پائے جائیں وہ دلیل بھی قابلِ اعتماد نہیں ہوتی۔ ہم یہاں آیاتِ نداء کے چند احتمال لکھتے ہیں۔

۱۔ نداء بمعنی عبادت۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :۔

وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (سورۃ قصص رکوع ۹)	اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو (بطور عبادت) نہ پکارو
وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (سورہ یونس رکوع ۱۱)	اللہ تعالےٰ کے سوا بطور عبادت اور کسی کو نہ پکارو

۲۔ استعانت۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے :۔

وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (سورہ بقرہ ع ۳)	اور اپنے گواہوں کو اللہ کے سوا مدد کے لئے لاؤ۔

۳۔ سوال : چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (سورہ مومن رکوع ۶)	مجھ سے دعا کرو میں تمہارے لئے قبول کروں گا۔

۴۔ قول و کلام ، چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ	ان کا کلام وہاں سبحانک اللّٰھم

اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلَامٌ (سورہ یونس ع ۱)	اوران کی ملاقات وہاں سلام ہوگی

۵۔ نداء چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ۔ (سورہ بنی اسرائیل)	جس روز ہم تمام لوگوں کوان کے ساتھ بلائیں گے۔
يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ (سورہ بنی اسرائیل ع ۶)	جس روز وہ تم کو پکارے گا پس تم اس کی حمد کیساتھ لبیک کہو گے۔

۶۔ نام لے کر پکارنا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا (سورہ فرقان ع ۹)	تم آپس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسطرح نام لے کر نہ پکارو جسطرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو

دُعا یعنی پکارنا شرک نہیں

وہ آیات جن میں یدعو کے معنے پکارنے کے نہیں بلکہ عبادت کے ہیں :-

منکرین ذیل کی آیات پر غور و خوض کریں کہ ان آیات میں بھی حسب ارشاد مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کا قاعدہ جاری ہوگا یا نہیں یعنی یہ نداء اور پکار بھی جو ان آیات میں ہے داخل شرک ہے یا نہیں۔

۱۔ وَيٰقَوْمِ مَالِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى	اور اے میری قوم میں تم کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھے

النَّارِ (سورۂ مومن)	دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔
۲۔ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا۔ (سورہ نوح)	میں نے اپنی قوم کو رات دن پکارا بس میرے پکارنے سے وہ اور زیادہ گریز کرتے گئے۔
۳۔ وَاللّٰهُ یَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ (سورۂ یونس)	اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر یعنی بہشت کی طرف بلاتا ہے۔
۴۔ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔ (احزاب)	ان کو پکارو ان کے باپوں کی نسبت سے یہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک بہت موزوں ہے۔
۵۔ فَلْیَدْعُ نَادِیَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِیَةَ (سورۂ اقراء)	پس چاہیئے کہ اپنے دوستوں کو بلائے۔ ہم عنقریب زبانیہ یعنی موکلان دوزخ کو بلائیں گے۔
۶۔ یَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ (بنی اسرائیل)	جس روز ہم تمام لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے۔
۷۔ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَهُمْ (سورۂ کہف)	پس انہوں نے ان کو بلایا تو وہ ان کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔
۸۔ اِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى (سورۂ کہف)	اور اگر تو ان کو ہدایت کی طرف بلائے۔

ان تمام مقامات پر لفظ دعا کے معنے ہیں کیا یہ دعا بھی لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں شامل ہے یا نہیں۔

تفسیر جلالین مدارک اور معالم التنزیل وغیرہ میں یدعو کے معنی یعبد میں اور

دعا ئھم کے معنے عبادتھم لکھے ہیں۔

حدیث شریف میں بھی دعاء کے معنے عبادت ہیں چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ (رواہ الترمذی و مشکوٰۃ) یعنی دعاء عبادت کا مغز ہے۔

۴۔ اگر ہر جگہ دعاء بمعنے پکارنے کے لئے جائیں تو پھر تو اس شرک سے کوئی نہیں بچ سکتا نبی ہو یا ولی۔ عالم ہو یا جاہل۔ منکر ہو یا مُقِر۔ کیونکہ یہ سب کا دستور ہے کہ وہ روزانہ ایک دوسرے کو بلاتے یا پکارتے ہیں مثلاً یا زید۔ یا عمر۔ یا فلاں۔ تو اس لحاظ سے سب کے سب مشرک ہوئے حتیٰ کہ اس اعتراض کی رُو سے معترض بھی نہیں بچ سکتا کیونکہ وہ بھی اس طرح غیر اللہ کو پکارتا ہے۔

سوال کسی نبی یا ولی کو دُور سے یہ سمجھ کر پکارنا کہ وہ ہماری آواز سنتے ہیں شرک ہے کیونکہ دُور کی آواز سُننا تو خدا ہی کی صفت ہے۔ غیر خدا میں یہ طاقت ماننا شرک ہے۔ اگر عقیدہ نہ ہو تو یا رسول اللہ یا غوث وغیرہ کہنا جائز ہے جیسے ہوا کو ندا دیا کرتے ہیں "سُن اے بادِ صبا" وغیرہ وہاں یہ خیال نہیں ہوتا کہ ہوا سُنتی ہے آج کل عام وہابی یہ ہی عذر پیش کرتے ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ میں بھی اسی پر زور دیا گیا ہے۔

جواب:۔ دُور سے آواز سننا ہرگز خدا کی صفت نہیں کیونکہ دُور سے آواز تو وہ سُنے جو پکارنے والے سے دُور ہو۔ رب تعالے تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے خود فرماتا ہے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ ہم تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ جب میرے بندے آپ سے میرے بارے میں پوچھیں تو فرما دو کہ ہم قریب ہیں نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْکُمْ وَلٰکِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ہم اس بیمار سے بمقابلہ تمہارے زیادہ قریب ہیں مگر تم دیکھتے نہیں لہٰذا پروردگار تو قریب ہی کی آواز سنتا ہے ہر آواز اُس سے

قریب ہی ہوتی ہے کہ وہ خود قریب ہے اور اگر یہ لیا جائے کہ دُور کی آواز سننا اُس کی صفت ہے تو قریب کی آواز سننا بھی تو اس کی صفت ہے لہٰذا چاہیئے کہ قریب والے کو بھی سامع سمجھ کر نہ پکارو ورنہ شرک ہو جاؤ گے سب کو ہرا جانو نیز جس طرح دور کی آواز سننا خدا کی صفت ہے۔ اسی طرح دُور کی چیز دیکھنا دُور کی خوشبو پا لینا بھی تو صفتِ الٰہی ہے اور ہم علم غیب اور حاضر و ناظر کی بحث میں ثابت کر چکے ہیں کہ اولیاء اللہ کے لئے دُور و نزدیک یکساں ہیں۔ جب ان کی نظر دور و قریب کو یکساں دیکھ سکتی ہے تو اگر اُن کے کان دُور و قریب کی آواز سن لیں تو کیوں شرک ہوا؟ یہ وصف اُن کو بہ عطاءِ الٰہی حاصل ہوا۔ اب ہم دکھاتے ہیں کہ دور کی آواز انبیاء و اولیاء سنتے ہیں۔

دُور سے سننے کے دلائل

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص کی خوشبو پالی اور فرمایا اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ بتاؤ یہ شرک ہوا یا نہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ پاک سے حضرت ساریہ کو آواز دی جو مقام نہاوند میں جنگ کر رہے تھے اور حضرت ساریہ نے وہ آواز سن لی، دیکھو مشکوٰۃ باب الکرامات فصل ثالث۔ حضرت فاروق کی آنکھ نے دُور سے دیکھا حضرت ساریہ کے کان نے دُور سے سُنا۔ تفسیر روح البیان وجلالین و مدارک وغیرہ تفاسیر میں زیر آیت وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنا کر پہاڑ پر کھڑے ہو کر تمام روحوں کو آواز دی کہ اے اللہ کے بندو قیامت تک جو بھی پیدا ہونے والے ہیں سب نے وہ آواز سُن لی۔ جس نے لبیک کہہ دیا وہ ضرور حج کریگا اور جو روح خاموش رہی وہ کبھی حج نہیں کر سکتی کہیئے یہاں تو دُور کے علاوہ پیدائش سے پہلے سب نے حضرت خلیل کی آواز سُن لی یہ شرک ہوا یا نہیں؟ اسی

طرح حضرت خلیل نے بارگاہِ ربِّ جلیل میں عرض کیا کہ مولیٰ مجھے دکھا دے تو کس طرح زندہ فرمائے گا تو حکم ہوا کہ چار پرندوں کو ذبح کر کے ان کے گوشت چار پہاڑوں پر رکھو ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِينَكَ سَعْيًا تم انہیں پکارو وہ دوڑتے آئیں گے۔ دیکھو مُردہ جانوروں کو پکارا گیا اور وہ دوڑے۔ تو کیا اولیاء اللہ اُن جانوروں سے بھی کم ہیں؟ آج ایک شخص لندن میں بیٹھ کر بذریعہ ٹیلیفون پاکستان کے آدمی سے بات کرتا ہے اور یہ سمجھ کر اُس کو پکارتا ہے کہ پاکستان کا آدمی اُس آلہ کے ذریعے میری بات سنتا ہے یہ پکارنا شرک ہے یا نہیں؟ تو اگر کسی مسلمان کا عقیدہ یہ ہو کہ قوتِ نبوت ٹیلیفون کی قوت سے زیادہ ہے تو حضراتِ انبیاء اس قوتِ خداداد سے ہر ایک کی آواز سنتے ہیں۔ پھر پکارے یا رسول اللہ الغیاث تو کیوں شرک ہوا؟ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک سفر میں جاتے ہوئے ایک جنگل میں چیونٹی کی آواز دُور سے سنی وہ کہتی ہے يَا أَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسَاكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ پارہ (۱۹) سورۂ نمل اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں سلیمان اور اُن کا لشکر بے خبری میں۔ تفسیر روح البیان وغیرہ میں اسی آیت کے ماتحت ہے کہ آپ نے تین میل سے چیونٹی کی یہ آواز سنی۔ خیال تو کرو کہ چیونٹی کی آواز اور تین میل کا فاصلہ۔ کہیئے یہ شرک ہوا یا کہ نہیں؟ مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر میں ہے کہ دفن کے بعد مردہ قبر میں سے باہر والوں کی پاؤں کی آواز سنتا ہے اور زائرین کو دیکھتا اور پہچانتا ہے۔ اسی لئے قبرستان میں جا کر اہلِ قبور کو سلام کرنا چاہیئے۔ اس قدر مٹی کے نیچے ہو کر اتنی آہستہ آواز کو سننا کس قدر دُور کی آواز سننا ہے کہو شرک ہوا یا کہ نہیں؟ ہم بحث علمِ غیب اولیاء اللہ میں مشکوٰۃ کی حدیث نقل کر چکے ہیں۔ کہ اللہ کا ولی خدائی طاقت سے دیکھتا، سنتا اور چھوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنی قوت عطا فرما دے۔ وہ اگر دُور سے سن لے تو کیوں شرک ہے؟

مخالفین کے معتمد اور معتبر عالم مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی فتاوی عبدالحی کتاب العقائد صہ۴۳ میں اس سوال کے جواب میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ حضور علیہ السلام کی شان ہے اور قُلْ ھُوَاللّٰہُ اَحَدْ حضور علیہ السلام کی صفت ہے ایک حدیث نقل فرماتے ہیں۔

چاند کا جھک جانا

حضرت عباس رضی اللہ تعالٰے عنہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا جب کہ آپ چہل روزہ تھے آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے میرا ہاتھ مضبوط باندھ دیا تھا اس کی اذیت سے مجھ کو رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس نے عرض کیا کہ اُن دنوں آپ چہل روزہ (چالیس دن) کے تھے یہ حال کیونکر معلوم ہوا؟ فرمایا لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا۔ حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ اور فرشتے عرش کے نیچے تسبیح کرتے تھے اور میں اُن کی تسبیح کی آواز سنتا تھا۔ حالانکہ شکم مادر میں تھا۔ اس روایت سے تو ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام والدہ ماجدہ کے شکم میں ہی عرش و فرش کی تمام آوازیں سنتے تھے حدیث میں ہے کہ جب کوئی عورت اپنے شوہر سے لڑے تو جنت سے حور پکار کر اُسے ملامت کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ گھر کی کوٹھڑی کی جنگ کو حور اتنی دور سے دیکھتی اور سنتی ہے اور پھر اُسے علم غیب بھی ہے کہ اس آدمی کا انجام بخیر ہوگا۔ آج کل ہم دور کی چیزیں دیکھتے ہیں۔ ریڈیو و ٹیلیفون سے دور کی آواز سنتے ہیں۔ تو کیا نور نبوت و ولایت کی طاقت بجلی کی طاقت سے بھی کم ہے۔ معراج میں حضور علیہ السلام نے جنت میں حضرت بلال کے قدم کی آہٹ سنی حالانکہ بلال کو معراج نہیں ہوئی تھی اور وہ اپنے گھر ہی میں تھے یہاں نماز تہجد کے لئے چل پھر رہے ہوں گے۔ وہاں آہٹ سنی جا رہی تھی اور اگر حضرت بلال بھی بجسم مثالی جنت میں پہنچے تو حاضر و ناظر کا ثبوت ہوا۔

خلاصہ ان سب باتوں کے متعلق مخالف یہ ہی کہے گا کہ وہ تو خدا نے سنایا تو ان حضرات نے سن لیا۔ بس ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء کو خدا دور کی آوازیں سناتا ہے۔ تو یہ سنتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی یہ صفت ذاتی۔ اُن کی عطائی خدا کی یہ صفت قدیم ان حضرات کی حادث۔ خدا کی یہ صفت کسی کے قبضہ میں نہیں ان کی یہ صفت خدا کے قبضہ میں۔ خدا کا سننا بغیر کان وغیرہ عضو کے۔ ان کا سننا کان سے۔ اتنے فرق ہوتے ہوئے شرک کیسا؟ اس نداء کے متعلق اور بہت کچھ کہا جا سکتا ہے مگر اسی قدر پر ہی کفایت ہے۔

نعرۂ غوثیہ جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کی مدد فرماتے ہیں ایسے ہی غوث جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے مریدین کی۔ چنانچہ بہجۃ الاسرار میں ہے۔

عَنِ الشَّيْخِ اَبِى الْحَسَنِ عَلِى الْخَبَّازِ قُدِّسَ سِرُّهٗ قَالَ سَمِعْتُ الشَّيْخَ مُحْيِى الدِّيْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ مَنِ اسْتَغَاثَ بِىْ فِىْ كُرْبَةٍ كَشَفْتُ عَنْهُ وَمَنْ نَادَانِىْ بِاسْمِىْ فِىْ شِدَّةٍ فَرَّجْتُ عَنْهُ وَمَنْ تَوَسَّلَ بِىْ فِىْ حَاجَةٍ قَضَيْتُ حَاجَتَهٗ۔

(نزہۃ الخاطر ملا علی قاری ص ۶۱)

"شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ جس شخص نے مجھ کو مصیبت کے وقت پکارا کسی مصیبت میں تو میں اس سے مصیبت دور کرتا ہوں اور جس نے میرا نام لے کر پکارا تو میں تکلیف ہٹا دیتا ہوں اور جس شخص نے کسی حاجت میں میرے وسیلہ لیا تو میں اس کی حاجت پوری کرتا ہوں"

ف: اسی ارشاد پر ہم لڑائیوں و دیگر مشکلات کے وقت کہتے ہیں:

"یا غوثِ اعظم دستگیر"

تعارف مصنف بہجۃ الاسرار: یہ امام ابوالحسن نورالدین علی مصنف بہجۃ الاسرار شریف اعاظم علماء وائمہ قرأت واکابر اولیاء وسادات طریقت سے ہیں۔ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ تک صرف دو واسطے رکھتے ہیں۔ انہوں نے امام اجل حضرت ابوصالح نصر قدس سرہ سے فیض حاصل کیا انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت ابوبکر تاج الدین عبدالرزاق نوراللہ مرقدہ سے، انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ سے۔ امام شمس الدین ذہبی کے علم حدیث واسماء الرجال میں جن کی جلالت شان عالم میں آشکار رہے، ان کی مجلس درس میں حاضر ہوئے اور اپنی کتاب طبقات المقربین میں ان کی بہت مدح لکھی۔ امام محدث محمد بن محمد جزری مصنف حصن حصین ان کے سلسلہ تلامذہ میں سے ہیں۔ انہوں نے ان کی کتاب بہجۃ الاسرار شریف انہی شیخ سے پڑھی اور اس کی سند اجازت حاصل کی۔

شیخ محقق مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ زبدۃ الآثار شریف میں فرماتے ہیں کہ کتاب بہجۃ الاسرار کتاب عظیم وشریف مشہور ہے اور اس کے مصنف بہت بڑے امام اور عالم ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ نے حسن المحاضرہ میں ان کو امام الاوحد لکھا ہے۔ بہجۃ الاسرار شریف اور اس کے مصنف کے متعلق آپ نے ائمہ کی رائیں ملاحظہ فرمائیں۔ اب خود مخالفین کے گھر کی شہادت سنیے۔

مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس مدرسہ دیوبند بہجۃ الاسرار شریف کے مصنف امام شطنوفی کے متعلق فرماتے ہیں وَوَثَّقَہُ المُحَدِّثُوْنَ یعنی محدثین نے ان کی توثیق فرمائی ہے۔ (فیض الباری ج۱۷۶)

ہر پیر فقیر کی مدد: چوں کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ جملہ پیروں کے پیر ہیں اسی لیے ان کا نعرہ مشہور ہے ورنہ ہمارے نزدیک ہر شیخ

کامل بشرطِ نسبتِ کامل اپنے نام لیوا کی مدد فرماتا ہے اور بعض سلاسل کے نعرے آپ کے نام لیواؤں میں معروف بھی ہیں مثلاً پیر پاگارہ کے مریدین کہتے ہیں " بھیج پاگھارا " یعنے اے پیر پاگھارا مدد فرما ایسے بہاءالحق ملتانی کا نعرہ ایسے گنج شکر کا نعرہ وغیرہ وغیرہ

اس کی وجہ وہی ہے کہ اللہ والوں کو اللہ تعالیٰ نے تصرف کی قدرت بخشی ہے چند واقعات ملاحظہ ہوں :

کھڑاؤں کی مار سیدی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی فرماتے ہیں کہ سیدی شمس الدین محمد حنفی اپنے حجرہ شریف میں وضو فرما رہے تھے کہ ناگاہ اپنی ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہوگئی حالانکہ حجرہ شریف میں کوئی راہ اس کے باہر جانے کی نہ تھی - دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو دی کہ اسے اپنے پاس رکھے جب تک وہ پہلی واپس نہ آئے - ایک مدت کے بعد ملک شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ آپ کو جزائے خیر دے -

اِنَّ اللِّصَّ لَمَّا جَلَسَ	جب چور میرے سینہ پر مجھے
عَلٰی صَدْرِیْ یَذْبَحُنِیْ	ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے
قُلْتُ فِیْ نَفْسِیْ یَا سَیِّدِیْ	دل میں کہا یا سیدی محمد یا حنفی
مُحَمَّدُ یَا حَنَفِیُّ فَجَاءَتْہُ	(جب میں نے ندا کی اور حضور کو
فِیْ صَدْرِہٖ فَانْقَلَبَ	پکارا تو اسی وقت غیب سے)
مَغْشِیًّا عَلَیْہِ وَنَجَّانِیَ اللّٰہُ	یہ کھڑاؤں آکر اس چور کے سینہ
عَزَّ وَجَلَّ بِبَرَکَتِکَ	پر اس زور سے لگی کہ غش کھا
(طبقات الکبریٰ)	کر الٹا ہو گیا - مجھے ببرکت حضرت

مصری صـ۹۵ـ۲) اللہ عزوجل نے نجات بخشی

ف: دل میں کہا " یا سیدی " تو مدد مل گئی وہ اس لئے کہ اولیاء مظاہر صفات ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفت علیم بذات الصدور ہے اسی لئے کوئی اشکال نہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "فیض الغفور فی علم ما فی الصدور"

زوجہ کی مدد: سیدی شمس الدین محمد حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی زوجۂ مقدسہ بیماری سے قریب بمرگ ہو گئیں

فَكَانَتْ تَقُوْلُ يَا سَيِّدِيْ	اور وہ یوں ندا کرتی تھیں یا سیدی
اَحْمَدُ يَا بَدَوِيْ خَاطِرُكَ	احمد یا بدوی خاطرک معی (یعنی
مَعِيْ فَرَأَتْ سَيِّدِيْ	اے میرے سردار اے احمد بدوی
اَحْمَدُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ	آپ کی توجہ میرے ساتھ ہے)
فِي الْمَنَامِ وَهُوَ	ایک دن حضرت سید احمد کبیر
ضَارِبُ اللِّثَامَيْنِ	بدوی رضی اللہ عنہ کو خواب
وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ وَاسِعَةٌ	میں دیکھا کہ آپ بہت کھلا
الْاَكْمَامِ عَرِيْضُ الصَّدْرِ	جبہ پہنے ہوئے تشریف لائے
اَحْمَرُ الْوَجْهِ وَالْعَيْنَيْنِ	آپ کا سینہ مبارک چوڑا
وَقَالَ لَهَا تُنَادِيْنِيْ وَ	اور چہرہ اور آنکھیں سرخ
تَسْتَغِيْثِيْنِيْ وَاَنْتِ لَا	تھیں، فرمایا توکب تک مجھے
تَعْلَمِيْ اَنَّكِ فِيْ حِمَايَةِ	پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے
رَجُلٍ مِنَ الْكِبَارِ	گی تو جانتی نہیں کہ ایک تو
الْمُتَمَكِّنِيْنَ وَنَحْنُ لَا	بڑے صاحب تمکین (یعنی اپنے
نُجِيْبُ مَنْ دَعَانَا وَهُوَ	شوہر) کی حمایت میں ہے اور

مَوْضِعِ اَحَدٍ مِنَ الرِّجَالِ	جو کسی ولی کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے
قُوْلِیْ یَا سَیِّدِیْ	ہم اس کی ندا پر اجابت نہیں کرتے
مُحَمَّدُ یَاحَنَفِیْ یُعَافِیْكَ	یوں کہہ یا سیدی محمد یا حنفی !
اللّٰہُ تَعَالٰی فَقَالَتْ ذَالِكَ	یہ کہے گی تو اللّٰہ تعالیٰ تجھے عافیت
فَاَصْبَحَتْ کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ	بخشے گا ان بی بی نے یوں ہی کہا،
بِهَا مَرَضٌ	صبح کو تندرست اٹھیں، گویا کبھی
(طبقات الکبریٰ ص۱۰۲)	مرض تھا ہی نہیں۔

اباجی کا پیر مدد کر: ایک بار حضرت سیدی مدین بن احمد اشمونی رضی اللہ عنہ وضو فرما رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک کھڑاؤں بلادِ مشرق کی طرف پھینکی۔

ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ	سال بھر کے بعد ایک شخص حاضر
تِلْكَ الْبِلَادِ بَعْدَ سَنَةٍ	ہوئے اور وہ کھڑاؤں ان
وَفَرْدَةُ الْقَبْقَابِ مَعَہٗ	کے پاس تھی انہوں نے حال
وَاَخْبَرَ اَنَّ شَخْصًا	عرض کیا کہ جنگل میں ایک بدکار
مِنَ الْعَیَّاقِ عَبَثَ	نے ان کی صاحب زادی پر
بِابْنَتِهٖ فِی الْبَرِّیَّةِ	دست درازی کرنی چاہی۔
فَقَالَتْ یَا شَیْخُ اَبِیْ	لڑکی کو اس وقت اپنے باپ
اَلْاَحْظَنِیْ لِاَنَّهَا لَمْ	کے پیر و مرشد حضرت سیدی
تَعْرِفْ اَنَّ اِسْمَهٗ	مدین کا نام معلوم نہ تھا یوں ندا
مَدْیَنَ ذَالِكَ الْوَقْتُ	کی یا شیخ ابی الاحظنی اے میرے
وَهِیَ اِلَى الْاٰنِ عِنْدَ	باپ کے پیر و مرشد مجھے بچائیے

ذُرِّیَّتِہٖ۔ (الطبقات الکبریٰ ص۱۰۱ ج۲)

یہ ندا کرتے ہی وہ گھوڑا اُڑ آئی لڑکی نے نجات پائی وہ گھوڑا اب تک ان کی اولاد میں موجود ہے

بادشاہ کا لشکر عاجز: سیدی محمد غمری رضی اللہ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لے جا رہے تھے کہ ان کے جانور کا پاؤں پھسلا آواز پکارا یا سیدی محمد غمری اور قریب ہی ابن عمر حاکم صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کر کے لئے جا رہے تھے انہوں نے مرید کا ندا کرنا سنا تو پوچھا یہ سید محمد غمری کون ہیں؟ کہا میرے پیر و مرشد شیخ کامل ہیں۔ ابن عمر نے کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں یا سیدی محمد یا غمری لاحظنی اے میرے سردار محمد غمری مجھ پر عنایت کیجیئے! یہ ان کا کہنا تھا کہ سیدی محمد غمری نے ان کی فریاد کو سن لیا اور تشریف لاکر مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی۔ مجبوراً ابن عمر کو خلعت دیکر رخصت کیا۔ (طبقات الکبریٰ ج۲ ص۲۹)

مرید کہیں بھی ہو: حضرت شیخ موسیٰ ابو عمران رضی اللہ عنہ کے متعلق مشہور ہے کہ

كَانَ اِذَا نَادَاهُ مُرِيْدُهٗ اَجَابَهٗ مِنْ مَسِيْرَةِ سَنَةٍ اَوْ اَكْثَرَ

جب ان کا کوئی مرید جہاں کہیں سے ندا کرتا جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا۔ (طبقات الکبریٰ ص۲۹ ج۲)

نمونہ کے طور پر چند واقعات عرض کئے ورنہ اسلاف صالحین رحمہم اللہ نے بالعموم اور سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی رضی اللہ عنہ نے اس قسم کے بے شمار واقعات لکھے ہیں جس کو شوق ہو ان کی تصنیف الطبقات کا مطالعہ کرے۔

تعارف امام شعرانی: آپ وہ بزرگ ہستی ہیں کہ دیوبند کے صدر مدرس مولوی انور شاہ صاحب ان کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:۔

وَالشَّعْرَانِیُّ اَیْضًا کَتَبَ اَنَّہٗ	کہ امام شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے
رَاٰہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری میں زیارت
وَقَرَءَ عَلَیْہِ الْبُخَارِیَّ فِیْ	کی اور پوری بخاری شریف آپ کو
ثَمَانِیَۃَ رُفَقَۃٍ مَعَہٗ ثُمَّ	پڑھ کر سنائی اس وقت ان کے ساتھ
سَمَّاھُمْ وَکَانَ وَاحِدٌ مِّنْھُمْ حَنَفِیًّا (فیض الباری ص۲۰۴)	ان کے آٹھ رفقا بھی تھے ایک ان میں حنفی بھی تھا۔

اِستمداد اور اِمداد

سیدنا حضور غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات عالیہ

۱ تمہ فتوح الغیب بر حاشیہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲۸ مطبوعہ مصر:۔

اَنَا لِمُرِیْدِیْ حَافِظٌ مَّا یَخَافُہٗ وَاَحْرُسُہٗ مِنْ کُلِّ شَرٍّ وَّ فِتْنَۃٍ

یعنی میں اپنے مرید کی محافظت کرنے والا ہوں ہر اس چیز سے جو اس کو خوف میں ڈالے اور میں اس کی نگہبانی کرتا ہوں ہر قسم کے شر اور فتنے سے؛

۲ تَوَسَّلْ بِنَا فِیْ کُلِّ ھَوْلٍ وَّشِدَّۃٍ اَغِیْثُکَ فِی الْاَشْیَاءِ طُرًّا بِھِمَّتِیْ

مجھ سے توسل کرو ہر ہول اور سختی میں، میں اپنی ہمت سے جملہ امور میں تمہاری فریاد رسی کروں گا،

۳ مُرِیْدِیْ اِذَا مَا کَانَ شَرْقًا وَّمَغْرِبًا اَغِثْہُ اِذَا مَا سَارَ فِیْ اَیِّ بَلْدَۃٍ

میں اپنے مرید کی فریاد رسی کرتا ہوں خواہ وہ کسی شہر میں ہو، مشرق میں یا مغرب میں؛

تمہ فتوح الغیب بر حاشیہ بہجۃ الاسرار صفحہ ۲۲۵ و ۲۲: مطبوعہ مصر۔

۴ مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

یعنی میرے مرید کسی دشمن سے نہ ڈر، کہ بیشک میں مستقل عزم والا سخت گیر اور لڑائی کے وقت قتل کرنے والا ہوں؛

۶ مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ   عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِ

میرے مرید خوف نہ کر اللہ میرا رب ہے مجھے وہ رفعت ملی ہے جس سے میں مقصود کو پہنچ گیا ہوں ،

مُرِیْدِیْ تَمَسَّکْ بِیْ وَکُنْ بِیْ وَاثِقًا   لَاَحْمِیْکَ فِی الدُّنْیَا وَیَوْمَ الْقِیَامَۃِ

یعنی اے میرے مرید میرا دامن مضبوطی سے پکڑلے اور مجھ پر پورا اعتماد رکھ میں تیری دنیا میں بھی حمایت کروں گا اور قیامت کے دن بھی :

۷ بہجۃ الاسرار صفحہ ۹۹ :- وَلَوِانْکَشَفَتْ عَوْرَۃُ مُرِیْدِیْ بِالْمَشْرِقِ وَاَنَا بِالْمَغْرِبِ، اَسْتُرُتُھَا ۔ اگر میرا مرید مشرق میں کہیں بے پردہ ہو جائے اور میں مغرب میں ہوں تو میں اس کی پردہ پوشی کرتا ہوں :

چھ ستمبر ۱۹۶۵ء

کی جنگ پاک و ہند

اس جنگ کا نام لے کر ہی اہل پاکستان فخر کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ اعتراف بھی کرتے ہیں کہ فتح نصیب ہوئی نعرہ یا رسول اللہ سے ۔

ستمبر ۱۹۶۵ء کے وہ سترہ دن کسے یاد نہیں جنہیں اسلامیان پاکستان نے نصرت الٰہی و برکات محمدی کے جلو میں طلوع کیا ۔ ۶ ستمبر کو ہمارے پڑوسی ملک بھارت نے اپنے طور پر انتہائی اعتماد سے خوب سوچ سمجھ کر بڑی طاقتوں کے مشورہ سے پانچ بڑی گنا طاقت کے ساتھ بغیر الٹی میٹم دیئے چپ چاپ رات کے خوابناک لمحوں میں ۔ اپنے سے بہت چھوٹے ملک پاکستان پر حملہ کر دیا ۔ پھر مسلمان جلال میں آگیا ۔ جلال میں آنا اور ایمانی کرکے دکھانا مسلمان کی چودہ سو سالہ پرانی عادت ہے ۔ وہ چودہ سو سال سے انسانی ارتقا کی تاریخ میں ایسے کرشمے رقم کرتا چلا آ رہا ہے ۔

۶ ستمبر کی صبح کو جب مشرقی سرحد دھماکہ خیز آوازوں نے پاکستانی مسلمان قوم کو چیلنج یا تو غفلتوں اور گناہوں میں کھوئی ہوئی یہ قوم اچانک اپنے رب کی یاد میں مستغرق ہو گئی مسجدیں نمازی بڑھ گئے۔ لوگ جوش جہاد میں دیوانے ہو گئے۔ صدر مملکت سے لے کر یک عام آدمی تک عموماً ہر شخص کی زبان پر اللہ کا نام تھا اور دلوں سے دعائیں نکل رہی تھیں۔ ان چند دنوں میں بارہ کروڑ عوام کی اس قوم نے اتحاد و اتفاق اور جذبۂ ایمانی کا جو ثبوت دیا اس کی تاریخ میں مثال بہت کم ملتی ہے۔

اللہ کا ہاتھ: میجر شفقت بلوچ بیان کرتے ہیں کہ ہم دشمن کے مقابلے میں آئے تو ہمیں محسوس ہوتا تھا کہ ہمارے سروں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ ہم ایک گولی چلاتے تھے لیکن اس سے دس دشمن ہلاک ہوتے تھے۔ اس سے ہمارے حوصلے بلند ہو گئے۔ ہمارے عزائم میں نئی روح آگئی اور دشمن کو ملیامیٹ کرنا ہمارے لئے قطعی طور پر مشکل نہ رہا۔

نعرۂ تکبیر: ۸ ستمبر کو جب ہندوستان مکاری سے چونڈہ کے قریب پہنچ گئے تو میجر محمد حسین ملک کی ڈیوٹی لگی کہ وہ ٹینکوں کی مدد سے دشمن پر جوابی حملہ کرکے اسے پسپا کر دے۔ میجر ملک اور اس کے بہادر ساتھی اشارہ پاتے ہی دشمن پر ٹوٹ پڑے اور اسے گڈگور تک دھکیل دیا۔ یہ معرکہ گرم تھا کہ اتفاق سے میجر ملک اور اس کے بہادر ساتھی دشمن کے ٹینکوں میں گھر گئے۔ میجر نے پوری آواز سے نعرہ بلند کیا۔ ہندوستانی سپاہی نعرۂ تکبیر سے گھبرا گئے اور اپنے مضبوط مورچوں اور ٹینکوں سے نکل کر بھاگ کھڑے ہوئے اور اپنے ٹینک اور بے شمار لاشوں کے علاوہ اپنا آپریشن آرڈر میدانِ جنگ میں چھوڑ گئے جو بعد میں ہمارے فوجیوں کے بہت کام آیا۔

نعرۂ رسالت: روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ پاکستانی افواج نے یا رسول اللہ اور یا علی کے نعرے لگاتے

ہوئے بھارتی ٹڈی دل فوج کو بُری طرح شکست دی ہے۔ اس معرکہ میں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ مجاہدین کے سروں پر موجود تھے۔
۱۲ سو میل لمبے محاذ پر سبز کپڑوں والے مجاہد۔ سفید لباس میں ایک بزرگ اور گھوڑے پر سوار ایک جری دیکھے گئے۔ چونڈہ کے نزدیک ایک نورانی خاندان کو مجاہدین کی امداد کرتے دیکھا گیا۔ سرگودھا کے ہوائی اڈہ پر ایک بزرگ کو اپنی جھولی میں بم لیتے دیکھا گیا۔
لاہور، ظفروال، چونڈہ اور سیالکوٹ میں اکثر غازیوں کو شاباش دی گئی۔ اور بعض مقامات پر یا رسول اللہ اور یا علی کے نعرے سنے گئے۔ مختلف محاذوں سے یا رسول اللہ اور علی کے نعرے سنے گئے۔ مختلف محاذوں سے ان محیّر العقول اور ایمان افروز کرشموں کی اطلاعات ملتی رہی ہیں۔ ان کرشموں اور محیّر العقول واقعات کا اعتراف مسلمان جوانوں، مجاہدین، شہریوں کے علاوہ بھارت کے جنگی قیدیوں نے بھی کیا ہے۔

پراسرار فوج' بریگیڈیئر عبدالعلی ملک کا بیان ہے کہ چونڈہ کے محاذ کے قیدیوں نے انکشاف کیا کہ انہیں رات کو میدانِ جنگ میں اسلامی لشکر نظر آتا جو ہاتھوں میں برہنہ تلواریں لئے ہم پر ٹوٹ پڑتے۔ اور ان کی تلواروں سے آگ کے شعلے برستے تھے۔ اس حیرت انگیز اسلامی لشکر میں بعض سپاہی گھوڑوں پر سوار ہوتے اور بعض پیدل۔ ہمیں سب سے زیادہ نقصان اس پُراسرار فوج نے پہنچایا جس پر نہ ہمارے گولے اثر انداز ہوتے تھے نہ ٹینک وغیرہ۔

نامعلوم ہتھیار: مولانا محمد افسر الحق جو علی گڑھ کے سند یافتہ ہیں جنگ کے دنوں میں دہلی میں تھے ان کی ڈیوٹی دورانِ جنگ زخمی فوجیوں کے جنرل کیمپ پر لگا دی گئی تھی۔ اُن کا بیان ہے کہ دہلی ریلوے اسٹیشن پر ایک دن میں ڈیڑھ صد سے زائد ریل گاڑیاں زخمیوں سے بھری ہوئی آتیں۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اکثر زخمیوں کے دونوں بازو اور دونوں ٹانگیں یا ایک طرف کا بازو اور دوسری

طرف کی ٹانگ کٹی ہوئی ہوتی تھیں جیسے تلوار سے کاٹ گئی ہوں جو زخمی ہوش میں سجانے یا بچ رہتے وہ اپنے زخمی ہونے کے متعلق صرف اتنا بتاتے کہ پاکستان نے کوئی نامعلوم ہتھیار اس قسم کا ایجاد کیا ہے جس سے بازو اور ٹانگیں کٹ جاتی ہیں اور باقی جسم بچ رہتا ہے۔

ایک مجاہد سو قیدی: چھمب جوڑیاں محاذ پر ہمارے توپخانہ کا ایک چھوٹا سا جہاز غلطی سے ایک بھارتی کمپنی کی پوزیشن میں چلا گیا۔ پائلٹ کو جونہی صورتحال کا احساس ہوا۔ اُس نے زوردار آواز میں بھارتیوں کو بتایا کہ "میں اسی لئے آیا ہوں کہ تم سب کو بتاؤں کہ تم ہمارے توپ خانہ کی زد میں ہو اگر جان بچانا ہے تو ہتھیار پھینک کر قیدی بن جاؤ ورنہ پانچ منٹ کے اندر اندر تم سب کا صفایا کر دیا جائے گا۔ بھارتی کمپنی نے ہتھیار پھینک دیئے اور ہمارا پائلٹ اکیلا اُن سب کو قید کر کے اپنی پوزیشنوں میں ہانک لایا ؎

رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

عینی شاہد: میں نے پاک فوج کے غازیوں کے جگمگاتے نورانی دیکھے ہیں میں نے دشمن کے آگ و آہن کے طوفان میں انہیں اللہ اکبر اور یا علی کے نعروں کے ساتھ چھلانگیں لگاتے دیکھا ہے۔ موت کے اُن کے آگے آگے بھاگتے اور آسمان سے اُن پر پھولوں کی بارش برستے دیکھی ہے وہ ماؤں کے لعل تھے بہنوں کے ہیرے موتی۔ وہ بیویوں کے سہاگ تھے اور اپنے پیارے بچوں کے ابو اور سروں کے سائے لیکن اس وقت وہ اللہ کے شیر تھے۔ میں نے دشمنوں کے جنگل میں اُن شیروں کی دل دہلا دینے والی دھاڑیں سنیں۔ وہ اللہ کے سپاہی تھے جو اللہ کے دین کی عزت، غیرت اور حرمت پر شہید ہو رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ بندۂ مومن کا ہاتھ کیسے بنتا ہے اور پھر اُس کی ضرب کارکشا غالب و کار آفریں کیسے ہوتی ہے اس روز میں نے

اِس عالمِ فانی کا سب سے بڑا کرشمہ دیکھا۔ میں نے آگ کو گلزار میں بدلتے اور موت کو زندگانی کا روپ دھارتے دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ قرآن کے اوراق میں جب بندۂ مومن کا خون گردش کرنے لگتا ہے تو دشت و جبل اُس کی للکار سے کس طرح تھرا تھرا کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ وہ بڑی عجیب گھڑی تھی۔ تاریخ کے چودہ سو سال سمٹ کر میدانِ بدر و کربلا میں چمکتی تلواروں کے سایوں میں آ گئے تھے۔ ایک جانب وہی جبر استبداد کی یلغار تھی اور دوسری جانب وہی ایک خدا ایک رسول اور ایک قرآن کی عظمت کی للکار ایک طرف شرار بولہبی تھا اور دوسری طرف چراغ مصطفوی کی ظلم و استبداد کے اندھیروں کو پھاڑ دینے والی ضیاء پاشیاں۔ کفار کی عبرت انگیز ہلاکت تھی اور بندہ مومن کی ایمان افروز شہادت۔ مشین گنوں اور رائفلوں پر جھکے ہوئے ہاتھوں نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا تھا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والی تلوار اپنے چودہ سو سالہ نیام میں سے کوندے کی طرح لپک کر باہر نکل آئی تھی اور کفر و الحاد کی گھٹاؤں کو پاش پاش کر رہی تھی۔ قرآن کی تلاوت کی یا جبروت کی آوازیں تھیں اور اللہ اکبر۔ یا رسول اللہ اور یا علی حیدر کے نعرے۔ (بی۔آر۔بی نہر ماخوذ بتصرف)

شہادت مطلوب و مقصود مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

الغرض جنگِ ستمبر میں اللہ کریم کے بے انتہا کرم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے انتہا شفقت۔ محبوبانِ خدا کی زبردست اعانت۔ اور مجاہدین کی بے لوث قربانیوں کے بیش بہا تذکروں سے اخبارات و رسائل اور کتابوں کے اوراق بھرے پڑے ہیں ہمیں اس سچی تاریخ سے یہی سبق ملتا ہے ہماری قوت اور کامیابی کا راز توکل علی اللہ جہاد فی سبیل اللہ اور دامن مصطفوی سے وابستگی میں ہے۔

رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ رجب المرجب ۱۳۹۰ھ صدا

فیصلہ

ندائے انبیاء واولیاء کو فقیر نے دلائل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد اب ان مقامات کو لکھتا ہے جہاں مخالفین نے ہمیں ایسی ندائیوں سے روکا۔

۱۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ (درود شریف) ہے۔

۲۔ اذان کے وقت پہلے یا بعد کو (۳) اٹھتے بیٹھتے مدد کے واسطے

۴۔ نعت خوانی شروع کرتے وقت۔

۵۔ نعرۂ رسالت میں وغیرہ وغیرہ۔

ہر اختلافی مسئلہ پر رسالہ جات ہونی چاہئیں چند ایک کے لئے تو فقیر کے مستقل رسائل مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصنیف ہو چکے ہیں۔ مثلاً

۱۔ اذان کے وقت ذیل کے سلسلے مطبوع ہیں۔

(۱) رجم الشیاطین فی الصلوٰۃ والسلام عندالاذان

(۲) اذان سے پہلے صلوٰۃ وسلام کا ثبوت اور اذان کے بعد التحقیق العجیب فی اثبات التثویب اور نعرۂ رسالت کے لئے مابہ الکفایۃ فی نعرۂ رسالۃ اور نعرۂ تکبیر بدعت ہے یا نعرۂ رسالت اور نعت خوانی کے وقت درود پڑھنا علی الاطلاق درود شریف کے فضائل میں شامل ہے۔ اگرچہ کل بدعۃ ضلالۃ الخ کی زد میں آئیگا لیکن جیسے دوسرے امور حدیث شریف کے حکم سے مستثنیٰ ہیں یہ بھی انہی میں سے ہے۔

اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وغیرہ

بارے میں ان کتب میں کافی حوالے موجود ہیں جو صرف درود شریف کے فضائل وغیرہ

میں لکھی گئی ہیں چند ایک درود شریف اسی کتاب میں فقیر نے لکھ دیئے ہیں۔
لیکن افسوس ہے کہ مکتب فکر دیوبند کے فضلاء اور وہابی فرقہ اور اس کے ہمنوا کہتے ہیں کہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ درود شریف نہیں فقیر چند حوالے ان کے اکابرین کے عرض کرتا ہے تاکہ منکر کو انکار نہ ہو۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ اکابرین علماء دیوبند کے نزدیک درود شریف ہے

۱۔ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس جناب مولانا حسین احمد صاحب مدنی اپنی تصنیف الشہاب الثاقب ص۶۵ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرت سے اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صورت درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب ونداء کیوں نہ ہو مستحب ومستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔"

۲۔ دارالعلوم مظاہر علوم سہارنپور کے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب جنہوں نے تبلیغی جماعت کے نصاب کو مرتب کیا ہے یا یوں کہہ لیں کہ اُن کی کتب فضائل کو علمائے دیوبند موجودہ نے تبلیغی نصاب بنا لیا ہے اپنی کتاب فضائل درود ص۲۸ میں لکھتے ہیں:۔

"بندہ کے خیال میں اگر درود وسلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیک یارسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ وغیرہ کے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک

یا نبی اللہ اسی طرح اخیر تک السّلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بھی بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے۔"

۳۔ علمائے دیوبند (۱) جناب مولانا قاسم نانوتوی صاحب (۲) مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی (۳) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی و دیگر اکابرین کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ضیاء القلوب صلا پر ایک وظیفہ بتاتے ہیں:۔

" دل کو تمام خیالات سے خالی کر کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت کا سفید کپڑے اور سبز پگڑی اور منور چہرہ کے ساتھ تصور کریں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی داہنے اور الصلوٰۃ والسّلام علیک یا نبی اللہ کی بائیں اور الصلوٰۃ والسّلام علیک یا حبیب اللہ کی ضرب دل پر لگائیں۔

۴۔ علماء دیوبند کے ممتاز فرد جناب مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اپنی تصنیف شکر النعمۃ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں اور وہ بھی اِن الفاظ کے ساتھ الصلوٰۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ"

ان چار حضرات اکابرین علماء دیوبند نے اپنی اپنی تصانیف میں "الصلوٰۃ والسّلام علیک یا رسول اللہ" پڑھنے کو کہا ہے بلکہ دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس جناب مدنی صاحب کی عبارت تو آپ پڑھ چکے ہیں کہ وہ وہابیہ اس صلوٰۃ و سلام کو نفرت سے دیکھتے ہیں مگر ہمارے بزرگان دین تو خود بھی پڑھتے ہیں اور متعلقین کو بھی حکم دیتے ہیں۔ موجودہ دیوبندی حضرات سے اپیل ہے کہ ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں کہ کیا وہ اپنے ان اکابرین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ا س صلاۃ

وسلام کو پڑھتے ہیں یا بقول مدنی صاحب (صدر مدرس دیوبند) وہابیہ کی طرح اسے نفرت سے دیکھتے ہیں ہمیں قوی امید ہے کہ اپنے اکابرین کے ان عقائد کے پیشِ نظر اس مسئلہ میں حقیقت پسندی سے کام لیتے ہوئے اتفاق واتحاد کریں گے اور کم از کم یہ مسئلہ نزاعی نہ رہے گا۔

وہابی کی نشانی اوپر آپ نے پڑھا کہ درود شریف اور بالخصوص "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" سے روکنا اور پڑھنے والوں کو برا بھلا کہنا وہابیوں کی نشانی ہے اور یہ جملہ اس شخصیت کا ہے جو مخالفین کے نزدیک نہ صرف عالم دین ہیں بلکہ شیخ الاسلام پھر آگے سب کچھ ہیں۔ اب ناظرین انصاف فرمائیں کہ اس درود شریف سے آج کل کون روکتا بلکہ صرف اس آواز پر آج کل "دیوبندی وہابی" اور "سنی بریلوی" کا نزاع برپا ہے۔

سنی کی نشانی مولوی زکریا نے دیوبندی تبلیغی نصاب ص ۶۴۸ اور فضائل درود شریف میں لکھا کہ علامہ سخاوی نے امام زین العابدین سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا اہل سنت ہونے کی علامت ہے یعنے سنی ہونے کی۔

ناظرین غور فرمائیں کہ درود شریف تو ہم پڑھتے ہی ہیں لیکن روکتے کون ہیں خود کہیئے وہابی دیوبندی۔ اب مطلب صاف ہے کہ سنی کون ہوا خود کہہ دو کہ بریلوی۔

اذان کے وقت "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" کے وقت پڑھنے کے لئے فقیر کے رسالے کافی ہیں۔ یہاں یہ دکھانا ہے کہ اس کی تاریخی حیثیت کیا ہے تاکہ ناظرین اصل نزاع کو سمجھ سکیں۔

یاد رہے کہ اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام چھٹی صدی ہجری میں سلطان صلاح الدین ایوبی سے رائج ہ

یہاں تک کہ حرمین طیبین (مسجد نبوی اور کعبہ معظمہ) میں بھی اذان کے وقت صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا تھا۔ اس کی بندش محمد بن عبدالوہاب نے کی بلکہ اس نے ایک مؤذن کو محض اس لئے قتل کروادیا تھا کہ وہ اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھتا تھا ملاحظہ ہو۔ الدررالسنیہ ص۵۹ مطبوعہ مکتبہ رحیمیہ پشاور۔ اس کے علاوہ کسی عالم نے علماء اہل سنت سے چھٹی صدی ہجری سے لے کر تیرہ صدی ہجری تک منع نہیں کیا اور نہ ناجائز کہا۔ علاوہ رہا محمد بن عبدالوہاب نجدی کا معاملہ تو دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس جناب مولانا حسین احمد مدنی صاحب اسے گمراہ جانتے ہیں اور اس کے اقوال کو کفریہ قرار دیتے ہیں اب موجودہ دیوبندی اور وہابی حضرات سوچیں کہ انہیں اس مسئلہ میں علماء حق جن کا ذکر خیر گذر چکا ہے کہ ساتھ دینا ہے یا محمد بن عبدالوہاب نجدی کا۔

آخری گذارش

فقیر اویسی غفرلہٗ کتاب کو یہاں ختم کرتا ہے تاکہ طوالت موجب ملامت نہ ہو، اہل انصاف کے لئے اتنا مواد کافی ہے ضدی کو دفاتر بھی ناکافی۔ فقیر نے ہر پہلو سے مسئلہ کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ احادیث صحیحہ کے علاوہ فقہاء کرام کے فتاویٰ اور وہ مشائخ عظام وعلماء کرام جن کو اس عمل سے فائدے نصیب ہوئے ان کے صحیح داستانیں اور مستند روایات بھی لکھی ہیں اور مجرب نسخے بھی تاکہ کوئی بیمار اگر انہیں آزمائے تو آج بھی اس کی روحانی بیماری دور ہوسکتی ہے لیکن جو بدقسمت الٹا علاج کو بیماری سمجھے اسے خاک شفا ہوگی۔

فقیر اویسی غفرلہٗ نے ان بیماروں کی اصل بیماری کا سبب بتایا ہے تاکہ بیمار کو سمجھ کا موقعہ مل سکے کہ کب سے اور کیوں بیمار رہا۔ الحمد للہ نجدیت

ہماری چند مطبوعات

تفسیر روح البیان کا اردو ترجمہ فیوض الرحمٰن

فنا و بقا

شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ

تاریخ حب مدینہ

انگوٹھے چومنے کا ثبوت

مخزن راز و نیاز

المعجزات (مکمل)

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

ہماری چند مطبوعات

تفسیر روح البیان کا اردو ترجمہ فیوض الرحمٰن

فنا و بقا

شہد سے میٹھا نام محمدؐ

تاریخ محبوبِ مدینہ

انگوٹھے چومنے کا ثبوت

مخزنِ راز و نیاز

المعجزات (مکمل)

مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

ندائے یارسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
صلی اللہ علیک وسلم



حضرت فیض ملت محدث وقت شیخ القرآن علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ناشر
مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور پاکستان